بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

ترجمہ: ”شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔“

اُردُو

چھٹی جماعت کے لیے

ناشر

چودھری غلام رسول اینڈ سنز

الکریم مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور 042-37233909, 37243055

CH. GHULAM RASUL & SONS LAHORE

Established in 1932

جملہ حقوق (کاپی رائٹ) بحق ناشر محفوظ ہیں۔
منظور کردہ وفاقی وزارتِ تعلیم (شعبہ نصاب سازی) اسلام آباد، پاکستان۔ بمطابق قومی نصاب ۲۰۰۶ء اور نیشنل ٹیکسٹ بک اینڈ لرننگ میٹریلز پالیسی ۲۰۰۷ء بحوالہ مراسلہ نمبر F.1-8/2009-Urdu مورخہ 09-10-2009 اِس کتاب کو پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے ناشر سے پرنٹ لائسنس حاصل کر کے سرکاری سکولوں میں مفت تقسیم کے لیے بھی طبع کیا ہے۔ ناشر کی تحریری اجازت کے بغیر اس کتاب کا کوئی حصہ کسی امدادی کتاب، خلاصہ، ماڈل پیپر یا گائیڈ وغیرہ میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔

حُسنِ ترتیب

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	حمد (اسمٰعیل میرٹھی) (نظم)	۱
۲	نعت (خواجہ الطاف حسین حالؔی) (نظم)	۵
۳	مادرِ ملّت فاطمہ جناحؒ	۹
۴	ملکۂ کہسار — مری	۱۶
۵	ہم ایک ہیں (کلیم عثمانی) (نظم)	۲۳
۶	اشتہارات "ضرورت نہیں ہے" کے	۲۸
۷	یومِ دفاع	۳۴
۸	پُرانا کوٹ (سیّد محمد جعفری) (نظم)	۳۹
۹	گُلِ صنوبر کی کہانی	۴۳
۱۰	شیخ سعدیؒ کے اقوال	۵۰
۱۱	بادل کا گیت (احمد ندیم قاسمی) (نظم)	۵۴
۱۲	سائنس کے کرشمے	۵۸
۱۳	صحت اور صفائی	۶۴
۱۴	ہمارا وطن (طفیلؔ ہوشیارپوری) (نظم)	۷۰
۱۵	انسان اور اس کا ماحول	۷۴
۱۶	محنت کی برکات	۸۰
۱۷	خراب ہے (نیاؔز سواتی) (نظم)	۸۶
۱۸	کھیل	۹۰
۱۹	اسلامی ممالک کی تنظیم	۹۷
۲۰	اتفاق (نسیمؔ امروہوی) (نظم)	۱۰۳
۲۱	زراعت وصنعت	۱۰۸
۲۲	میری پیاری سائیکل	۱۱۵
۲۳	محنت (سیّد ضمیرؔ جعفری) (نظم)	۱۲۳
۲۴	ریاضی کا علم	۱۲۸
۲۵	پاکستان (ڈاکٹر محمد صالح طاہرؔ) (نظم)	۱۳۳
۲۶	فرہنگ	۱۳۷

مصنّفین: ☆ ڈاکٹر محمد صالح طاہر ☆ پروفیسر محمد نعیم بزمیؔ ☆ پروفیسر اسد ایوب نیازی ☆ قیس چودھری
مدیران: ☆ پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الحسن ☆ پروفیسر ڈاکٹر آصف اعوان
ڈیزائننگ: محمد قاسم

ناشر: چودھری غلام رسول اینڈ سنز، لاہور۔
مطبع: اے۔ وائی۔ پرنٹرز، لاہور۔

تاریخ اشاعت	ایڈیشن	تعداد	قیمت
مارچ 2018ء	اول	123000	67.00

۱

حمد

تدریسی مقاصد:

۱۔ بچوں کو حمد کے معنی و مفہوم سے آگاہ کرنا۔
۲۔ بچوں کو اللہ تعالیٰ کی صفات سے متعارف کرانا۔
۳۔ بچوں کو بتانا کہ کائنات کی تمام اشیا کا خالق اور مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

خوش نمائی	نرالی	حکمت	چٹکنا	پُھدکنا	عطر
میوے	نادر	قوی	قادر	مہک	چہک

جو چیز خدا نے ہے بنائی ظاہر اُس میں ہے خوش نمائی
کیا خُوب ہے رنگ ڈھنگ سب کا چھوٹی بڑی جس قدر ہیں اشیا
ہر چیز کی ہے ادا نرالی حکمت سے نہیں ہے کوئی خالی
ننھی کلیاں چٹک رہی ہیں چھوٹی چڑیاں پھُدک رہی ہیں
اُس کی قدرت سے پھُول مہکے پھُولوں پہ پرند آ کے چہکے
چڑیوں کے عجیب پَر لگائے اور پھُول ہیں عطر میں بسائے
دن کو بخشی عجب صفائی تاروں بھری رات کیا بنائی
مٹّی سے خدا نے باغ اُگائے باغوں میں اُسی نے پھل پکائے
میوے سے لدی ہوئی ہے ڈالی دانوں سے بھری ہوئی ہے بالی

ہر شے اُس نے بنائی نادِر
بے شک ہے خدا قوی و قادِر

(اسمٰعیل میرٹھی)

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) حمد کس نظم کو کہتے ہیں؟

(ب) اس حمد میں بیان کردہ اللہ تعالیٰ کی کوئی سی دو نعمتوں کا ذکر کریں؟

(ج) پھولوں کو عِطر میں بسانے سے کیا مُراد ہے؟

(د) قوی و قادر کا کیا مطلب ہے؟

۲۔ نظم ''حمد'' کے متن کے مطابق درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) اللہ کی بنائی ہوئی ہر چیز سے کیا ظاہر ہے؟

(i) عظمت (ii) خوش نمائی (iii) پائیداری (iv) عزت

(ب) بالی کس چیز سے بھری ہوئی ہے؟

(i) بالوں سے (ii) پانی سے (iii) خوشبو سے (iv) دانوں سے

(ج) دن کو اللہ تعالیٰ نے کیا عجیب چیز بخشی ہے؟

(i) روشنی (ii) صفائی (iii) دولت (iv) خوشبو

(د) میوے سے کیا چیز لدی ہوئی ہے؟

(i) تھالی (ii) ٹوکری (iii) ڈالی (iv) ریڑھی

۳۔ درجِ ذیل الفاظ کے معنی لکھیں۔

خوش نمائی، قادر، نرالی، حکمت، ڈالی

۴۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

صفائی، نادر، ظاہر، رات

۵۔ دیے گئے الفاظ میں سے مناسب لفظ چُن کر مصرعے مکمل کریں۔

(ڈالی، تاروں، عجب، چٹک، حکمت)

(الف) ننھی کلیاں .... رہی ہیں

(ب) دن کو بخشی .... صفائی

(ج) .... سے نہیں ہے کوئی خالی

(د) میوے سے لدی ہوئی ہے............

(ہ) .... بھری رات کیا بنائی

۶۔ درجِ ذیل الفاظ کو جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے۔

عجیب، عطر، ڈالی، نرالی، قادر

۷۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) میں دیے گئے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
رات	چٹک رہی ہیں
کلیاں	پھُدک رہی ہیں
چڑیاں	تاروں بھری ہے
پرندے	مہک رہے ہیں
پھول	چہک رہے ہیں

۸۔ کوئی شاعر یا مصنف جس تصوّر کو بنیاد بنا کر نظم یا کہانی لکھتا ہے، اس تصوّر کو مرکزی خیال کہا جاتا ہے۔ عام طور پر مرکزی خیال ایک سے تین سطروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ آپ اس حمد کا مرکزی خیال تحریر کریں۔

اسمِ نکرہ:

اسمِ نکرہ کو اسمِ عام بھی کہتے ہیں۔ یہ ایسا اسم ہے جو ایک قسم کے تمام اشخاص، جگہوں یا چیزوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، جیسے: آدمی، دریا، درخت وغیرہ۔ آدمی سے کوئی بھی آدمی، دریا سے کوئی بھی دریا اور درخت

سے کوئی بھی درخت مُراد ہے۔ کسی خاص شخص، جگہ یا چیز کا نام اسمِ معرفہ یا اسمِ خاص کہلاتا ہے۔ اسمِ نکرہ اور اسمِ معرفہ کی پہچان کے لیے مندرجہ ذیل مثالوں پر غور کریں:

(الف) ایک گاؤں دریا کے کنارے آباد تھا۔

(ب) لاہور، راوی کے کنارے آباد ہے۔

پہلی مثال میں گاؤں اور دریا اسمِ نکرہ کی مثالیں ہیں کیوں کہ ان سے کوئی بھی گاؤں اور کوئی بھی دریا مُراد لیا جا سکتا ہے۔ اس کے برعکس دوسری مثال میں لاہور اور راوی اسمِ معرفہ ہیں کیوں کہ ان سے ایک خاص شہر اور ایک خاص دریا مُراد ہیں۔ اب آپ مندرجہ ذیل اسما میں سے اسمِ نکرہ الگ کریں۔

قلم، مری، مسجد، قائدِ اعظمؒ، لڑکا، دیوارِ چین، سمندر، شہر، اسلام آباد، سرفراز

سرگرمیاں:

۱۔ اس حمد کو زبانی یاد کریں اور کورس کی شکل میں مل کر جماعت میں پڑھیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے کوئی سے دس صفاتی نام اور ان کا ترجمہ اپنی کاپی پر لکھ کر دکھائیں۔

۳۔ جماعت کے کمرے میں حُسنِ قرأت کی تقریب کا اہتمام کیا جائے اور تمام بچوں سے کہا جائے کہ وہ باری باری قرآنِ مجید کی کوئی سورت یا چند آیات تلاوت کریں۔

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو بتائیں کہ حمد اس نظم کو کہتے ہیں، جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف بیان کی گئی ہو۔

۲۔ کسی خوش الحان بچے سے یہ حمد ترنّم کے ساتھ پڑھائی جائے۔

۳۔ کسی اور شاعر کی کہی ہوئی حمد بچوں کو سنائیں اور انھیں کاپی میں لکھنے کی ہدایت دیں۔

۲

نعت

تدریسی مقاصد:

۱۔ نعت کے معنی و مفہوم سے آگاہ کرنا۔
۲۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی صفات سے بچوں کو روشناس کرانا۔
۳۔ بچوں کو بتانا کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ذات تمام مخلوقات کے لیے سراپا رحمت اور شفقت ہے۔

درگزر	بداندیش	ملجا	ماویٰ	نسخۂ کیمیا	کُندن
کایا	بیڑا	زیروزبرکرنا	شیروشکرکرنا	قرن	مِسِ خام

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا　　مُرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مُصیبت میں غیروں کے کام آنے والا　　وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا مَلجا، ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی، غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا　　بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسِد کا زیر و زبر کرنے والا　　قبائل کو شیر و شکر کرنے والا

اُتر کر حِرا سے، سُوئے قوم آیا
اور اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مِسِ خام کو جس نے کُندن بنایا　　کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب، جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا　　پلٹ دی بس ایک آن میں اُس کی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

(خواجہ الطاف حسین حاؔلی)

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) ''رحمت'' کس نبی کا لقب ہے؟
(ب) ''یتیموں کا والی'' کس کو کہا گیا ہے؟
(ج) ''حِرا'' سے کیا مُراد ہے؟
(د) مِسِ خام کو کندن بنانے کا کیا مطلب ہے؟
(ہ) عرب پر کیا چیز چھائی ہوئی تھی؟

۲۔ مناسب الفاظ کی مدد سے مصرعے مکمل کریں۔

(الف) رہا ڈر نہ .... کو موجِ بلا کا
(ب) مِسِ خام کو جس نے .... بنایا
(ج) اور اک .... ساتھ لایا
(د) قبائل کو .... کرنے والا
(ہ) .... کے دل میں گھر کرنے والا

۳۔ ''نعت'' کے متن کے مطابق درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) بیڑے کو کس کا ڈر نہ رہا؟
(i) طوفان کا (ii) موجِ حوادث کا (iii) موجِ بلا کا (iv) دشمنوں کا

(ب) عرب پر کب سے جہل چھایا ہوا تھا؟
(i) مہینوں سے (ii) برسوں سے (iii) صدیوں سے (iv) قرنوں سے

(ج) رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم مصیبت میں کِس کے کام آئے؟
(i) اپنوں کے (ii) غیروں کے (iii) مکّہ والوں کے (iv) مدینہ والوں کے

(د) نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کس سے درگزر کرنے والے ہیں؟
(i) گناہ گار سے (ii) سیاہ کار سے (iii) خطا کار سے (iv) بدکار سے

۴۔ درجِ ذیل الفاظ و محاورات کے معنی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

غم کھانا، مُراد بر لانا، درگزر کرنا، زیروزبر کرنا، کایا پلٹنا، شیر و شکر کرنا

۵۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) میں دیے گئے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
رحمت	کندن
خطا کار	والی
سونا	بخشش
مالک	درگزر
معاف کرنا	گناہ گار

۶۔ درجِ ذیل الفاظ کے معنی لکھیں۔

ملجا، ماویٰ، کایا، قرنوں سے، بداندیش

۷۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

مصیبت، غریب، زیر، کھرا، اِدھر

۸۔ اِعراب کی مدد سے تلفّظ واضح کریں۔

جہل، کندن، نسخہ کیمیا، مفاسد، درگزر

۹۔ اس نعت کا خلاصہ تحریر کریں۔

۱۰۔ وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

مُرادیں غریبوں کی بَر لانے والا

نعت کے اس شعر میں قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ

اور ہم نے آپ (صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

قرآن مجید کی اس آیت کو اپنی کاپی میں خوشخط لکھیں اور زبانی یاد کریں۔

۱۱۔ درجِ ذیل اسما میں سے اسمِ نکرہ کی نشان دہی کریں۔

فاطمہ، لڑکی، استاد، علّامہ اقبالؒ، طالب علم، کتاب، قرآنِ مجید، گاؤں

سرگرمیاں:

۱۔ اس نعت کو زبانی یاد کریں اور جماعت میں کورس کی صورت میں پڑھیں۔

۲۔ ربیع الاوّل کے مہینے میں یومِ ولادتِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی نسبت سے تقریب کا اہتمام کریں اور بچوں سے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت سے متعلق سوال و جواب کا مقابلہ کرایا جائے۔

۳۔ جماعت کے بچوں کے درمیان نعت خوانی کا مقابلہ کرایا جائے۔

۴۔ کسی بچے سے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی رحمت و شفقت کے حوالے سے تقریر کرائیں۔

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو بتائیں کہ نعت سے مُراد وہ نظم ہے، جس میں رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی تعریف و توصیف بیان کی گئی ہو۔

۲۔ بچوں کو بتائیں کہ حمد و نعت میں بنیادی فرق کیا ہے؟

۳۔ کسی خوش الحان بچے سے یہ نعت ترنّم کے ساتھ پڑھوائیں۔

۴۔ کسی اور شاعر کی نعت بچوں کو سنائیں اور انھیں کاپی میں لکھنے کی تلقین کریں۔

۳

مادرِ ملّت فاطمہ جناحؒ

تدریسی مقاصد:

ا۔ بچوں کو مادرِ ملّت کے معنی ومفہوم سے روشناس کرانا۔

۲۔ بچوں کو تحریکِ پاکستان میں فاطمہ جناحؒ کی خدمات سے آگاہ کرنا۔

۳۔ بچوں کو بتانا کہ محترمہ فاطمہ جناحؒ نے مسلم خواتین کی بیداری اور انھیں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

معتمد	تنظیم	پیروکار	شرمندۂ تعبیر
کنارہ کش	خیر باد	ترویج	جرّاحی

محترمہ فاطمہ جناحؒ ۳۱ جولائی ۱۸۹۳ء کو کراچی میں پیدا ہوئیں۔ وہ قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ سے قریباً ۱۷ سال چھوٹی تھیں۔ محترمہ فاطمہ جناحؒ ابھی چھوٹی ہی تھیں کہ ان کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔ ۸ برس کی عمر میں باپ کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا۔ ان دِنوں قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ بمبئی[1] میں وکالت کر رہے تھے۔ والدین کے انتقال کے بعد انھوں نے فاطمہ جناحؒ کو بمبئی بلا لیا۔

محترمہ فاطمہ جناحؒ کی تعلیم کا آغاز تو کراچی ہی میں ہو چکا تھا۔ بمبئی پہنچ کر وہ کانوینٹ سکول میں داخل ہو گئیں۔ ۱۹۱۰ء میں محترمہ فاطمہ جناحؒ نے میٹرک کے امتحان میں امتیازی نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔ میٹرک کرنے کے بعد انھوں نے سینئر کیمبرج اور پھر ۱۹۲۲ء میں ڈینٹل سرجن کا امتحان بھی اعلیٰ نمبروں سے پاس کر لیا۔

ڈینٹل سرجن بننے کے بعد انھوں نے بمبئی میں اپنا کلینک کھول لیا۔ انسانیّت کی خدمت اور سماجی کاموں کا جذبہ زمانہ طالب علمی ہی سے ان میں موجود تھا۔ لہٰذا وہ دانتوں کی جراحی کے میدان میں انسانیّت کی خدمت میں مصروف ہو گئیں۔

۱۹۲۹ء میں جب قائدِ اعظمؒ کی اہلیہ رتی جناح کا انتقال ہوا تو محترمہ فاطمہ جناحؒ نے اپنے ڈاکٹری کے پیشے کو

---

[1] اب اس شہر کو ممبئی کہا جاتا ہے۔

خیر باد کہ دیا اور قائدِاعظمؒ کے پاس آ گئیں۔ محترمہ فاطمہ جناحؒ سیاست کے میدان میں قائدِاعظمؒ کی معتمد ساتھی اور تحریکِ پاکستان میں ان کی معاون و مشیر رہیں۔ انھوں نے ہر مشکل گھڑی میں اپنے بھائی کا ساتھ دیا۔ قائدِاعظمؒ جب گول میز کانفرنس میں شرکت کے لیے لندن گئے تو محترمہ فاطمہ جناحؒ بھی ان کے ساتھ تھیں۔ انھوں نے گول میز کانفرنس کے دوران قائدِاعظمؒ کو نہایت اچھے سیاسی مشورے دیے۔

محترمہ فاطمہ جناحؒ اعلیٰ تعلیم یافتہ، نہایت دور اندیش اور بہت جرأت مند خاتون تھیں۔ انھوں نے مسلم خواتین کو بیدار کرنے اور انھیں ایک سیاسی پلیٹ فارم پر متحد کرنے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ انھوں نے اپنی ساری زندگی قومی مفادات کے لیے وقف کر دی۔ انھوں نے ہر قدم پر قائدِاعظمؒ کا ساتھ دیا۔ عوامی جلسوں میں بھی وہ اپنے بھائی کے شانہ بشانہ شریک رہیں۔ وہ خواتین کے قومی، سیاسی اور سماجی کردار کے ساتھ ساتھ ان کے گھریلو کردار سے بھی براہِ راست وابستہ تھیں۔ انھوں نے مسلم خواتین کی سیاسی اور فکری راہنمائی کے ساتھ ساتھ خواتین کے عام گھریلو مسائل میں بھی ان کی راہنمائی اور حوصلہ افزائی کی۔

محترمہ فاطمہ جناحؒ نے خواتین کو تحریکِ پاکستان میں راہنمائی فراہم کی اور انھیں عملی سیاست کے میدان میں لانے کے لیے بھی بنیادی کردار ادا کیا۔ بیگم محمد علی، بیگم ہارون، بیگم سلمٰی تصدّق حسین، بیگم بشیر احمد، بیگم شائستہ اکرام اللہ اور رعنا لیاقت علی خان کے ساتھ محترمہ فاطمہ جناحؒ بھی آل انڈیا مسلم لیگ کی خواتین کمیٹی کی ممبر تھیں۔ انھیں خواتین کے حلقے میں بے پناہ مقبولیّت اور عزّت حاصل رہی۔ وہ خواتین کو عملی سیاست میں آنے کے لیے آمادہ کرتیں اور انھیں قومی میدان میں ہر قسم کی قربانی دینے کی ترغیب دیتی تھیں۔ قائدِاعظمؒ نے تحریکِ پاکستان کے دوران میں خواتین کے حوالے سے تمام اُمور کی نگرانی کا فریضہ محترمہ فاطمہ جناحؒ کو سونپ رکھا تھا۔ کوئٹہ کے مقام پر خواتین سے خطاب کرتے ہوئے محترمہ فاطمہ جناحؒ نے فرمایا:

> ''اب تک ہم مسلمان خواتین نے اپنی قوم کی کوئی خاص مدد نہیں کی حالانکہ اگر ہم لوگ بھی چاہتے تو بہت کچھ کام کا حصّہ بٹا سکتے تھے۔ اس وقت ہماری ضرورتیں چار ہیں یعنی اقتصادی، معاشرتی، تعلیمی اور سیاسی۔ ہم کو چاہیے کہ ہم میں سے ہر ایک جس سے جتنا ہو سکے، اپنی قوت اور اپنی حیثیت کے مطابق اپنے خاندان، اپنے

ہمسائے، اپنے دوستوں اور عزیزوں میں عملی قوت کی روح پھونک کر اس میں قومیّت کا
جذبہ پیدا کرے۔ اس طرح ہم اپنی قوم کی کچھ مدد کر سکتے ہیں۔"

قیامِ پاکستان کے بعد بھی ان کی قومی خدمات کا سلسلہ جاری رہا۔ انھوں نے بیماری کے دوران میں قائدِ اعظمؒ کی بے پناہ خدمت کی۔ وہ ہمہ وقت ان کے ساتھ رہیں۔ سرکاری کاموں میں بھی ان کا ہاتھ بٹاتی رہیں۔

تعلیمِ نسواں کے لیے بھی محترمہ فاطمہ جناحؒ کی خدمات سے انکار ممکن نہیں۔ انھوں نے اپوا(APWA)[ا] کے پلیٹ فارم سے تعلیمی خدمات کا ایک سلسلہ جاری کیا۔ وہ اپوا کی سرپرست رہیں اور ہر سطح پر انھوں نے اپنی بے مثال اور قائدانہ صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ اپوا کے علاوہ وہ کئی اور تنظیموں کی بھی سرپرست تھیں۔ ان کی یہ سرپرستی برائے نام نہیں تھی بلکہ ہر تنظیم کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے انھوں نے ایک کارکن کی حیثیت سے اپنے منصبی فرائض کو پورا کرنے کے لیے کام کیا۔

قیامِ پاکستان کے فوراً بعد پیدا ہونے والے مسائل کے حل میں وہ عملاً شریک کار رہیں۔ خاص طور پر مہاجرین کی آباد کاری اور کشمیری مہاجرین کی دستگیری میں ان کی خدمات آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ قائدِ اعظمؒ کی وفات کے بعد وہ عملی سیاست سے کنارہ کش ہو گئیں مگر سماجی حوالے سے ان کی خدمات کا سلسلہ جاری رہا۔

محترمہ فاطمہ جناحؒ عظیم خاتون رہنما تھیں۔ قومی اور ملّی خدمات کے حوالے سے قوم نے انھیں مادرِ ملّت یعنی قوم کی ماں کا لقب دیا۔ وہ سچی اور پُر خلوص مسلمان تھیں۔ اعلیٰ انگریزی تعلیم و تربیّت کے باوجود وہ اسلامی تعلیمات کی سچی پیروکار تھیں۔ عالمِ اسلام کا اتحاد اور پاکستان میں اسلامی نظامِ فکر کی ترویج ان کا خواب تھا۔ وہ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اس خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے کوشاں رہیں۔ ایک موقعے پر تقریر کرتے ہوئے انھوں نے فرمایا:

"اگر ہم واقعی یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کو صحیح اسلامی مملکت بنایا جائے تو اس کے لیے
کچھ اسلامی تعلیمات کا اجرا بہت ضروری ہے۔ یہ ضرورت اسی صورت میں پوری ہو سکتی
ہے کہ ہم اپنے تمام تعلیمی اداروں میں قرآنِ حکیم کی تعلیم کو باقاعدہ درسی نصاب میں

ا۔ All Pakistan Women's Association

شامل کرلیں تاکہ بچے اس کتابِ علم وحکمت کے معنی ومطالب سے آگاہی حاصل کر سکیں اورقرآنی تعلیمات پرعمل پیرا ہوسکیں۔میری دلی تمنّا ہے کہ تمام سکولوں میں قرآنِ حکیم کی تدریس کا فوراً بندوبست ہوجائے۔"

محترمہ فاطمہ جناحؒ نے ۹ جولائی ۱۹۶۷ء کو وفات پائی۔انھیں قائدِاعظم محمدعلی جناحؒ کے مزار کے احاطے میں سپردِخاک کیا گیا۔

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) محترمہ فاطمہ جناحؒ کب اور کہاں پیدا ہوئیں؟

(ب) محترمہ فاطمہ جناحؒ کس مقصد کے تحت قائدِاعظمؒ کے ساتھ لندن گئی تھیں؟

(ج) محترمہ فاطمہ جناحؒ نے اپنی ساری زندگی کس بات کے لیے وقف کردی؟

(د) محترمہ فاطمہ جناحؒ نے کس پلیٹ فارم سے تعلیمی خدمات کا سلسلہ جاری کیا؟

(ہ) محترمہ فاطمہ جناحؒ کی کون سی خدمات آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہیں؟

(و) آپ کو کہاں دفن کیا گیا؟

۲۔ کوئٹہ کے مقام پر محترمہ فاطمہ جناحؒ نے خواتین سے خطاب کرتے ہوئے کیا فرمایا؟

۳۔ مندرجہ ذیل کا مفہوم واضح کریں۔

خیر باد کہنا، دور اندیش، شانہ بشانہ، شرمندۂ تعبیر، کنارہ کش ہونا

۴۔ درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) محترمہ فاطمہ جناحؒ نے تعلیم کا آغاز کہاں سے کیا؟

(i) بمبئی سے (ii) کراچی سے (iii) لاہور سے (iv) کوئٹہ سے

(ب) قائدِاعظمؒ کی اہلیہ رَتی جناح کا انتقال کب ہوا؟

(i) ۱۹۰۹ء میں (ii) ۱۹۱۹ء میں (iii) ۱۹۲۹ء میں (iv) ۱۹۳۹ء میں

(ج) محترمہ فاطمہ جناحؒ نے اپنے بھائی کا ساتھ کس میں دیا؟

(i) سیاست میں (ii) کاروبار میں (iii) وکالت میں (iv) سفر میں

(د) محترمہ فاطمہ جناحؒ آل انڈیا مسلم لیگ کی خواتین کمیٹی کی:

(i) صدر تھیں۔ (ii) چیئر پرسن تھیں۔ (iii) سیکرٹری تھیں۔ (iv) ممبر تھیں۔

(ہ) محترمہ فاطمہ جناحؒ، قائدِاعظمؒ سے کتنی چھوٹی تھیں؟

(i) ۵ برس (ii) ۱۰ برس (iii) ۱۵ برس (iv) ۱۷ برس

(و) ڈینٹل سرجن بننے کے بعد، فاطمہ جناحؒ نے کلینک کہاں کھولا؟

(i) کراچی میں (ii) لاہور میں (iii) بمبئی میں (iv) کوئٹہ میں

۵۔ اِعراب لگا کر تلفظ واضح کریں۔

معتمد، معاون، کردار، قومیت، تدریس

۶۔ درجِ ذیل کے مترادف الفاظ لکھیں۔

خواتین، قوم، اقتصادی، قوت، لائق، حیثیت

۷۔ درجِ ذیل الفاظ کو جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے۔

مقبولیّت، تنظیم، پیروکار، جذبہ، بے مثال

۸۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

حوصلہ افزائی، براہِ راست، قوت، وفات

۹۔ متن کو مدِنظر رکھتے ہوئے مناسب لفظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) ۸ برس کی عمر میں............ کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا۔

(ب) انسانیّت کی خدمت کا جذبہ زمانۂ............ ہی سے ان میں موجود تھا۔

(ج) مہاجرین کے لیے ان کی خدمات............ سے لکھنے کے لائق ہیں۔

(د) قوم نے انھیں............ کا لقب دیا۔

(ہ) قائدِاعظمؒ کی وفات کے بعد وہ............ سے کنارہ کش ہو گئیں۔

(و) انھوں نے............ کے دوران میں قائدِاعظمؒ کی بے پناہ خدمت کی۔

۱۰۔ اپنے الفاظ میں محترمہ فاطمہ جناحؒ پر ایک پیراگراف لکھیں۔

۱۱۔ ''تحریکِ پاکستان میں خواتین کا کردار'' کے موضوع پر ایک مضمون لکھیں۔

۱۲۔ درجِ ذیل بیانات میں سے درست اور غلط کی نشاندہی کریں۔

(الف) ڈینٹل سرجن بن کر انھوں نے کراچی میں کلینک کھول لیا۔	درست / غلط
(ب) انھوں نے ہر مشکل گھڑی میں اپنے بھائی کا ساتھ دیا۔	درست / غلط
(ج) وہ خواتین کو عملی سیاست میں آنے سے منع کرتی تھیں۔	درست / غلط
(د) انھوں نے اپوا (APWA) کے پلیٹ فارم سے تعلیمی خدمات انجام دیں۔	درست / غلط
(ہ) محترمہ فاطمہ جناحؒ نے ۱۹۵۷ء میں وفات پائی۔	درست / غلط

سادہ اور مرکب جملے:

مندرجہ ذیل دو جملے دیکھیں:

(الف) میں نے پانی پیا۔ (ب) وہ سکول نہیں آیا کیوں کہ وہ بیمار ہے۔

جملہ ''الف'' میں ایک بات/خبر بیان کی گئی ہے جب کہ جملہ ''ب'' میں دو باتیں بتائی گئی ہیں۔ جس جملے میں ایک بات/خبر بیان کی جائے اسے سادہ یا مفرد جملہ کہتے ہیں۔ جب دو یا دو سے زیادہ جملے مل کر کسی مفہوم یا خیال کو ادا کریں تو وہ جملہ مرکب جملہ کہلاتا ہے۔ دو سادہ جملوں کے درمیان اور، یا، تو، مگر، جو، پھر، پر، لیکن، کیوں کہ، چاہے وغیرہ جیسے حروف لگانے سے مرکب جملہ بنتا ہے۔ مرکب جملے کو سادہ (مفرد) بنانے کے لیے ''حروف'' کو ختم کیا جاتا ہے اور جملے کی دو باتوں کو ایک بنایا جاتا ہے، جیسے:

مرکب جملہ: میں چاہتا ہوں کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔
سادہ جملہ: میں تمھیں کامیاب دیکھنا چاہتا ہوں۔

مرکب جملہ: وہ یہاں آیا اور چلا گیا۔
سادہ جملہ: وہ یہاں آ کر چلا گیا۔

اب آپ مندرجہ ذیل مرکب جملوں کو سادہ جملوں میں تبدیل کریں۔

(الف) میں یہی کہوں گا کہ محنت کرو۔

(ب) تم آتے بھی ہو اور جاتے بھی ہو۔

(ج) تم جو آؤ تو بہار آ جائے۔

(د) وہ وعدے تو بہت کرتا ہے مگر یاد نہیں رکھتا۔

سرگرمیاں:

۱۔ محترمہ فاطمہ جناحؒ کی تصویر اپنی کاپی پر چسپاں کریں۔

۲۔ محترمہ فاطمہ جناحؒ کے علاوہ تحریکِ پاکستان میں نمایاں کردار ادا کرنے والی کوئی اور دو معروف خواتین کے نام اپنی کاپی میں لکھیں۔

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو بتائیں کہ محترمہ فاطمہ جناحؒ کو تحریکِ پاکستان میں ان کی بے پناہ خدمات کی وجہ سے مادرِ ملّت کا لقب دیا گیا۔

۲۔ بچوں کو بتائیں کہ مادرِ ملّت کا مطلب ''قوم کی ماں'' ہے۔

۳۔ بچوں کو بتائیں کہ مادرِ ملّت نے مسلم خواتین کی بیداری کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ یہ فاطمہ جناحؒ ہی تھیں، جنھوں نے مسلم خواتین کو ایک سیاسی پلیٹ فارم پر متحد اور متحرک کیا۔

۴۔ بچوں کو بتائیں کہ محترمہ فاطمہ جناحؒ سیاست میں آنے سے قبل بمبئی میں کلینک کرتی تھیں، جہاں غریب لوگوں کا مفت علاج کیا جاتا تھا۔

۴

ملکۂ کُہسار ـــــ مری

تدریسی مقاصد:

ا۔ بچوں کو صحت افزا اور تفریحی مقامات سے روشناس کرانا اور بتانا کہ یہ مقامات انسان کی ذہنی، جسمانی اور روحانی زندگی پر خوشگوار اثرات مرتب کرتے ہیں۔
۲۔ بچوں کو صحت افزا مقام مری سے متعارف کرانا۔
۳۔ بچوں کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو فطری خوبصورتی کی رنگا رنگی سے نوازا ہے۔ پاکستان کے مختلف علاقوں میں خوبصورت دریا، پہاڑ، صحرا، جھیلیں، چشمے اور تاریخی مقامات موجود ہیں۔
۴۔ بچوں کو بتانا کہ مری اپنے خوبصورت خدوخال کی وجہ سے دنیا کے اہم تفریحی مقامات میں شمار ہوتا ہے۔

نبرد آزما	خنک	سہانا	مبہوت
آغوش	سیّاح	یخ بستہ	سحر انگیز

مری، پنجاب کا تاریخی مقام ہے۔ یہ ضلع راول پنڈی میں شامل ہے۔ راول پنڈی کے شمال مشرق میں گاڑی کی تقریباً ایک ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے۔ سمندر کی سطح سے اس صحت افزا مقام کی بلندی تقریباً ساڑھے سات ہزار فٹ ہے۔ یہاں اپریل سے نومبر تک بہت اچھا موسم رہتا ہے۔ البتہ دسمبر سے مارچ تک شدید سردی پڑتی ہے۔ دسمبر کے آخری عشرے سے لے کر فروری کے ابتدائی

ے کا دورانیہ، شدید برف باری کا زمانہ ہے۔ اس دورانیے میں مری میں یخ بستہ موسم کا راج ہوتا ہے۔ سردیوں میں بھی یہاں خوب رونق ہوتی ہے۔ جب سارا علاقہ برف سے ڈھک جاتا ہے تو ملک بھر سے برف باری کا منظر دیکھنے کے شوقین یہاں پہنچ جاتے ہیں۔ مری میں سردیوں کی شام بہت خوبصورت ہوتی ہے۔ برقی قمقموں کی رنگا رنگ روشنیوں میں یوں محسوس ہوتا ہے جیسے آسمان سے ستارے زمین پر اُتر آئے ہیں۔ دلفریب خوب صورتی اور دلکش نظّاروں کی وجہ سے، مری کو ''ملکۂ کہسار'' کہا جاتا ہے۔

گرمی کے موسم میں مری کی خنک ہوائیں لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ پاکستان کے مختلف علاقوں کے رہنے والے گرمی پڑتے ہی مری کا رُخ کرتے ہیں۔ مری پاکستان بھر کے پُرفضا پہاڑی مقامات میں سے نہایت معروف اور خوبصورت سیرگاہ ہے۔ گرمیوں کے موسم میں ہر دوسرے تیسرے روز بارش ہوتی ہے، جس کی وجہ سے مری کا موسم بڑا سہانا ہو جاتا ہے۔

اسلام آباد سے مری کی طرف جائیں تو راستے کے دونوں طرف موجود چیڑ اور صنوبر کے اونچے اور خوبصورت درخت سیّاحوں کو خوش آمدید کہتے دکھائی دیتے ہیں۔ ''تریٹ'' کے مقام سے آگے نکلتے ہی مری کا دلفریب موسم آنے والوں کو اپنی آغوش میں لے لیتا ہے۔ بل کھاتی سڑک اور تھوڑے تھوڑے وقفے سے آتے پڑاؤ سیّاحوں کو مبہوت کر دیتے ہیں۔

انیسویں صدی کی تیسری دہائی میں انگریزوں نے مری میں بیس کیمپ (Base Camp) بنایا تو اس شہر کو مرکزی اہمیّت حاصل ہوئی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں جہاں برِصغیر پاک و ہند کے مختلف علاقوں کے رہنے والوں نے انگریزی سامراج کے خلاف اپنے جذبات کا اظہار کیا، وہاں مری کے رہنے والے بھی کسی سے پیچھے نہ رہے۔ انھوں نے اپنی زمین سے انگریزوں کو نکالنے کے لیے گوریلا جنگ شروع کی اور اس میں خاصے کامیاب بھی رہے، لیکن جب مجموعی طور پر برِصغیر پاک و ہند میں ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں مسلمانوں کو ناکامی ہوئی تو انگریزوں کو مری میں قدم جمانے کا موقع میسّر آیا۔ جب انگریزوں نے جنگِ آزادی کے مجاہدوں کو مختلف نوعیّت کی سزاؤں سے گزارا تو اس خطے کے اُن فرزندوں کو توپ دَم کیا گیا جو انگریزوں کے خلاف نبرد آزما رہے۔ آج بھی باغِ شہیداں میں ان جانثاروں کی قبریں ان کی ہمت، جرأت اور حوصلے کی گواہ ہیں۔

تحریکِ پاکستان میں بھی اہلِ مری کا کردار نمایاں رہا ہے۔ پاکستان کے جن شہروں کو قائدِاعظمؒ کے قدم چُومنے کا شرف حاصل ہے، ان میں مری بھی شامل ہے۔ ۱۹۴۶ء میں قائدِاعظم محمد علی جناحؒ، مادرِملّت فاطمہ جناحؒ کے ہمراہ کشمیر سے ہوتے ہوئے مری تشریف لائے اور مری کے معروف جی پی او چوک میں فرزندانِ اسلام سے خطاب کیا۔

مری ایک مرکزی سڑک کے اردگرد آباد ہے جسے مال روڈ کہتے ہیں۔ مال روڈ پر سیکڑوں ہوٹل ہیں۔ یہاں

باہر سے آنے والے سیّاح قیام کرتے ہیں۔ مری کے مال روڈ کی ایک تاریخی اور تہذیبی حیثیت ہے۔ یہ جی پی او چوک سے شروع ہوکر پنڈی پوائنٹ تک جاتا ہے۔اس کے دونوں طرف خوبصورت ہوٹل اور دکانیں موجود ہیں۔ مری کے بازار میں ہر قسم کی چیزیں دستیاب ہیں، جہاں سے سیّاح اپنی ضرورت کی چیزیں اور تحائف خریدتے ہیں۔ مری کے مال روڈ کے علاوہ پنڈی پوائنٹ، کشمیر پوائنٹ اور باغِ شہیداں بھی قابلِ دید مقامات ہیں۔ مری کے گردونواح میں نیو مری، گھڑیال کیمپ اور بھوربن بھی دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ نیو مری میں چیئرلفٹ اور کیبل کار سیّاحوں کی دلچسپی کا محور ہیں۔ بچے، بوڑھے اور جوان چیئرلفٹ اور کیبل کار پر بیٹھ کر لطف اندوز ہوتے ہیں۔ پہاڑوں کے اوپر سے گزرتی ہوئی کیبل کار سے زمین کا دلکش منظر سیّاحوں کو مسحور کردیتا ہے۔

مری کے قریب گھوڑا گلی کے مقام پر سکاؤٹ کی تربیّت گاہ کے علاوہ معروف و مشہور لارنس کالج ہے، جو انگریزی دور میں انگریز بچوں کے لیے اور قیامِ پاکستان کے بعد پاکستانی بچوں کے لیے تعلیم و تربیّت کا اہم مرکز ہے۔

سرد ہواؤں، بلند و بالا درختوں، پُرکشش پہاڑوں اور وقفے وقفے سے آتی جاتی بادلوں کی ٹولیوں کے بیچوں بیچ بل کھاتی ہوئی ایک سڑک، مری کو ایبٹ آباد سے ملاتی ہے۔اس سڑک کے توسّط سے ایوبیہ، خانس پور، باڑا گلی، نتھیا گلی وغیرہ کے سحر انگیز مقامات کی سیر کی جاسکتی ہے۔

مری، پاکستان کے خوب صورت ترین تفریحی مقامات میں سے ایک ہے۔ گرمی اور سردی، دونوں موسموں میں یہاں ملک کے دیگر مقامات سے آنے والے سیّاحوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ یہ سیّاح یہاں آکر خالقِ کائنات کی پیدا کردہ ان خوب صورت نشانیوں اور دلفریب مناظر سے اپنے دلوں کو لبھاتے ہیں۔

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) مری میں کن مہینوں میں شدید سردی پڑتی ہے؟

(ب) راولپنڈی سے مری کتنی مسافت پر واقع ہے؟

(ج) پاکستان کے مختلف علاقوں کے لوگ کب مری کا رُخ کرتے ہیں؟

(د) مری سمندر کی سطح سے کتنی بلندی پر واقع ہے؟

(ہ) مری میں برقی قمقموں کی روشنی میں کیسا محسوس ہوتا ہے؟

(و) مری کے لوگوں نے انگریزوں کے خلاف کون سی جنگ لڑی؟

(ز) انگریزوں کو مری میں قدم جمانے کا موقع کب میسّر آیا؟

(ح) مری کے راستے میں کون سے درخت ہیں؟

۲۔ درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) مری کس علاقے کا ایک تاریخی اور پہاڑی مقام ہے؟

(i) خیبر پختونخوا کا (ii) پنجاب کا (iii) کشمیر کا (iv) بلوچستان کا

(ب) گرمی پڑتے ہی کون مری کا رُخ کرتے ہیں؟

(i) مختلف دیہاتوں کے لوگ (ii) مختلف قصبوں کے لوگ

(iii) مختلف شہروں کے لوگ (iv) مختلف علاقوں کے لوگ

(ج) انیسویں صدی کی تیسری دہائی میں مری میں بیس کیمپ کس نے بنایا؟

(i) مغلوں نے (ii) سکھوں نے

(iii) پٹھانوں نے (iv) انگریزوں نے

(د) ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کو ہوئی:

(i) کامیابی (ii) فتح (iii) ناکامی (iv) برابری

(ہ) مری کس کے اردگرد آباد ہے؟

(i) ایک پہاڑ کے (ii) ایک گاؤں کے (iii) ایک دریا کے (iv) ایک سڑک کے

(و) گرمیوں میں مری کی کیسی ہوائیں لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی ہیں؟

(i) برفانی ہوائیں (ii) تیز ہوائیں (iii) خنک ہوائیں (iv) معتدل ہوائیں

(ز) چیئر لفٹ اور کیبل کار سیّاحوں کی دلچسپی کا محور ہیں:

(i) بھوربن میں (ii) بانسرا گلی میں (iii) گھڑیال میں (iv) نیو مری میں

۳۔ جنگِ آزادی میں انگریز سامراج کے خلاف مری کے مسلمانوں کا کیا کردار رہا؟ بیان کریں۔

۴۔ اِعراب لگا کر درجِ ذیل الفاظ کا تلفّظ واضح کریں۔

مقام، مسافت، مبہوت، سامراج، سیاح

۵۔ درجِ ذیل تراکیب و محاورات کو جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے۔

صحت افزا، نبرد آزما ہونا، فرزندانِ اسلام، قابلِ دید

۶۔ درجِ ذیل الفاظ کے معنی لکھیں۔

مسافت، سیّاح، مبہوت، قابلِ دید، جاں نثار

۷۔ درست اور غلط بیانات کی نشاندہی کریں۔

(الف) مری صوبہ خیبر پختونخوا کا تاریخی مقام ہے۔ درست غلط

(ب) گرمیوں میں مری کی خنک ہوائیں اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ درست غلط

(ج) ۱۹۴۶ء میں قائدِ اعظمؒ، لیاقت علی خان کے ہمراہ مری تشریف لائے۔ درست غلط

(د) معروف و مشہور لارنس کالج، بھوربن کے مقام پر واقع ہے۔ درست غلط

(ہ) تحریکِ پاکستان میں اہلِ مری کا کردار نمایاں رہا ہے۔ درست غلط

۸۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

بلند، خوبصورت، خنک، معروف

۹۔ درجِ ذیل محاورات کا مفہوم واضح کریں۔

قدم جمانا، آغوش میں لینا، تانتا بندھنا، قدم چومنا

۱۰۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
مری	جنگ
لڑائی	درخت
چڑھائی	تاریخی مقام
صنوبر	مسحور
مگن	بلندی

غلط فقرات کی درستی: روزمرّہ اور محاورہ کے لحاظ سے

اہلِ زبان کی عام بول چال کو روزمرّہ کہا جاتا ہے۔ اس زبان میں الفاظ اپنے حقیقی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں، جب کہ محاورہ دو یا دو سے زیادہ لفظوں کا ایسا مجموعہ ہے جو اپنے غیر حقیقی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ کسی بھی زبان کو درست بولنے یا لکھنے کے لیے اس کے روزمرّے اور محاورے سے آشنائی ضروری ہے۔ اگر خلافِ زبان کوئی لفظ بولا یا لکھا جائے تو وہ غلط شمار ہوگا۔ ذیل میں ایسی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن میں روزمرّے یا محاورے کی غلطی موجود ہے۔

غلط فقرات:

- ☆ مجھے گالی نہ نکالو۔
- ☆ وہ خط پڑھ کر ہنسنے لگ پڑے۔
- ☆ مہنگائی دن بہ دن بڑھ رہی ہے۔
- ☆ مجھے جھوٹ مارنے کی عادت نہیں۔
- ☆ وہ تو کاٹھ کا گھوڑا ہے۔
- ☆ ہال میں سوئی دھرنے کو جگہ نہ تھی۔
- ☆ وہ عورت ہکّی بکّی رہ گئی۔
- ☆ جب فاقے سے مرو گے تو خدا یاد آئے گا۔

درست فقرات:

☆ مجھے گالی نہ دو۔
☆ وہ خط پڑھ کر ہنسنے لگے۔
☆ مہنگائی روز بہ روز بڑھ رہی ہے۔
☆ مجھے جھوٹ بولنے کی عادت نہیں۔
☆ وہ تو کاٹھ کا اُلّو ہے۔
☆ ہال میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔
☆ وہ عورت ہکّا بکّا رہ گئی۔
☆ جب فاقوں سے مرو گے تو خدا یاد آئے گا۔

سرگرمیاں:

۱۔ بچوں سے پوچھیں کہ انھوں نے کون کون سے تفریحی مقام کی سیر کی ہے؟ اس کی روداد کاپی میں لکھیں اور دوسرے بچوں کو پڑھ کر سنائیں۔

۲۔ پاکستان کے مزید پانچ تفریحی اور تاریخی مقامات کے نام اپنی کاپی میں لکھیں۔

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو ہر طرح کے تفریحی مقامات سے نوازا ہے۔ اس کے پاس سمندر، دریا، صحرا، پہاڑ، جھیلیں، وادیاں اور تاریخی مقامات موجود ہیں۔

۲۔ بچوں کو بتائیں کہ کسی بھی اونچے مقام کی بلندی ماپنے کے لیے سمندر کی سطح کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین ناہموار ہوتی ہے لیکن پانی اپنی سطح برقرار رکھتا ہے۔

۳۔ بچوں کو بتائیں کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے مجاہدین کو کالا پانی کی سزائیں دیں، انھیں درختوں سے باندھ کر پھانسیاں دی گئیں یا انھیں توپ کے آگے باندھ کر گولے سے اڑا دیا گیا۔

۵

ہم ایک ہیں

تدریسی مقاصد:

ا۔ بچوں کو اتحاد اور یگانگت کے معنی و مفہوم سے آگاہ کرنا۔
۲۔ بچوں کو قومی یک جہتی کی اہمیت سے آگاہ کرنا۔
۳۔ بچوں کو بتانا کہ قومی عظمت کا راز اس کے اتحاد اور یک جہتی میں مضمر ہے۔

گگن	جانباز	راہی	سانجھی	دھارے

اس پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں، ہم ایک ہیں
سانجھی اپنی خوشیاں اور غم ایک ہیں، ہم ایک ہیں
اس پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں، ہم ایک ہیں

ایک چمن کے پھول ہیں سارے ایک گگن کے تارے
ایک سمندر میں گرتے ہیں سب دریاؤں کے دھارے
جُدا جُدا ہیں لہریں، سرگم ایک ہیں، ہم ایک ہیں
اس پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں، ہم ایک ہیں

ایک ہی کشتی کے ہیں مسافر اک منزل کے راہی
اپنی آن پہ مٹنے والے ہم جانباز سپاہی
بند مٹھی کی صورت باہم ایک ہیں، ہم ایک ہیں
اس پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں، ہم ایک ہیں

پاک وطن کی عزت ہم کو اپنی جان سے پیاری
اپنی شان ہے اِس کے دم سے یہ ہے آن ہماری
اپنے وطن کے پھول اور شبنم ایک ہیں، ہم ایک ہیں
اس پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں، ہم ایک ہیں

سانجھی اپنی خوشیاں اور غم ایک ہیں، ہم ایک ہیں
اس پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں، ہم ایک ہیں
اس پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں، ہم ایک ہیں

(کلیم عُثمانی)

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) شاعر نے کون سی دو چیزوں کو سانجھا قرار دیا ہے؟
(ب) ''بند مُٹھی'' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
(ج) پاک وطن کی عزت کتنی پیاری ہے؟

۲۔ مناسب الفاظ لگا کر مصرعے مکمل کریں۔

(الف) اپنی آن پہ مٹنے والے ہم ....سپاہی
(ب) اس...........کے سائے تلے ہم ایک ہیں، ہم ایک ہیں
(ج) ....کی عزت ہم کو اپنی جان سے پیاری
(د) بند مٹھی کی صورت ....ایک ہیں، ہم ایک ہیں
(ہ) ....اپنی خوشیاں اور غم ایک ہیں، ہم ایک ہیں

۳۔ نظم کو سامنے رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) ہم کس کے سائے تلے ایک ہیں؟

(i) آسمان (ii) بادل (iii) اسلام (iv) پرچم

(ب) ہم سب کس کے مسافر ہیں؟

(i) ایک ہی ٹرین کے (ii) ایک ہی کشتی کے
(iii) ایک ہی بس کے (iv) ایک ہی جہاز کے

(ج) جانباز سپاہی کس پر مٹنے والے ہیں؟

(i) اپنی آن پر (ii) اپنے پرچم پر (iii) اپنے وطن پر (iv) اپنی عزت پر

(د) کس کی عزت ہمیں اپنی جان سے پیاری ہے؟

(i) پرچم کی (ii) دین کی (iii) وطن کی (iv) اپنی

(ہ) پھول اور شبنم کس جگہ ایک ہیں؟

(i) چمن میں (ii) باغ میں (iii) وطن میں (iv) پاکستان میں

۴۔ ایک ہی کشتی کے ہیں مسافر اک منزل کے راہی اپنی آن پہ مٹنے والے ہم جانباز سپاہی

اس شعر میں ''ایک ہی کشتی کے مسافر''، ''اک منزل کے راہی'' اور ''جانباز سپاہی'' سے کیا مراد ہے؟

۵۔ درجِ ذیل الفاظ کے مترادف لکھیں۔

پرچم، ساجھی، چمن، گگن، راہی، جانباز، آن

۶۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

خوشی، پھول، پاک، عزت، تلے، سایہ

۷۔ درجِ ذیل الفاظ کا تلفّظ اِعراب سے واضح کریں۔

جانباز، عزت، منزل، سپاہی، چمن

۸۔ کالم (الف) اور کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ کو آپس میں ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
پرچم	پھول
ساجھی	مسافر
چمن	جھنڈا
منزل	دریا
سمندر	مشترکہ

۹۔ ایسا مصرع جو نظم کے ہر بند کے آخر پر دہرایا جائے، اُسے ٹیپ کا مصرع کہتے ہیں۔اس نظم میں کون سا مصرع ٹیپ کا ہے؟

۱۰۔ ایسی نظم جس میں ملک وقوم کے ساتھ محبت کا اظہار ہو، اُسے قومی نظم کہا جاتا ہے۔

اس نظم میں پاکستان کے سبز ہلالی پرچم کی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے اس کے سائے میں قومی اتحاد اور اتفاق کا جذبہ ابھارا گیا ہے۔قومی پرچم کی عظمت کے موضوع پر دس سطریں تحریر کریں۔

۱۱۔ درجِ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کریں۔

دھارے، چمن، شبنم، آن

اسما کی تذکیروتانیث

کسی شخص، جگہ یا چیز کا نام اسم کہلاتا ہے۔جنس کے لحاظ سے اسم کی دو قسمیں ہیں: مذکر اور مؤنث۔اس لیے جملہ بناتے وقت اس امر کا خیال رکھنا چاہیے کہ جو اسم مذکر ہوں ان کے ساتھ فعل بھی مذکر استعمال ہوگا اور جو اسم مؤنث ہوں ان کا فعل بھی مؤنث ہوگا جیسے:

(الف) میں نے اخبار پڑھا۔

(ب) ہم نے روٹی کھائی۔

پہلے جملے میں اخبار مذکر اسم ہے اس لیے اس کا فعل بھی مذکر آیا ہے جب کہ دوسرے جملے میں روٹی مؤنث اسم ہے اس لیے اس کا فعل بھی مؤنث آیا ہے۔اب اَ ''اخبار پڑھی'' یا ''روٹی کھایا'' لکھا جائے تو قاعدے کی رو سے غلط ہوگا۔

اب آپ مندرجہ ذیل جملوں کو درست کریں۔

(الف) یہ کس کی قلم ہے؟

(ب) اسلم نے نئی قمیص پہنی۔

(ج) ہم نے ہاکی کھیلا۔

(د) یہ میز کس نے بنایا؟

سرگرمیاں:

۱۔ پاکستان کے قومی پرچم کی تصویر اپنی کاپی پر چسپاں کریں۔

۲۔ اپنی کاپی پر پاکستان کا قومی پرچم بنائیں اور اس میں رنگ بھریں۔

۳۔ یہ قومی نظم زبانی یاد کریں اور اپنی کاپی میں خوش خط لکھیں۔

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو بتائیں کہ پاکستان کے پرچم میں موجود دو رنگ اکثریت (مسلمان) اور اقلیّت (غیر مسلم) کو ظاہر کرتے ہیں۔

۲۔ بچوں کو بتائیں کہ یک جہتی ہمارا مذہبی، ملّی اور نظریاتی شعار ہے۔

۳۔ بچوں کو بتائیں کہ زندہ قومیں اپنے وطن کی سربلندی کے لیے یک جان ہو کر زندگی کی دوڑ میں سرگرمِ کار ہوتی ہیں۔

۴۔ بچوں کو بتائیں کہ قائدِاعظمؒ نے ہمیں ''ایمان، اتحاد اور تنظیم'' کا جو درس دیا ہے، وہ قرآنی اصولوں سے ماخوذ ہے۔

٦

اشتہارات ’’ضرورت نہیں ہے‘‘ کے

تدریسی مقاصد:

۱۔ بچوں کو مزاح کے معنی اور مفہوم سے متعارف کرانا۔

۲۔ بچوں کو سنجیدہ تحریر اور مزاحیہ تحریر کے فرق سے روشناس کرانا۔

۳۔ بچوں کو بتانا کہ مزاحیہ تحریر صرف ہنسنے ہنسانے کی چیز نہیں بلکہ اس کے بین السطور پوشیدہ پیغام کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

فہمائش	گھامڑ	پھاوڑا	حاذق	دانست	اوباش	دوشیزہ

ایک بزرگ اپنے نوکر کو فہمائش کر رہے تھے کہ تم بالکل گھامڑ ہو۔ دیکھو میر صاحب کا نوکر ہے اتنا دور اندیش کہ میر صاحب نے بازار سے بجلی کا بلب منگوایا تو اس کے ساتھ ہی ایک بوتل مٹی کے تیل کی اور دو موم بتیاں بھی لے آیا کہ بلب فیوز ہو جائے تو لالٹین سے کام چل سکتا ہے۔ اس کی چمنی ٹوٹ جائے یا بتی ختم ہو جائے تو موم بتی روشن کی جا سکتی ہے۔ تم کو ٹیکسی لینے بھیجا تھا، تم آدھے گھنٹے بعد ہاتھ لٹکاتے آ گئے۔ کہا کہ جی ٹیکسی تو ملتی نہیں۔ موٹر رکشہ کہتے ہیں تو لیتا آؤں۔ میر صاحب کا نوکر ہوتا تو موٹر رکشہ لے کے آیا ہوتا تاکہ دوبارہ جانے کی ضرورت نہ پڑتی۔

نوکر بہت شرمندہ ہوا اور آقا کی بات پلّے باندھ لی۔ چند دن بعد اتفاق سے آقا پر بخار کا حملہ ہوا تو انھوں نے اسے حکیم صاحب کو لانے کے لیے بھیجا۔ تھوڑی دیر میں حکیم صاحب تشریف لائے، تو ان کے پیچھے پیچھے تین آدمی اور تھے جو سلام کر کے ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ ایک کی بغل میں کپڑے کا تھان تھا، دوسرے کے ہاتھ میں لوٹا اور تیسرے کے کاندھے پر پھاوڑا۔ آقا نے نوکر سے کہا: یہ کون لوگ ہیں میاں؟ نوکر نے تعارف کرایا کہ جناب ویسے تو حکیم صاحب بہت حاذق ہیں، لیکن اللہ کے کاموں میں کون دخل دے سکتا ہے۔ خدانخواستہ کوئی ایسی ویسی بات ہو جائے تو میں درزی کو لے آیا ہوں اور وہ کفن کا کپڑا ساتھ لایا ہے۔ یہ دوسرے صاحب غسّال ہیں اور تیسرے گورکن۔ ایک ساتھ اس لیے لے آیا کہ بار بار بھاگنا نہ پڑے۔

ایسے ہی ایک بزرگ ہمارے حلقہ احباب میں بھی ہیں۔ گلی سے ریڑھی والا ہانک لگاتا گزر رہا تھا کہ انگور

ہیں چمن کے، پپیتے ہیں پیڑ کے پکے ہوئے۔ انھوں نے لڑکا بھیج کر اسے بلایا اور کہا: میاں جی معاف کیجیے، ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ پھل والا چلا گیا تو ہم نے عرض کیا کہ اس زحمت کی کیا ضرورت تھی؟ وہ تو جا ہی رہا تھا، اسے روکنا کیا ضرور تھا؟ بولے: احتیاط کا تقاضا تھا کہ اس پر بات واضح کر دی جائے اور معذرت بھی کی جائے کیونکہ بے چارا اتنی دور سے اتنی اُمید لے کر پھل بیچنے آتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اسے یہ گمان نہ گزرے کہ اس گھر میں شاید بہرے رہتے ہیں، جو اس کی آواز نہیں سُن پاتے۔ یہی ہمارے دوست ایک روز کار میں ہمارے ساتھ گولی مار سے گزر رہے تھے۔ ایک جگہ لکھا ہے تشریف لائیے۔ ربڑی قُلفی اور لسّی تیار ہے۔ انھوں نے فوراً کار ٹھہرائی اور دکاندار سے کہا کہ پہلی بات تو یہ کہ ہمارے پاس فرصت نہیں۔ ہم ضروری کام سے جا رہے ہیں۔ دوسرے قُلفی اور ربڑی ہم نہیں کھاتے اور لسّی کا بھلا یہ کون سا موسم ہے؟ بہر حال تمھاری پیش کش کا شکریہ۔ وہ تو بیٹھا سُنا کیا اور نہ جانے کیا سمجھا کیا۔ کار میں واپس بیٹھتے ہوئے ہمارے دوست نے وضاحت کی کہ یہاں کے لوگ ان آداب کو کیا جانیں۔ یہاں تو دعوت نامہ آتا ہے اور اس کے نیچے RSVP لکھا ہوتا ہے کہ جواب سے مطلع فرمائیے۔ جن کو شریک نہیں ہونا ہوتا وہ بھی چُپ بیٹھ رہتے ہیں۔ میزبان کو مطلع کرنا ضروری نہیں سمجھتے کہ بندہ حاضر ہونے سے معذور ہے۔ اس بچارے کا کھانا ضائع جاتا ہے۔

ہم نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ ہم خود انہی آداب سے بے بہرہ لوگوں میں سے ہیں۔ لوگ اخباروں میں طرح طرح کے اشتہارات چھپواتے ہیں کہ ہم پڑھ کر ان کی طرف متوجہ ہوں۔ لیکن ہم انھیں پڑھ کر ایک طرف ڈال دیتے ہیں۔ کوئی ہمارے لیے ٹھیکے کا بندوبست کرتا ہے اور ٹینڈر نوٹس شائع کرتا ہے۔ کسی کو ہمارے ہاتھ پلاٹ یا مکان بیچنا ہوتا ہے۔ کوئی ہمیں یہ اطلاع دیتا ہے کہ اس نے اپنے نالائق فرزند کو جائیداد سے عاق کر دیا ہے۔ کہیں کسی کی کوشش ہوتی ہے کہ ہم ان کی فرزندی قبول کر لیں اور ذات پات، تعلیم اور تنخواہ کی شرطیں مِن وعَن وہی رکھی جاتی ہیں، جو ہم میں ہیں۔ کوئی ہمیں گھر بیٹھے لاکھوں روپے کمانے کا لالچ دیتا ہے، کوئی شارٹ ہینڈ سکھانے کی کوشش کرتا ہے۔ بہت سے کالج مشتاق ہیں، کہ ہم ان کے ہاں داخلے لیں اور بعضے اپنی کاریں اور ریفریجریٹر معقول قیمت پر ہماری نذر کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان سب ضرورت مندوں سے آدمی کیسے عہدہ برآ ہو۔ بہت سوچنے کے بعد یہ ترکیب ہماری سمجھ میں آئی ہے کہ جہاں ہم ضرورت ہے، کا اشتہار چھپوا دیں ہماری دانست میں ان اشتہارات کی صورت کچھ اس قسم کی ہونی چاہیے۔

کرائے کے لیے خالی نہیں ہے

۴۰۰ گز پر تین بیڈروم کا ایک ہوادار بنگلہ نما مکان، جس میں نلکا ہے اور عین دروازے کے آگے کارپوریشن کا کوڑا ڈالنے کا ڈرم بھی، کرائے پر دینا مقصود نہیں ہے۔ نہ اس کا کرایہ تین سو روپے ماہوار ہے اور نہ چھے ماہ پیشگی کرایہ کی شرط ہے۔ جن صاحبوں کو کرائے کے مکان کی ضرورت ہو وہ فون نمبر ۳۴۵۶۷ پر رجوع نہ کریں، کیوں کہ اس کا کچھ فائدہ نہیں۔

اطلاعِ عام

راقم محمد دین ولد فتح دین کریانہ مرچنٹ یہ اطلاع دینا ضروری سمجھتا ہے کہ اس کا فرزند رحمت اللہ نہ نافرمان ہے نہ اوباشوں کی صحبت میں رہتا ہے، لہٰذا اسے جائیداد سے عاق کرنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ آئندہ جو صاحب اسے کوئی ادھار وغیرہ دیں گے، وہ میری ذمّہ داری پر دیں گے۔

ضرورت نہیں ہے

کار مارس مائنر ماڈل ۱۹۵۹ء بہترین کنڈیشن میں۔ ایک بے آواز ریڈیو، نہایت خوبصورت کیبنٹ، ایک ویسپا موٹر سائیکل اور دیگر گھریلو سامان پنکھے پلنگ وغیرہ قسطوں پر یا بغیر قسطوں کے ہمیں درکار نہیں۔ ہمارے ہاں خدا کے فضل سے یہ سب چیزیں پہلے سے موجود ہیں۔ اوقات ملاقات ۳ تا ۸ بجے شام۔

عدم ضرورتِ رشتہ

ایک پنجابی نوجوان برسرِ روزگار آمدنی تقریباً پندرہ سو روپے ماہوار کے لیے کسی باسلیقہ، خوبصورت، شریف خاندان کی تعلیم یافتہ دوشیزہ کے رشتے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ لڑکا پہلے سے شادی شدہ ہے۔ خط و کتابت صیغۂ راز میں نہیں رہے گی۔ اس کے علاوہ بھی بے شمار لڑکے اور لڑکیوں کے لیے رشتے مطلوب نہیں ہیں۔ پوسٹ بکس نمبر کراچی۔

داخلے جاری نہ رکھیے

کراچی کے اکثر کالج آج کل انٹر اور ڈگری کلاسوں میں داخلے کے لیے اخباروں میں دھڑا دھڑ اشتہار دے رہے ہیں۔ یہ سب اپنا وقت اور پیسہ ضائع کر رہے ہیں۔ ہمیں ان کے ہاں داخل ہونا مقصود نہیں۔ ہم نے کئی سال پہلے ایم اے پاس کرلیا تھا۔

(خمارِ گندم۔ ابنِ انشا)

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) میر صاحب کے نوکر میں کیا خوبی تھی؟ (ب) بزرگ نے اپنے نوکر کو کیا لینے بھیجا تھا؟

(ج) آ قا پر کس چیز کا حملہ ہوا؟ (د) سبق میں موجود اشتہارات کے عنوانات کیا ہیں؟

(ہ) ''اطلاعِ عام'' میں کریانہ مرچنٹ کا نام کیا تھا؟ (و) ''عدم ضرورتِ رشتہ'' کا کیا مطلب ہے؟

(ز) پنجابی نوجوان کو رشتے کی ضرورت کیوں نہ تھی؟ (ح) کس شہر کے کالج داخلے کے لیے اشتہار دے رہے تھے؟

۲۔ درجِ ذیل الفاظ کا تلفّظ اِعراب سے واضح کریں۔

غسال، زحمت، معذرت، حاذق، دور اندیش

۳۔ درجِ ذیل محاورات کو اس طرح جملوں میں استعمال کریں کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے۔

ہاتھ لٹکاتے آنا، پلّے باندھ لینا، عہدہ برآ ہونا، سوال پیدا ہونا

۴۔ گورکن اور غسّال کیا کام کرتے ہیں؟

۵۔ درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) ایک بزرگ کس کو فہمائش کر رہے تھے؟

(i) بیٹے کو (ii) پوتے کو (iii) نوکرانی کو (iv) نوکر کو

(ب) میر صاحب نے بازار سے کیا منگوایا تھا؟

(i) لیمپ (ii) پنکھا (iii) بلب (iv) کولر

(ج) اتفاق سے چند دن بعد آقا پر کس بیماری کا حملہ ہوا؟

(i) نزلے کا (ii) بخار کا (iii) سر درد کا (iv) کھانسی کا

(د) نوکر نے کہا، ویسے تو حکیم صاحب بہت:

(i) قابل ہیں (ii) ماہر ہیں (iii) لائق ہیں (iv) حاذق ہیں

(ہ) فرماں بردار بیٹے کو جائیداد سے کیا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا؟

(i) محروم (ii) الگ

(iii) عاق (iv) فارغ

۶۔ اس سبق سے پانچ اسم نکرہ تلاش کر کے لکھیں۔

۷۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

میزبان، دوراندیش، بزرگ، اُمید

۸۔ درجِ ذیل کو جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کی تذکیر و تانیث واضح ہو جائے۔

کفن، چمنی، ڈگری، حملہ، لسّی

۹۔ درجِ ذیل واحد کے جمع اور جمع کے واحد لکھیں۔

وقت، احباب، اطلاع، آداب، اشتہار

۱۰۔ درجِ ذیل الفاظ کو حروفِ تہجی کے لحاظ سے ترتیب دیں اور ان کے معنی لغت سے تلاش کر کے لکھیں۔

فہمائش، دوشیزہ، گھامڑ، اوباش، دانست

۱۱۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
لالٹین	علاج
بخار	دوراندیش
درزی	گھامڑ
دوشیزہ	لڑکی
میر صاحب کا نوکر	چمنی
بزرگ کا نوکر	کفن

متلازم یا گروہی الفاظ

ایسے الفاظ جن کو زبان پر لاتے ہی ان سے متعلقہ اور بہت سے الفاظ ذہن میں آ جائیں، متلازم یا گروہی الفاظ کہلاتے ہیں۔ مثلاً: باغ سے متعلق: درخت، پودے، کانٹے، شاخیں، پتے، پھول، پھل، گھاس، پرندے وغیرہ

اب آپ درج ذیل الفاظ کے متلازم الفاظ لکھیں۔

(الف) گھر = ...

(ب) سکول = ...

(ج) بستہ = ...

(د) مسجد = ...

(ہ) ہسپتال = ...

سرگرمیاں:

ا۔ بچوں کو کہیں کہ وہ اپنی کاپی پر پانچ لطائف لکھیں اور کمرۂ جماعت میں سنائیں۔

۲۔ بچوں کے لطائف سن کر استاد سب سے اچھے لطیفے کا فیصلہ کریں اور سب سے اچھے لطیفے کا انتخاب کرنے والے بچے کی سب کے سامنے حوصلہ افزائی کی جائے۔

برائے اساتذہ:

ا۔ بچوں کو بتائیں کہ وہ ادیب جو مزاحیہ تحریریں لکھے، اسے مزاح نگار کہا جاتا ہے۔

۲۔ بچوں کو بتائیں کہ مزاحیہ تحریر میں شگفتگی پائی جاتی ہے، جبکہ طنزیہ تحریر میں طنز کی شدت کی وجہ سے چبھن کا احساس ہوتا ہے۔

۳۔ بچوں کو بتائیں کہ مزاحیہ ادب معاشرے کے ناہموار پہلوؤں کو دلچسپ اور شگفتہ انداز میں موضوع بناتا ہے۔

۴۔ بچوں کو بتائیں کہ مزاح نگار کا مقصد تفنّنِ طبع کے ساتھ ساتھ اصلاحِ احوال بھی ہوتا ہے۔

۷

یومِ دفاع

تدریسی مقاصد:

ا۔ بچوں کو یومِ دفاع کے مفہوم اور پس منظر سے متعارف کرانا۔
۲۔ بچوں کو یومِ دفاع کی اہمیّت سے آگاہ کرنا۔
۳۔ بچوں کو بتانا کہ ہم ایک پُر امن قوم ہیں لیکن دشمن کی جارحیّت پر ہم اپنا دفاع کرنا بھی جانتے ہیں۔

جرّی	سرمستی	جوق در جوق	نیست و نابود	سکّہ بٹھانا	اِمسال	اُمنگ

ہر سال یومِ دفاع ۶ ستمبر کو منایا جاتا ہے۔ ستمبر ۱۹۶۵ء کی ایک اندھیری رات میں ہندوستان نے پاکستان پر حملہ کر دیا، لیکن پاکستان کی بہادر اور جرّی فوج نے دشمن کے چھکّے چھڑا دیے۔ سترہ روز جاری رہنے والی اس جنگ میں ہندوستان کا جنگی جنون سرد پڑ گیا اور اس نے اقوامِ متحدہ میں گڑگڑا کر فوری طور پر جنگ بندی کی درخواست پیش کر دی۔ یومِ دفاع، پاکستانی فوج کے اس کارنامے کی یاد تازہ کرنے کے لیے منایا جاتا ہے۔

یومِ دفاع کی ایک اہم تقریب ہر سال لاہور کے فورٹریس سٹیڈیم میں منعقد کی جاتی ہے۔ ہمارے سکول کی ایک جماعت ہر سال اس تقریب کو دیکھنے کے لیے بھجوائی جاتی ہے۔ اِمسال ہماری جماعت کی باری تھی۔ جماعت کی سبھی لڑکیاں استانی صاحبہ کی رہنمائی میں سکول بس کے ذریعے سٹیڈیم پہنچ گئیں۔ لاؤڈ سپیکر پر نشر ہونے والے ترانوں سے فضا گونج رہی تھی۔ تقریب کے آغاز میں ابھی دیر تھی۔ سٹیڈیم میں تماشائی جوق در جوق آتے جا رہے تھے۔ ہر طرف رنگوں کی بہار آئی ہوئی تھی۔ ہم پہلے سے مخصوص کی گئی نشستوں پر بیٹھ گئیں۔

تقریب وقتِ مقررہ پر شروع ہوئی۔ تلاوتِ قرآن پاک سے اس کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ تلاوتِ قرآن پاک کے بعد سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے حضور میں نعت پیش کی گئی۔ اس کے بعد قومی ترانہ پڑھا گیا۔ لوگ قومی ترانے

کے احترام میں اپنی اپنی جگہ پر خاموش کھڑے ہوگئے۔ اس کے بعد فوجی جوان مختلف دستوں کی صورت میں مارچ کرتے ہوئے تماشائیوں کے سامنے سے گزرے۔ مارچ پاسٹ کے پس منظر میں یہ قومی ترانہ گونج رہا تھا:

اللہ اکبر اللہ اکبر

اللہ کی رحمت کا سایہ توحید کا پرچم لہرایا

اے مردِ مجاہد جاگ ذرا اب وقتِ شہادت ہے آیا

اللہ اکبر اللہ اکبر

ایک جوان نے تو اپنی طاقت کا ایسا سِکّہ بٹھایا کہ بہت دیر تک داد ملتی رہی۔ اس نے دو جیپوں کو اس طرح روک کر دکھایا کہ دونوں کے مُنھ مخالف سمت میں تھے۔ جوان نے ایک جیپ کے ساتھ اپنی کمر لگائی اور دوسری کی پُشت پر اپنے دونوں پاؤں ٹکا دیے۔ سیٹی بجی اور دونوں ڈرائیوروں نے ایک ساتھ اپنی جیپیں پیچھے دھکیلنی شروع کر دیں، مگر مجال ہے جو اس جوان کے پاؤں میں ذرا بھی خم آیا ہو۔ دونوں جیپیں اپنی جگہ کھڑی پہیے گھماتی رہیں مگر جوان کے جسم میں خم نہ لا سکیں۔

سب سے آخر میں فوجی اسلحے کی نمائش کی گئی۔ خدا کے فضل سے ہم نے اپنے دفاع کے لیے بابر، غوری، غزنوی، بدر اور حتف میزائل بنا رکھے ہیں۔ ہمیں بجا طور پر اپنی بہادر افواج پر فخر ہے۔ اگر دشمن نے کبھی وطنِ عزیز کو میلی آنکھ سے دیکھا تو اسے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ ہم کھانے پینے کا سامان ساتھ لے گئی تھیں، لیکن ہم میں سے بہت سی لڑکیاں کھانا، کھانا ہی بھول گئیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ دیکھنے کی چیز ہے، بتانے کی نہیں۔ آپ بھی اس تقریب کو دیکھنے ضرور جائیں۔

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) یومِ دفاع کیوں منایا جاتا ہے؟

(ب) لاہور میں یومِ دفاع کی تقریب کہاں منعقد ہوتی ہے؟

(ج) فضا کس چیز سے گونج رہی تھی؟

(د) تقریب کا باقاعدہ آغاز کیسے ہوا؟

(ہ) تلاوت اور نعت کے بعد کیا پڑھا گیا؟

(و) ناظرین نے فوجی جوانوں کو کس طرح دادِ تحسین دی؟

۲۔ درجِ ذیل محاورات کو اس طرح جملوں میں استعمال کریں کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے۔

چھکّے چھڑا دینا، جنون سر پر چڑھنا، جوق در جوق، سکّہ بٹھانا، میلی آنکھ سے دیکھنا، نیست و نابود کرنا۔

۳۔ اِعراب کی مدد سے درجِ ذیل کا تلفّظ واضح کریں۔

جری، بہادر، اقوامِ متحدہ، دفاع، تقریب، مخصوص

۴۔ درجِ ذیل کے معنی لغت سے تلاش کر کے لکھیں۔

سرمستی، سحر انگیز، جری، داد دینا، سکّہ بٹھانا، اِمسال

۵۔ سبق ''یومِ دفاع'' کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) ہر سال یومِ دفاع کب منایا جاتا ہے؟

(i) ۱۴۔اگست کو (ii) ۲۳۔مارچ کو (iii) ۶۔ستمبر کو (iv) ۷۔ستمبر کو

(ب) ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کتنے روز جاری رہی؟

(i) سات روز (ii) سترہ روز (iii) پندرہ روز (iv) ستائیس روز

(ج) فوجی جوانوں نے کتنی دیر میں تسمے والے جوتے پہن کر رائفلیں اٹھالیں؟

(i) تین منٹ (ii) تیرہ منٹ (iii) تین سیکنڈ (iv) تیرہ سیکنڈ

(د) بھارت نے پاکستان پر کب حملہ کیا؟

(i) ۱۹۵۶ء میں (ii) ۱۹۶۵ء میں (iii) ۱۹۹۱ء میں (iv) ۱۹۵۹ء میں

۶۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

متحد، آغاز، دھکیلنا، باقاعدہ، جری

۷۔ سبق ''یومِ دفاع'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

۸۔ پاکستان کے جو جنگی نغمے آپ کو یاد ہیں، ان کی فہرست بنائیں۔

۹۔ اپنا پسندیدہ نغمہ کاپی پر خوش خط لکھیں۔

۱۰۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
یومِ دفاع	دیکھنے والے
بہادر	سرورِ کائنات
تماشائی	سحر انگیز
نعت	۶۔ستمبر
حیرت انگیز	جرّی

اسمِ ضمیر کی تذکیر و تانیث

اسمِ ضمیر:

وہ الفاظ جو اسم کی جگہ پر استعمال کیے جاتے ہیں، اسمِ ضمیر کہلاتے ہیں۔ اسمِ ضمیر کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بار بار اسما (نام) نہیں دہرانے پڑتے۔ مثال کے طور پر:

''قائدِ اعظمؒ ۱۸۷۶ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ قائدِ اعظمؒ نے اپنی ابتدائی تعلیم کراچی سے حاصل کی۔ قائدِ اعظمؒ مسلمانوں کے سچے رہنما تھے۔ قائدِ اعظمؒ کی کوششوں سے پاکستان بنا۔''

ان جملوں میں بار بار قائدِ اعظمؒ کا نام آیا ہے جو تحریر کو بوجھل بنا رہا ہے۔ اسمِ ضمیر کے استعمال سے تحریر میں خوبی پیدا ہو جاتی ہے دیکھیں: ''قائدِ اعظمؒ ۱۸۷۶ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے اپنی ابتدائی تعلیم کراچی سے حاصل کی۔ وہ مسلمانوں کے سچے رہنما تھے۔ ان کی کوششوں سے پاکستان بنا۔''

ان جملوں میں انھوں، وہ اور ان کی ضمیریں استعمال ہوئی ہیں یہ سب قائدِ اعظمؒ کی جگہ پر آئی ہیں۔ اُردو ضمائر میں تذکیر و تانیث کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔

سرگرمیاں:

۱۔ اپنی کاپی پر نشانِ حیدر کی تصویر چسپاں کریں۔

۲۔ نشانِ حیدر حاصل کرنے والے شُہدا کے نام لکھیں۔

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو ۱۹۶۵ء کی جنگ کے اسباب و عوامل اور نتائج سے آگاہ کریں۔

۲۔ بچوں کو ۱۹۶۵ء کی جنگ کے چند اہم واقعات سنائیں۔

۳۔ بچوں کو بتائیں کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں صرف ایک جاں نثار پاکستانی، میجر عزیز بھٹی کو نشانِ حیدر کے اعزاز سے نوازا گیا۔

۴۔ بچوں کو بتائیں کہ زندہ قومیں مشکل کی گھڑی میں ہمّت اور ولولے سے اپنے وطن کا دفاع کرتی ہیں۔

۸

پُرانا کوٹ

تدریسی مقاصد:

۱۔ بچوں کو مزاحیہ ادب سے روشناس کرنا۔
۲۔ بچوں کو بتانا کہ مزاحیہ شاعری میں بھی ایک پیغام موجود ہوتا ہے۔
۳۔ بچوں کو بتانا کہ مزاحیہ شاعری میں کسی انسانی یا معاشرتی ناہمواری پر براہِ راست تنقید کرنے کی بجائے بالواسطہ تنقید کی جاتی ہے۔

غنیمت	خستہ	قلیل	جامہ	وضع
نیلام	عبرت	رنگت	چکنائی	جاڑا

خریدا جاڑوں میں نیلام سے پُرانا کوٹ
جو پھٹ کے چل نہ سکے، یہ نہیں ہے ایسا نوٹ

پُرانی وضع کا بے حد عجیب جامہ ہے
پہن چکا اسے خود ''واسکوڈی گاما'' ہے

نہ دیکھ کُہنیوں پر اِس کی خستہ سامانی
پہن چکے ہیں اِسے تُرک اور اِیرانی

جگہ جگہ پہ پھرا مثلِ ''مارکوپولو''
یہ کوٹ، کوٹوں کا لیڈر ہے اس کی جے بولو

بڑا بزُرگ ہے یہ، گو قلیل قیمت ہے
میاں! بزُرگوں کا سایہ بڑا غنیمت ہے

جو قدر دان ہیں، وہ جانتے ہیں قیمت کو
کہ آفتاب چُرا لے گیا ہے رنگت کو

جگہ جگہ جو یہ دھبے ہیں اور چکنائی
پہن چکا ہے کبھی اس کو کوئی حلوائی

گزشتہ صدیوں کی تاریخ کا وَرَق ہے یہ کوٹ
خریدو اس کو کہ عبرت کا اک سبق ہے یہ کوٹ

(سیّد محمد جعفری)

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) اس نظم میں کون سی دو تاریخی شخصیات کا ذکر آیا ہے؟ (ب) کوٹ پر چکنائی کے دھبوں کا باعث کیا ہے؟

(ج) کوٹ کو "تاریخ کا ورق" کیوں کہا گیا ہے؟ (د) پرانے کوٹ کو کون کون پہن چکے ہیں؟

۲۔ نظم "پرانا کوٹ" کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) پرانا کوٹ نیلام سے کب خریدا گیا؟

(i) گرمیوں میں (ii) جاڑوں میں (iii) سردیوں میں (iv) بہار میں

(ب) اگر پھٹ جائے تو چل نہیں سکتا:

(i) جوتا (ii) کوٹ (iii) ٹائر (iv) نوٹ

(ج) پرانا کوٹ کس وضع کا عجیب جامہ ہے؟

(i) پاکستانی (ii) پرائی (iii) ایرانی (iv) جاپانی

(د) پرانا کوٹ کس کی طرح جگہ جگہ پھرا ہے؟

(i) ابنِ بطوطہ (ii) ابنِ انشا (iii) مارکو پولو (iv) واسکوڈی گاما

(ہ) پرانے کوٹ کی رنگت کون چُرا لے گیا ہے؟

(i) آفتاب (ii) گلاب (iii) ماہتاب (iv) حالات

۳۔ درجِ ذیل الفاظ کے معنی لکھیں۔

قلیل، آفتاب، وضع، جامہ، مثل

۴۔ درجِ ذیل الفاظ میں سے مذکر اور مؤنث الگ الگ کریں۔

کوٹ، نوٹ، وضع، جامہ، تاریخ، ورق، عبرت، آفتاب، رنگت، چکنائی، حلوائی

۵۔ شاعری میں ہم آواز الفاظ کو ''قافیہ'' کہتے ہیں۔ مثلاً کوٹ اور نوٹ۔ آپ اس نظم سے مزید دو ایسے ہم آواز الفاظ تلاش کر کے لکھیں۔

۶۔ مناسب الفاظ کی مدد سے مصرعے مکمل کریں۔

(الف) خریدا جاڑوں میں .... سے پرانا کوٹ

(ب) .... صدیوں کی تاریخ کا ورق ہے یہ کوٹ

(ج) نہ دیکھ کہنیوں پر اس کی ....

(د) پہن چکے ہیں اسے ترک اور ....

(ہ) جگہ جگہ پہ پھرا مثلِ ....

(و) پہن چکا ہے کبھی اس کو کوئی ....

۷۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

پُرانا، قلیل، بڑا، گزشتہ، خرید

۸۔ درجِ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کریں۔

مثل، عبرت، غنیمت، آفتاب، قلیل

۹۔ جب کلام میں کسی تاریخی شخصیت یا واقعے کی طرف اشارہ کیا جائے، تو اسے تلمیح کہتے ہیں۔ اس نظم میں کون کون سی تلمیحات آئی ہیں؟ وضاحت کریں۔

۱۰۔ نظم ''پرانا کوٹ'' کا خلاصہ تحریر کریں۔

۱۱۔ مندرجہ ذیل مرکب جملوں کو سادہ جملوں میں تبدیل کریں۔

(الف) اگرچہ وہ امیر ہے لیکن بڑا کنجوس ہے۔ (ب) اس کی کیا مجال جو یہاں لڑائی کرے۔

(ج) تم نے نہیں کہا تو پھر یہ کس نے کہا ہے؟ (د) وہ کچھ ہی کہے پر مجھے یقین نہیں آتا۔

۱۲۔ کالم (الف) کے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
پرانا	ماہتاب
لباس	نیا
آفتاب	جامہ
مٹھائی	سبق
ورق	حلوائی

سرگرمیاں:

۱۔ اس نظم کو کمرۂ جماعت میں کسی ایسے بچے سے تحت اللفظ کے ساتھ پڑھایا جائے، جسے شعر پڑھنے کا شعور ہو۔

۲۔ بچوں کو کہیں کہ وہ اس نظم کے علاوہ کوئی اور مزاحیہ نظم اپنی کاپی پر لکھیں۔ ۳۔ اس نظم کے آخری دو شعر اپنی کاپی پر خوشخط لکھیں۔

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو بتائیں کہ مزاحیہ شاعر زندگی کے عام رویّوں یا عام چیزوں کو اپنی شاعری کا موضوع بناتے ہیں اور اس سے معاشرے کے کسی ایک یا زیادہ پہلوؤں کی بالواسطہ نشاندہی کی جاتی ہے۔

۲۔ بچوں کو بتائیں کہ مزاحیہ شاعری، مزاحیہ ادب اور لطائف کے اندر ایک پیغام موجود ہوتا ہے، جو تخلیق کار براہِ راست بیان کرنے کی بجائے شگفتہ اور دلچسپ اسلوب میں بیان کرتا ہے۔

۳۔ اس نظم میں شاعر نے کچھ تاریخی شخصیات کا ذکر کیا ہے۔ بچوں کو مختصراً ان شخصیات سے متعارف کرائیں۔

۹

گُل صنوبر کی کہانی

تدریسی مقاصد:

۱۔ بچوں کو لوک کہانی کے معنی و مفہوم سے متعارف کرانا۔
۲۔ بچوں کو بتانا کہ لوک کہانی کسی مخصوص خِطّے کے مذہبی، تہذیبی اور معاشرتی رویّوں کی عکاّس ہوتی ہے۔
۳۔ بچوں کو بتانا کہ لوک کہانی صدیوں سے مخصوص تہذیب کے اندر محوِ سفر رہتی ہے۔ یہ سینہ بہ سینہ چلتی ہوئی جب جدید دور میں داخل ہوتی ہے تو اسے تحریری صورت میں محفوظ کرلیا جاتا ہے۔

تدبیر	عیب	تمتما اٹھنا	فرشتۂ اجل	الغوزہ	مارگزیدہ	پختہ	مکین

محسن پور کے وسیع میدان میں بلوچوں نے اپنی بستی بنا رکھی تھی۔ اس بستی میں شروع سے آخر تک جھونپڑیاں تھیں، جن میں بہت سے بلوچ خاندان رہتے تھے۔ محسن پور کے آس پاس کے علاقوں میں طاعون کی وبا پھیلی ہوئی تھی۔ اس وبا نے سیکڑوں گھر اور بیسیوں محلّے تباہ کر ڈالے تھے۔ جو لوگ زندہ تھے، ان کے سروں پر ہر وقت موت کا سایہ منڈلاتا رہتا تھا۔ لوگ اتنے خوف زدہ تھے کہ کسی کے قدموں کی آہٹ بھی سنائی دیتی، تو سمجھتے کہ بس فرشتۂ اَجل آپہنچا۔ کوئی گھر سے باہر نہ نکلتا کہ کہیں موت نہ آدبوچے، لیکن موت نہ اندر دیکھتی ہے نہ باہر۔ جس کی قسمت میں مرنا لکھا ہے، وہ لاکھ پردوں میں چھپ کر بیٹھے، تو بھی زندہ نہیں بچ سکتا۔ اس لیے بستیوں میں ہر وقت سنّاٹا سا رہتا، جیسے ہر شخص خاموش بیٹھ کر موت کا انتظار کر رہا ہو۔ اس ہُو کے عالَم میں بلوچوں کی جھونپڑیاں البتہ ایسی تھیں، جہاں زندگی کے آثار برابر نظر آتے تھے۔ رات کے سنّاٹے میں کوئی نوجوان بلوچ الغوزے پر تان لگاتا، تو اس کی سریلی آواز دُور تک سنائی دیتی۔ بلوچوں کا کہنا تھا کہ آنے والی موت کو ہم روک نہیں سکتے۔ وہ اس وقت آتی ہے، جب اللہ کا حکم ہوتا ہے۔ پھر ہم موت سے خوف زدہ کیوں ہوں اور کیوں موت سے پہلے ہی زندگی کو موت بنالیں، لیکن آخر ایک دن ایسا آیا کہ موت بلوچوں کی جھونپڑیوں میں بھی پہنچ گئی۔ طاعون اتنی تیزی سے پھیلا کہ ساری بستی دیکھتے ہی دیکھتے موت کا شکار ہوگئی۔ تین چار دن کے اندر جھونپڑیاں مکینوں سے خالی ہوگئیں۔ بس ایک جھونپڑی ایسی تھی جس کے دو ننھے مکینوں کو اللہ نے اپنی حِفظ و امان میں رکھا۔ ایک بارہ تیرہ برس کی بچی، جس کا نام صنوبر تھا اور دوسرا اس کا

چھوٹا بھائی گُل۔ اس سنّاٹے کے عالَم میں دونوں معصوم سہمے ہوئے بیٹھے تھے کہ گُل نے حسرت بھری نظروں سے بہن کی طرف دیکھا اور اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ دیا۔ صنوبر سمجھ گئی، گُل بھوکا ہے۔ اس نے اسے سہارا دے کر اٹھایا اور اس کی انگلی پکڑ کر قریب کی بستی کی طرف چل پڑی۔ چند سو قدم کا فاصلہ انھوں نے یوں طے کیا، جیسے کوئی بہت دُور کی منزل طے کی ہو۔ بستی میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ گلیاں اور سڑکیں ویران اور سُنسان پڑی ہیں۔ دُور دُور تک کہیں آدم زاد کا نشان نہیں۔ مرنے والے مر گئے اور جو جیتے بچے وہ لاشوں کو بے گور و کفن چھوڑ کر نہ جانے کدھر نکل گئے! تبھی صنوبر گل کو سہارا دیے اللہ کے بھروسے پر آگے بڑھتی رہی۔ آخر دُور ایک گھر سے دھواں نکلتا دکھائی دیا۔ اس نے دل میں ہمّت اور قدموں میں طاقت پیدا کر دی، گِرتے پڑتے اس طرف چلے۔ آخر کار ایک پختہ حویلی کے سامنے آ کر رُکے۔ دروازہ کھلا ہوا تھا، وہ گھر کے اندر داخل ہو گئے۔ دیکھا کہ سامنے مسہری پر ایک خاتون بیٹھی ہے، جو دیکھنے میں کسی امیر گھرانے کی بیگم معلوم ہوتی ہے۔ تین چار بچے ان کی مسہری کے اردگرد بیٹھے شاید کسی کھیل میں مگن ہیں۔ صنوبر آگے بڑھی، بیگم صاحبہ کو سلام کیا اور کہا: ”شکر ہے کہ آپ کو اور آپ کے بچوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں رکھا۔ ہم دونوں بہن بھائی ہیں۔ اپنی ساری بستی میں بس ہم دونوں زندہ بچے ہیں۔ میرا چھوٹا بھائی بہت بُھوکا ہے، اگر آپ اس کے لیے کھانے کا انتظام کر دیں، تو آپ کی بہت بڑی عنایت ہوگی۔“

خاتون نے صنوبر کی بات سنی، تو اس سے کہا: ”لڑکی! ہم تم دونوں کو کھانا بھی دیں گے اور کپڑے بھی، ہمارے یہاں آرام سے رہو اور گھر کا کچھ کام کاج کر دیا کرو۔“ خاتون کی اس بات پر صنوبر کا چہرہ غصّے سے تمتما اٹھا۔ وہ سمجھی کہ یہ عورت ہم دونوں کو غلام بنا کر رکھنا چاہتی ہے۔ بڑی سختی سے خاتون سے مخاطب ہوئی اور کہنے لگی: ”بیگم صاحبہ! آپ ہماری مجبوری سے فائدہ اٹھا کر ہمیں غلام بنانا چاہتی ہیں؟ آپ کو شاید یہ معلوم نہیں کہ ہم خود دار اور غیرت مند ماں باپ کی اولاد ہیں۔ ہم کام کرنے کو عیب نہیں جانتے، مگر غلام بن کر رہنا ہماری فطرت کے خلاف ہے۔“

دونوں بہن بھائی پھر اس ویران جھونپڑی میں آ گئے۔ صنوبر نے گُل کو تھپک تھپک کر سُلا دیا۔ اُس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور دل میں طرح طرح کے خیالات کا ہجوم۔ اس حالت میں اسے نہ جانے کب نیند آ گئی۔ بہت دیر میں آنکھ کھلی، تو دیکھا کہ گُل، جسے وہ اپنی آغوش میں لے کر لیٹی تھی، وہاں نہیں ہے۔ ہوا یوں کہ گُل بہن سے چمٹ کر سو گیا تھا، مگر سخت پیاس کی وجہ سے جلد ہی اس کی آنکھ کھل گئی اور وہ پانی کی تلاش میں جھونپڑی سے باہر نکل گیا۔ گھومتا پھرتا،

پھر اس حویلی کے پاس پہنچ گیا، جہاں سے کچھ دیر پہلے وہ اور صنوبر واپس آئے تھے۔ بیگم کے نوکروں نے اسے دیکھا، تو اندر لے گئے۔ بیگم کے دل میں صنوبر کی باتیں تیر کی طرح لگی تھیں۔ اس نے گُل کو دیکھا، تو انتقام کی آگ بھڑک اٹھی۔ دل میں سوچا کہ اس مغرور لڑکی کے بھائی کو زندگی بھر غلام نہ رکھا، تو میرا نام ظہیرہ نہیں!

غرض اس جذبے کے تحت وہ عورت معصوم گُل سے غلاموں جیسا سلوک کرنے لگی اور اس خوف سے کہ کہیں صنوبر اپنے بھائی کو تلاش کرتی ہوئی، اس کے گھر نہ پہنچ جائے، وہ اس حویلی کو چھوڑ کر ایک اور گاؤں میں رہنے لگی اور گُل کو اپنے ہمراہ لے گئی۔ گُل صبح سے شام تک ان مشکل کاموں میں مشغول رہتا، جو ظہیرہ اس کے سپرد کرتی۔ وہ کام بھی کرتا اور دن بھر ظہیرہ کی بُری بھلی باتیں بھی سنتا۔ ایسے موقعوں پر اسے صنوبر کی وہ بات یاد آتی کہ ظہیرہ ان دونوں کو غلام بنا کر رکھنا چاہتی ہے۔

گُل کو ظہیرہ کے ہاں رہتے ہوئے کئی برس گزر گئے۔ وہ کام تو کرتا رہا، لیکن دل ہی دل میں آزاد ہونے کے عزم کو بھی پُختہ کرتا رہا۔ صنوبر کے بارے میں اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ اب زندہ نہیں ہے۔

انسان کا دل بھی عجیب چیز ہے۔ یکا یک ظہیرہ کا یہ حال ہو گیا کہ اسے صنوبر کی یاد رہ رہ کر ستانے لگی۔ اب اس کا دل یہ سوچ کر بھر آتا کہ اس نے ایک معصوم بھائی کو اس کی پیاری بہن سے جدا کیا، صرف انتقام کی آگ ٹھنڈی کرنے کے لیے۔ وہ اپنے گناہ کا کفارہ ادا کرنے کے لیے بے تاب تھی۔ آخر ایک دن ایک تدبیر اس کے ذہن میں آئی۔ اس نے گُل کو اپنے پاس بلا کر پیار سے گلے لگا لیا اور کہا کہ آج سے تم آزاد ہو، جہاں چاہو جا سکتے ہو۔

گُل اتنے دن ظہیرہ کے ہاں رہتے رہتے، وہاں کی ہر چیز سے مانوس ہو گیا تھا۔ آزادی کی زبردست خواہش کے باوجود بے ساختہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر ذرا ٹھہر کر اس نے کہا: ''بیگم صاحبہ! اگر آپ مجھے آزاد نہ کرتیں، تو میں نے عزم کر رکھا تھا کہ ایک نہ ایک دن آزادی حاصل کر کے رہوں گا، لیکن عین ممکن تھا کہ اس کوشش میں آپ کو کوئی نقصان بھی پہنچا دیتا۔ بہرحال اس وقت شام ہو رہی ہے، مجھے اجازت دیجیے کہ رات یہاں گزار لوں اور صبح ہوتے ہی یہاں سے چلا جاؤں۔'' ظہیرہ نے کہا: ''جب تک تمھارا دل چاہے، یہاں رہ سکتے ہو۔''

اس کے بعد گُل اور ظہیرہ اپنے اپنے پلنگوں پر جا لیٹے اور تھوڑی دیر میں سو گئے۔ رات آدھی کے قریب گزر چکی تھی کہ گُل نے اپنے کمرے میں کسی کے قدموں کی آہٹ سنی۔ آہٹ سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ ہلکی ہلکی جو روشنی

کمرے میں آ رہی تھی اس میں گُل نے دیکھا کہ کوئی شخص ہاتھ میں خنجر لیے سامنے کھڑا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر وہ خوف زدہ ہو گیا، لیکن ذرا غور سے دیکھا تو صنوبر ہاتھ میں خنجر لیے سامنے کھڑی تھی۔ اس نے صنوبر کو پہچانا، تو دوڑ کر اس کی ٹانگوں سے چمٹ گیا۔ صنوبر نے خنجر ایک طرف پھینکا اور گُل کو سینے سے لگا لیا اور دیر تک اسے پیار کرتی رہی۔ پھر یکا یک اس نے گھبرا کر گُل کو علیحدہ کرتے ہوئے کہا: ''گُل! آج تمھاری غلامی کی آخری رات ہے۔ میں یہ خنجر لے کر اس لیے یہاں آئی ہوں کہ ظہیرہ سے اس کے ظلم کا انتقام لوں اور تمھیں غلامی کی قید سے رہائی دلاؤں۔'' یہ کہہ کر اس نے خنجر ہاتھ میں اٹھا لیا۔ گُل نے صنوبر کی یہ بات سنی، تو اسے اپنی اور ظہیرہ کی گفتگو کی ساری تفصیل سنا دی۔ صنوبر یہ سن کر بہت خوش ہوئی کہ ظہیرہ نے گُل کو آزاد کر دیا ہے۔ اسے اس بات کی خوشی تھی کہ اس سے ظہیرہ کے قتل کرنے کا جو گناہ سرزد ہونے والا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس سے محفوظ رکھا۔ جس کمرے میں گُل اور صنوبر باتیں کر رہے تھے، اس کے برابر والا کمرہ ظہیرہ کا تھا۔ گُل اور صنوبر کی آواز سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ گُل کے کمرے میں آئی۔ آتے ہی اس کی نظر صنوبر کے خنجر پر پڑی۔ وہ زور سے چیخی۔ صنوبر نے چیخ کی آواز سنی، تو خنجر زمین پر پھینک دیا اور کہا: ''بیگم صاحبہ! آپ پریشان نہ ہوں۔ میں آپ کو قتل کرنے آئی تھی، لیکن گُل نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے، ہماری آپ کی دشمنی ختم ہوئی۔ بس ہمیں یہ اجازت دیجیے کہ رات آپ کے گھر میں بسر کر لیں۔''

اس کے بعد تینوں اپنی اپنی جگہ جا کر سو رہے۔ فجر کی اذان ہو رہی تھی کہ صنوبر کی آنکھ کھلی۔ اس نے محسوس کیا کہ گھر کے صحن میں بہت سے آدمی جمع ہیں۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ایک دوسرے سے گھبرا کر باتیں کر رہے ہوں۔ ساتھ ساتھ کسی کے رونے کی آواز بھی آ رہی تھی۔ صنوبر صحن میں پہنچی، تو پتا چلا کہ ظہیرہ کے بڑے لڑکے نصیر کو سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ زہر کے اثر سے اس کی حالت برابر خراب ہوتی جا رہی تھی۔ ظہیرہ اپنے بچے کا سر گود میں لیے بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور دعا کر رہی تھی کہ یا اللہ! میرے بچے کو موت سے بچا لے۔

صنوبر نے یہ سب کچھ دیکھا تو وہ بھاگ کر گھر سے باہر نکل گئی۔ اسے معلوم تھا کہ اس علاقے میں ایک پودا ایسا ہے کہ اس کا عرق مار گزیدہ کے منھ میں ٹپکایا جائے، تو زہر کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ تھوڑی سی تلاش کے بعد وہ پودا مل گیا۔ وہ تیزی سے اس کی پتیاں توڑ کر لے آئی اور ان کا عرق نچوڑ کر نصیر کے منھ میں ٹپکا دیا۔ عرق کے قطرے نصیر

کے مُنھ میں پڑے، تو اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور ماں کی طرف دیکھ کر کہا: ''اماں!'' ظہیرہ نے اپنے لال کے مُنھ کو چوما اور پھر اٹھ کر صنوبر کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

(علّامہ راشد الخیری)

مشق

ا۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) محسن پور کے آس پاس کے علاقوں میں کون سی وبا پھیلی ہوئی تھی؟

(ب) گُل اور صنوبر کا آپس میں کیا رشتہ تھا اور وہ ظہیرہ کے گھر کیوں گئے؟

(ج) ظہیرہ اپنے گناہ کا کفارہ کیسے ادا کرنا چاہتی تھی؟

(د) صنوبر ہاتھ میں خنجر لے کر کس کو قتل کرنے آئی تھی؟

(ہ) نصیر کون تھا اور اُس کی حالت کیوں خراب ہوتی جا رہی تھی؟

(و) اس کہانی میں کس قوم کی خودداری اور غیرت بیان کی گئی ہے؟

۲۔ مندرجہ ذیل الفاظ کا مفہوم واضح کریں۔

ہُو کا عالم، آدم زاد، بے گور و کفن، خوف زدہ، مار گزیدہ

۳۔ ظہیرہ کے بیٹے نصیر کی جان کس نے اور کس طرح بچائی؟ تفصیل سے بیان کریں۔

۴۔ درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) محسن پور کے وسیع میدان میں کِس نے اپنی بستی بنا رکھی تھی؟

(i) پٹھانوں نے (ii) بلوچوں نے (iii) پنجابیوں نے (iv) سندھیوں نے

(ب) محسن پور کے آس پاس کے علاقوں میں کون سی وبا پھیلی ہوئی تھی؟

(i) ہیضے کی (ii) ملیریا کی (iii) طاعون کی (iv) چیچک کی

(ج) تین چار دن کے اندر جھونپڑیاں کِس سے خالی ہو گئیں؟

(i) جانوروں سے (ii) خوراک سے (iii) انسانوں سے (iv) مکینوں سے

(د) گُل نے حسرت بھری نظروں سے بہن کی طرف دیکھ کر ہاتھ کہاں رکھا؟

(i) اپنے سر پر (ii) اپنے سینے پر (iii) اپنے پیٹ پر (iv) اپنے پاؤں پر

(ہ) دُور ایک گھر سے کیا نکلتا دکھائی دیا؟

(i) آدمی (ii) بزرگ (iii) پانی (iv) دھواں

۵۔ درجِ ذیل تراکیب ومحاورات کو جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے۔

سایہ منڈلانا، ہُو کا عالم ہونا، تان لگانا، آدم زاد، تمتما اُٹھنا، خوف زدہ، مارگزیدہ، انتقام کی آگ بھڑکنا، تیر کی طرح لگنا، فرشتۂ اجل

۶۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

انتقام لینا، سایہ، وسیع، پھیلنا، ویران، پختہ

۷۔ دیے گئے واحد الفاظ کے جمع لکھیں۔

موت، شخص، عیب، تدبیر، قوم

۸۔ سبق ''گُل صنوبر کی کہانی'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

۹۔ درست اور غلط بیانات کی نشاندہی کریں۔

(الف) محسن پور کے وسیع میدان میں پختونوں نے اپنی بستی بنا رکھی تھی۔ درست / غلط

(ب) بلوچوں کی جھونپڑیوں میں زندگی کے آثار نظر آتے تھے۔ درست / غلط

(ج) ایک جھونپڑی کے دو ننھے مکینوں کو اللہ نے اپنی حفظ وامان میں رکھا تھا۔ درست / غلط

(د) گُل اور صنوبر آپس میں محلے دار تھے۔ درست / غلط

(ہ) ظہیرہ نے گُل اور صنوبر کو کھانا کھلایا اور شربت پلایا۔ درست / غلط

(و) ظہیرہ کا چہرہ غصے سے تمتما اُٹھا۔ درست / غلط

(ز) انسان کا دماغ بھی عجیب چیز ہے۔ درست / غلط

(ح) گُل ظہیرہ کے گھر سے مانوس ہو گیا تھا۔ درست / غلط

۱۰۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
زندگی	وبا
ہُو کا عالم	سناٹا
الغوزہ	موت
طاعون	غیرت مند
گناہ	تان
خوددار	کفارہ

۱۱۔ مندرجہ ذیل جملوں کو درست کریں۔

(الف) لندن سے تار آئی ہے۔
(ب) دو روپے کی دہی لاؤ۔
(ج) میں نے ایک خواب دیکھی۔
(د) جھاگ بیٹھ جائے گی۔

سرگرمیاں:

۱۔ بچوں کو کوئی اور لوک کہانی سنائیں اور انھیں اس کا خلاصہ لکھنے کی ہدایت کریں۔

۲۔ بچوں سے کہیں کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنے دادا، دادی وغیرہ سے کوئی لوک کہانی سُنی ہے تو اسے کمرۂ جماعت میں سنائیں۔

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو بتائیں کہ کسی علاقے کی مخصوص تہذیبی اور معاشرتی کہانی جو سینہ بہ سینہ سفر کرتی ہوئی جدید دور میں تحریری صورت میں سامنے آئے، لوک کہانی کہلاتی ہے۔ یہ کہانی ہمارے پیارے صوبے بلوچستان کی لوک کہانی ہے۔

۲۔ بچوں کو بتائیں کہ ہر علاقے میں لوک کہانیاں اور لوک ادب موجود ہوتا ہے۔ یہ کسی ایک فرد کی تخلیق نہیں ہوتا بلکہ بدلتے ہوئے زمانے کے ساتھ ساتھ اِس میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔

۱۰

شیخ سعدیؒ کے اقوال

تدریسی مقاصد:

ا۔ بچوں کو قول، کہاوت اور ضرب المثل کے معنی و مفہوم سے روشناس کرانا۔
۲۔ بچوں کو بتانا کہ حکایت یا کہانی میں ایک ایسا پیغام پوشیدہ ہوتا ہے جو صدیوں کی انسانی دانش کا نچوڑ ہوتا ہے۔
۳۔ بچوں کو شیخ سعدیؒ کی شخصیت سے متعارف کرانا۔
۴۔ بچوں کو بتانا کہ شیخ سعدیؒ اپنے اقوال و حکایات کی تازگی اور شگفتگی کی وجہ سے آج بھی اتنے ہی مقبول ہیں جتنے وہ اپنے عہد میں تھے۔

بُوستان	گلستان	فکری تازگی	دانش و حکمت
دسترخوان	مُردار	صحبت	حاسد

شیخ سعدیؒ کا اصل نام شرف الدین تھا۔ انھیں ''حکیمِ مشرق'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ ''معلّمِ اخلاق'' بھی کہلاتے ہیں۔ سلطان سعد زنگی کے زمانے میں ایران کے شہر شیراز میں پیدا ہوئے۔ شیخ سعدیؒ نے طویل عمر پائی اور اپنی زندگی کا بیشتر حصہ سیر و سیاحت میں گزارا۔

شیخ سعدیؒ نے شاعری بھی کی اور نثر میں بھی لکھا۔ شاعری میں ان کی مثنوی ''بوستان'' اور نثری کتابوں میں ''گلستان'' کو بہت زیادہ شہرت اور اہمیت ملی۔ خاص طور پر ''گلستان'' اپنی فکری تازگی اور دانش و حکمت کی بنا پر ادبِ عالیہ میں شمار کی جاتی ہے۔ دنیا میں پائی جانے والی تقریباً تمام بڑی زبانوں میں اس کے تراجم ہو چکے ہیں۔

حکمت و دانش سے بھرپور ان کے کچھ اقوال درج ہیں:

ا۔ دنیا کا مال زندگی کے آرام اور سکون کے لیے ہے، نہ کہ زندگی مال جمع کرنے کے لیے۔
۲۔ اگر تو دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو لوگوں پر احسان کر جیسے اللہ نے تجھ پر احسان فرمایا۔
۳۔ دو آدمیوں کی کوشش بے فائدہ ہے: ایک وہ جس نے مال کمایا مگر کھایا نہیں، دوسرا وہ جس نے علم پڑھا مگر

اس پر عمل نہ کیا۔

۴۔ بے عمل عالم ایسا ہے جیسے اندھے کے ہاتھ میں مشعل، لوگ تو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، مگر وہ خود کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔

۵۔ دشمن کے ساتھ بے موقع نرمی کرنا اسے شیر بنانا ہے۔

۶۔ وہ دشمن جو بظاہر دوست ہو، اس کے دانتوں کا زخم زیادہ گہرا ہوتا ہے۔

۷۔ دیوار کے پیچھے بھی بات کرتے وقت ہوشیار رہ، ہوسکتا ہے کہ دوسری طرف دشمن کان لگا کر سُن رہا ہو۔

۸۔ اگرچہ معاف کرنا اچھا ہے لیکن لوگوں کو ستانے والے کے زخم پر مرہم نہ رکھ۔

۹۔ بُری عادت والا انسان اپنی بُری عادت کی وجہ سے ہمیشہ مصیبت میں پھنسا رہتا ہے۔

۱۰۔ بات اس وقت کر جب تجھے یقین ہو کہ اثر ہوگا۔ بے فائدہ بات کر کے اپنی قدر نہ گھٹا۔

۱۱۔ دس آدمی ایک دسترخوان پر اکٹھے بیٹھ کر کھا سکتے ہیں مگر دو کُتے ایک مُردار کو مِل کر نہیں کھا سکتے۔

۱۲۔ سب سے بڑا بدنصیب وہ ہے جو لوگوں کو ستاتا ہے، کیونکہ جب اس پر مصیبت پڑے گی تو کوئی اس کا دوست نہ ہوگا۔

۱۳۔ جو بُری صحبت میں بیٹھتا ہے، اس کی سوچ کبھی اچھی نہ ہوگی۔

۱۴۔ حاسد کے لیے بددعا کرنے کی ضرورت نہیں، وہ تو پہلے ہی حسد کی آگ میں جل رہا ہے۔

۱۵۔ کُتا دنیا کی ذلیل ہستی شمار ہوتا ہے، مگر حق شناس کُتا ناشکرے انسان سے بہتر ہے۔

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) شیخ سعدیؒ کا اصل نام کیا تھا؟

(ب) شیخ سعدیؒ کو کس لقب سے یاد کیا جاتا ہے؟

(ج) انھیں حکیمِ مشرق کے علاوہ اور کیا کہا جاتا ہے؟

(د) انھوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ کس کام میں گزارا؟

(ہ) شیخ سعدیؒ کی نظم ونثر کی دو کتابوں کے نام بتائیں۔

۲۔ شیخ سعدیؒ کے اقوال خوش خط اپنی کاپی میں لکھیں اور زبانی یاد کریں۔

۳۔ درجِ ذیل مرکبات کا مفہوم واضح کریں۔

حکیمِ مشرق، معلمِ اخلاق، حکمت ودانش، ادبِ عالیہ، سیر وسیاحت

۴۔ درجِ ذیل الفاظ کے معنی لکھیں۔

مال، صحبت، حق شناس، دانش

۵۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

دنیا، دوست، بدنصیب، مصیبت، بے عمل

۶۔ سبق ''شیخ سعدیؒ کے اقوال'' پیشِ نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) بُری صحبت میں بیٹھنے والے کی کیا چیز اچھی نہیں ہوتی؟

(i) نظر (ii) سوچ (iii) صورت (iv) سیرت

(ب) دشمن کے ساتھ بے موقع نرمی کرنا، اُسے کیا بنا تا ہے؟

(i) طاقت ور (ii) دوست (iii) شیر (iv) کُتا

(ج) کون دنیا کی ذلیل ہستی شمار ہوتا ہے؟

(i) جھوٹا (ii) بدکردار (iii) بے عمل (iv) کُتا

(د) کس کے لیے بددعا کرنے کی ضرورت نہیں؟

(i) حاسد (ii) منافق (iii) کافر (iv) مشرک

(ہ) لوگوں کو ستانے والا کیا ہے؟

(i) بدکار (ii) بدنصیب (iii) بے حیا (iv) بے فیض

(و) شیخ سعدیؒ کہاں پیدا ہوئے؟

(i) مکّہ مکرمہ میں (ii) مدینہ منورہ میں (iii) بغداد میں (iv) شیراز میں

۷۔ درجِ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کریں۔

مشعل، نعمت، قدر، لقب، حاسد

۸۔ مناسب لفظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) دنیا کا مال................کے آرام وسکون کے لیے ہے۔

(ب) بے عمل عالم ایسا ہے جیسے اندھے کے ہاتھ میں................۔

(ج) ....بات کر کے اپنی قدر نہ گھٹا۔

(د) دو کُتے ایک................کو مِل کر نہیں کھا سکتے۔

(ہ) اگر تو دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو لوگوں پر................کر۔

۹۔ متلازم یا گروہی الفاظ کے بارے میں آپ پہلے سیکھ چکے ہیں۔ درج ذیل الفاظ کے متلازم الفاظ لکھیں۔

(الف) بادل = ... (ب) پہاڑ = ...

(ج) بازار = ... (د) شادی = ...

(ہ) جنگ = ...

سرگرمیاں:

۱۔ دس بڑی شخصیات کا کم از کم ایک ایک قول اپنی کاپی میں لکھیں۔

۲۔ بچوں سے خوش خط چارٹ لکھوائیں، جن پر شیخ سعدیؒ کے اقوال لکھے ہوں اور انھیں کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو بتائیں کہ قول کے معنی بات، سخن اور کہاوت کے ہیں، جب کہ اصطلاحی معنوں میں وہ بات جو ایک مثال کی صورت اختیار کر جائے اور مختلف مواقع پر کسی بات کو سمجھانے کی خاطر یا بات میں زور پیدا کرنے کے لیے استعمال کی جائے، ''قول'' کہلاتی ہے۔

۲۔ شیخ سعدیؒ کے دیے گئے اقوال کی آسان اور دلچسپ انداز میں وضاحت کریں تاکہ بچے اس میں پوشیدہ دانش سے آگاہ ہو سکیں۔

۳۔ بچوں کو بتائیں کہ حکمت و دانائی کی وجہ سے شیخ سعدیؒ کو ''معلّمِ اخلاق'' اور ''حکیمِ مشرق'' کہا جاتا ہے۔ وہ اپنی دانش وری کی وجہ سے جس قدر مشرق میں مقبول ہیں، اسی قدر مغرب میں بھی مشہور و معروف ہیں۔

۱۱

بادل کا گیت

تدریسی مقاصد:

۱۔ بچوں کو بتانا کہ کس طرح سمندروں سے بخارات اٹھ کر بادل کی صورت اختیار کرتے ہیں۔
۲۔ بچوں کو بتانا کہ بارش کس طرح ہوتی ہے۔
۳۔ بچوں کو بتانا کہ بارش ہماری زمین پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہے۔

آفت	پربت	شعاعیں	سیپیوں	پرچھائیوں
پٹخنی	دمکا	گُتھی	بِلبِلانا	بِھڑا

مرا گھر سمندر کی گہرائیوں میں میں رہتا تھا لہروں کی پرچھائیوں میں
کبھی سیپیوں میں کبھی کائیوں میں
مگر ایک دن شوخ تپتی شعاعیں پکاریں کہ آ تجھ کو تارے دکھائیں
اُڑائیں گی تجھ کو نشیلی ہوائیں
ستاروں کی دُھن میں وطن چھوڑ آیا ہواؤں نے شاخوں پہ مجھ کو بٹھایا
سمندر سے اُٹھا پہاڑوں پہ چھایا
مگر تیز جھونکے نے آفت یہ ڈھائی مجھے ایک پربت کی چوٹی دکھائی
کہا ''اس سے لڑ کر دکھا میرے بھائی''
میں لپکا تو پربت نے مجھ کو دھکیلا وہ اکڑا، میں گرجا، وہ بھڑا میں کھیلا
پر افسوس فانی ہے کھیلوں کا میلا
پہاڑوں نے ایسی مجھے پٹخنی دی کہ تنگ آ کے میدان کی میں نے رہ لی
مجھے لے اُڑیں شوخ پریاں ہوا کی

میں جب تھک گیا زور سے بِلبِلایا ہواؤں کو بجلی کا کوڑا دکھایا
اِدھر سے نکل کر اُدھر گھوم آیا
میں لپکا، میں پلٹا، میں گرجا، میں چمکا دھواں بن کے چھایا، دِیا بن کے دمکا
کسی کو نہ تھا رنج، کچھ میرے غم کا
اب آیا تھا دھرتی پہ رونے رُلانے میں رویا تو دنیا لگی مسکرانے
یہ کیا راز ہے، ہائے یہ کون جانے!
مرے آنسوؤں سے زمیں دُھل چکی ہے مری زندگی اس طرح گُھل چکی ہے
مگر ایک گُتھی، تو اب کُھل چکی ہے
یہ سب نالے دریاؤں میں جا گریں گے یہ دریا سمندر میں جا کر ملیں گے
سمندر سے مل کر مرے دن پھریں گے

(احمد ندیم قاسمی)

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) بادل کا گھر کہاں ہے؟
(ب) بادل کو ایک دن تپتی شعاعوں نے کیا کہا؟
(ج) بادل نے کس دُھن میں اپنا وطن چھوڑ دیا؟
(د) بادل تھک گیا تو اُس نے کیا کیا؟
(ہ) بادل کے رونے سے کیا مُراد ہے؟
(و) بادل کے رونے سے دنیا کیوں مسکراتی ہے؟
(ز) بادل پر آخر کار کون سی گُتھی کُھلی؟

۲۔ مناسب الفاظ کی مدد سے مصرعے مکمل کریں۔

(الف) مرا گھر .... کی گہرائیوں میں
(ب) اُڑائیں گی تجھ کو .... ہوائیں

(ج) مجھے لے اُڑیں .... ہوا کی

(د) سمندر سے اُٹھا .... پہ چھایا

(ہ) مگر ایک .... تو اب کھل چکی ہے

۳۔ نظم ''بادل کا گیت'' کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) بادل کا گھر کن گہرائیوں میں ہے؟

(i) دریا کی (ii) زمین کی (iii) سمندر کی (iv) پانی کی

(ب) بادل نے کس کی دُھن میں وطن چھوڑا؟

(i) ستاروں کی (ii) آسمان کی (iii) چاند کی (iv) پہاڑوں کی

(ج) ہواؤں نے بادل کو کہاں بٹھایا؟

(i) درختوں پہ (ii) شاخوں پہ (iii) پہاڑوں پہ (iv) آسمان پہ

(د) بادل کو پربت کی چوٹی کس نے دکھائی؟

(i) ہوا نے (ii) ستارے نے (iii) موج نے (iv) جھونکے نے

(ہ) بادل کو کس نے پٹخنی دی؟

(i) ہواؤں نے (ii) جھونکوں نے (iii) پہاڑوں نے (iv) لہروں نے

(و) تین مصرعوں کے بند والی نظم کو کیا کہتے ہیں؟

(i) مسدّس (ii) مخمس (iii) رباعی (iv) مثلث

۴۔ درجِ ذیل الفاظ کے مترادف لکھیں۔

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
آفت	....	بلبلایا	....
پربت	....	رنج	....
شاخ	....	دھرتی	....

۵۔ واحد کے جمع اور جمع کے واحد لکھیں۔

لہر، گہرائی، شعاع، ہوا، شاخیں، جھونکے، گُتھی

۶۔ نظم ''بادل کا گیت'' کا خلاصہ تحریر کریں۔

۷۔ درجِ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کریں۔

آنسو، پربت، جھونکا، فانی، راز

۸۔ درجِ ذیل الفاظ کا مفہوم واضح کریں۔

تپتی شعاعیں، نشیلی ہوائیں، شوخ پریاں، بلبلانا، گُتھی کُھلنا، دن پِھرنا

۹۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

فانی، گہرائی، رنج، وطن، افسوس

۱۰۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
سمندر	موتی
لہریں	دمکا
سیپیاں	غم
چمکا	موجیں
رنج	گہرائی

سرگرمی:

۱۔ بچوں سے کہیں کہ وہ بارش میں بھیگنے کا منظر اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو بتائیں کہ فضا میں معتدل درجۂ حرارت کی وجہ سے بارش کے قطرے نہ تو اولوں کی صورت اختیار کرتے ہیں اور نہ برف کے گالوں کی لہٰذا وہ پانی کی صورت میں زمین پر برستے ہیں۔

۲۔ بچوں کو بتائیں کہ جب فضا میں درجۂ حرارت نقطۂ انجماد پر پہنچ جائے تو بارش کے قطرے جم کر اولے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

۳۔ بچوں کو بتائیں کہ پہاڑی علاقوں میں پہاڑ اور فضا، دونوں کا درجۂ حرارت سرد ہوتا ہے، اس لیے بارش کے قطرے رُوئی کے گالوں کی طرح زمین پر گرتے ہیں۔

۱۲

سائنس کے کرشمے

تدریسی مقاصد:

ا۔ بچوں کو سائنس کی ترقی اور اہمیت سے آگاہ کرنا۔

۲۔ بچوں کو سائنسی ترقی کے ارتقا کے بارے میں بتانا۔

۳۔ بچوں کو چند معروف سائنسی ایجادات سے متعارف کرانا۔

۴۔ بچوں کو سائنسی ایجادات کے مثبت اور منفی استعمال سے روشناس کرانا۔

پیچیدہ	بیش بہا	مرہونِ منّت	سر بستہ راز	صعوبت	تسخیر

انسانی تاریخ کا کوئی دور بھی سائنس کے علم سے خالی نہیں۔ پتھروں کو رگڑ کر آگ جلانے، اپنے بدن کو کپڑوں سے ڈھانپنے اور دیگر چیزوں کا شعور حاصل کرنے سے انسان نے سائنس کے علم کو سیکھا۔ گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ جن طریقوں سے انسان نے اپنے شعور کی منزلیں طے کیں، وہ طریقے سائنس کہلاتے ہیں۔ قبل از تاریخ کا انسان دریاؤں، سمندروں، سورج، چاند اور ستاروں کو اپنا دیوتا سمجھتا تھا۔ جیسے جیسے انسان نے عقل اور شعور کی بنیاد پر سائنس میں ترقی کی ویسے ویسے وہ سمندروں کی گہرائیوں میں چھُپے خزانوں تک جا پہنچا۔ زمین کے سر بستہ رازوں سے پردہ اُٹھانے کے بعد چاند تک رسائی حاصل کی اور آج مریخ اور دوسری دنیائیں انسان کی تسخیر کی لپیٹ میں ہیں۔ انسان نے سائنس کی وجہ سے ہی سمندر کی تہ میں اُتر کر اور زمین کے سینے کو چیر کر اس میں سے سونا، ہیرے، موتی اور دیگر قیمتی معدنیات دریافت کیں اور یوں اپنی زندگی کو پُر آسائش اور سہل بنانے کا فریضہ انجام دیا۔ جو انسان پرندے کی طرح اُڑنے کے خواب دیکھا کرتا تھا، آج آواز کی رفتار سے بھی زیادہ تیزی سے اڑنے والے جہازوں میں بیٹھا محوِ پرواز نظر آتا ہے۔ یہ اسی لیے ممکن ہوا کہ انسان نے اپنے ہر دور میں سائنس کے علم کو آگے بڑھانے کی کوشش کی۔

انسان نے اپنی سائنسی ایجادات کے سفر کے آغاز میں پہیا دریافت کیا تو ایک انقلاب برپا ہوگیا۔ محض سفری سہولتوں کے اعتبار سے ہی دیکھا جائے تو آج کا انسان، ماضی کے انسان سے کوسوں آگے نظر آتا ہے۔ اونٹوں، گھوڑوں، گدھوں اور دوسرے جانوروں پہ سواری کرنے والا انسان سفری صعوبتوں کا شکار تھا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے میں کئی کئی دن لگ جاتے تھے۔ آج کے انسان نے سائنس کے علم کی مدد سے بسیں، کاریں، ریل گاڑیاں اور ہوائی جہاز بنا لیے ہیں جن سے دنوں کا سفر گھنٹوں، گھنٹوں کا سفر منٹوں میں طے کرنا ممکن ہوگیا ہے۔ آج دنیا کا کوئی شہر اور معاشرہ سائنس کے ان ثمرات سے چشم پوشی نہیں کرسکتا۔

باہمی رابطہ ہمیشہ سے انسان کی دِلی آرزو رہی ہے۔ اس آرزو کی تکمیل کے لیے اوّل اوّل تو اس نے کبوتر کو استعمال کیا۔ دور دراز علاقوں تک پیغام رسانی کا کام کافی پیچیدہ تھا لیکن اب ٹیلی فون، ریڈیو، ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ جیسی ایجادات کے باعث، دنیا کے ایک کونے میں بیٹھا انسان، دوسرے کونے میں بیٹھے انسان سے نہ صرف باخبر رہتا ہے بلکہ اسے بولتا، چلتا پھرتا دیکھ بھی سکتا ہے۔ انٹرنیٹ، ٹیلی فون اور فیکس کے ذریعے انسان اپنا پیغام چند ساعتوں میں دنیا کے کسی بھی گوشے میں پہنچا سکتا ہے۔ یہ محض سائنسی ایجادات کے باعث ہی ممکن ہوا ہے۔ سائنسی ایجادات میں سے ایک اہم ترین ایجاد بجلی بھی ہے۔ انسان نے پانی، ہوا، کوئلے، پٹرول اور دیگر ذرائع سے بجلی پیدا کر کے اپنی صنعتی ضرورتوں کو پورا کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بہت سے آلات بھی بجلی کے ہی مرہونِ منت ہیں۔ ان آلات کے استعمال کی وجہ سے انسانی زندگی مزید سہل اور پُر آسائش ہوئی ہے۔ صنعت و حرفت اور روزمرہ زندگی کے کم و بیش تمام معاملات کا دارومدار بجلی ہی پر ہے۔ سخت گرمی میں ٹھنڈی ہوا اور شدید سردی میں گرم ہوا کا بندوبست سائنس ہی کی بدولت ممکن ہوا ہے۔ انسان نے پنکھے، ایئر کنڈیشنز اور ہیٹر وغیرہ ایجاد کر کے اپنی زندگی میں سہولتوں کا اضافہ کیا ہے۔ بجلی کی وجہ سے ہی راتیں، دن کی طرح روشن رہتی ہیں۔

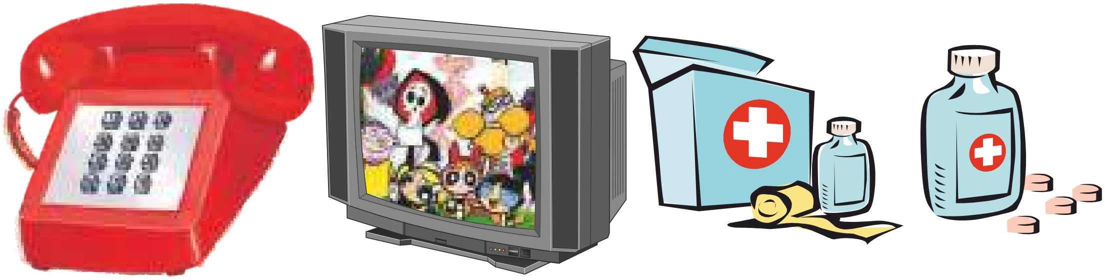

طبّی شعبے میں بھی انسان پیچھے نہیں رہا۔ سائنسی تحقیق کے باعث ایسی مشینیں اور ادویات بن چکی ہیں، جنھوں نے انسانی زندگی کو لاحق خطرات کو کم سے کم کر دیا ہے۔ وبائی امراض اب ماضی کا قصہ بن چکے ہیں۔ سائنسی ایجادات کی بدولت آج انسان کے جسم کے کسی بھی حصے کا بڑی آسانی کے ساتھ آپریشن کے ذریعے علاج کیا جا سکتا ہے۔ مصنوعی دل تک بن چکے ہیں۔ ریڈیو تھراپی، ایکس ریز، الٹرا ساؤنڈ اور دیگر متعدد چیزوں نے کینسر اور ٹی بی جیسے امراض پہ قابو پانے میں مدد دی ہے۔ گویا ہم کہ سکتے ہیں کہ سائنس انسانی اموات کی شرح میں کمی کا باعث بنی ہے۔

کھیتی باڑی اور زراعت انسان کے قدیم ترین پیشوں میں سے ہیں، لیکن آج انسان نے اس میدان میں بھی بیش بہا ترقی کی ہے۔ سائنسی ایجادات نے انسانی زندگی کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو سائنس کے اثرات سے محروم ہو۔ آج کے دور کی حیرت انگیز ایجاد، کمپیوٹر نے تو انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ کمپیوٹر کے ذریعے ایسے ایسے کام لیے جا رہے ہیں، جن کا تصوّر بھی انسانی تاریخ میں نہیں کیا جا سکتا تھا۔ خلائی تحقیق ہو یا طب کا شعبہ، ریاضی کا میدان ہو یا انجینئرنگ، کمپیوٹر ہر شعبے میں نظر آتا ہے۔

سائنسی ایجادات نے انسان کی زندگی کو بہت زیادہ آرام دہ اور پُر آسائش بنا دیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انسان کی کم فہمی ہے کہ اس نے سائنس کے علم کو منفی طور پر بھی استعمال کیا اور ایسے ایسے ہلاکت خیز ہتھیار اور گولہ بارود بنا لیے کہ خدا کی پناہ! ایٹم بم، ہائیڈروجن بم وغیرہ ایسی ہی ہلاکت خیز ایجادات ہیں۔ تاہم یہ بات بھی اپنی جگہ درست ہے کہ کوئی چیز اچھی یا بُری نہیں ہوتی، اس کا استعمال اسے اچھا یا بُرا بناتا ہے۔ اگر ہم سائنس اور سائنسی ایجادات کو انسانی فلاح و بہبود اور بہتری کے لیے استعمال کریں تو یہ زمین اور معاشرہ امن، محبت اور بھائی چارے کا نمونہ بن سکتا ہے۔

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) انسان نے سائنس کا علم کیسے سیکھا؟

(ب) انسان نے زمین کے سربستہ رازوں سے پردہ اُٹھانے کے بعد کیا کِیا؟

(ج) انسان نے کِس طرح اپنی زندگی کو پُرآسائش اور سہل بنایا؟

(د) صنعت وحرفت کا دارومدار کس چیز پر ہے؟

(ہ) سائنس کی ہلاکت خیز ایجادات کون سی ہیں؟

(و) یہ زمین اور معاشرہ کس طرح امن، محبت اور بھائی چارے کا نمونہ بن سکتے ہیں؟

۲۔ انسان کی ہمیشہ سے کیا آرزو رہی ہے؟

۳۔ اِعراب کی مدد سے درجِ ذیل کا تلفّظ واضح کریں۔

شعور، رسائی، معدنیات، ایجادات، پیچیدہ

۴۔ درجِ ذیل تراکیب کے معنی لکھیں اور انھیں جملوں میں استعمال کریں۔

چشم پوشی کرنا، بیش بہا، مرہونِ منّت، پیغام رسانی، فلاح و بہبود

۵۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
چُھپے خزانے	آسانی
پُرآسائش	میل جول
باہمی رابطہ	سربستہ راز
گرمی	ادویات
طبّی شعبہ	زراعت
کھیتی باڑی	سردی

۶۔ سبق ''سائنس کے کرشمے'' کے متن کے مطابق درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) قبل از تاریخ کا انسان دریاؤں، سمندروں، سورج، چاند اور ستاروں کو کیا سمجھتا تھا؟

(i) خدا (ii) دیوتا (iii) آقا (iv) مالک

(ب) آج دنیا کا کوئی بھی معاشرہ کس سے چشم پوشی نہیں کر سکتا؟

(i) سائنس کے احسانات سے (ii) سائنس کے انعامات سے

(iii) سائنس کے ثمرات سے (iv) سائنس کے اثرات سے

(ج) باہمی رابطہ ہمیشہ سے انسان کی کون سی آرزو رہی ہے؟

(i) بڑی (ii) دلی (iii) قلبی (iv) شدید

(د) سائنسی ایجادات نے انسانی زندگی کو بہت زیادہ کیا ہے:

(i) مُہذّب (ii) تیز (iii) آسان (iv) متأثر

(ہ) انسان نے اپنی سائنسی ایجادات کے سفر کے آغاز میں کیا ایجاد کیا؟

(i) بجلی (ii) پہیا (iii) روشنی (iv) لباس

(و) اوّل اوّل انسان باہمی رابطے کے لیے کیا استعمال کرتا رہا؟

(i) گھوڑے (ii) اشارے (iii) کبوتر (iv) خطوط

(ز) انسان کا قدیم ترین پیشہ کیا ہے؟

(i) معلّمی (ii) لکڑہارا (iii) خرید و فروخت (iv) کھیتی باڑی

(ح) کس ایجاد نے انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈال رکھا ہے؟

(i) پہیا (ii) بجلی (iii) موٹر گاڑی (iv) کمپیوٹر

۷۔ درجِ ذیل واحد الفاظ کے جمع اور جمع کے واحد لکھیں۔

دور، فریضہ، سفر، امراض، ادویات

۸۔ اپنی پسندیدہ سائنسی ایجاد کا نام لکھیں اور پسندیدگی کی وجہ بھی بتائیں۔

۹۔ اس سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

۱۰۔ اس سبق سے پانچ اسمِ نکرہ تلاش کر کے لکھیں۔

مضمون کا لفظ اپنی اصل کے اعتبار سے عربی ہے، جس کے لغوی معنی ہیں ضمن میں لیے ہوئے۔ کسی مقررہ موضوع پر اپنے خیالات، جذبات، تأثرات کا تحریری اظہار مضمون کہلاتا ہے۔ مضمون کسی بھی موضوع پر لکھا جاسکتا ہے۔ دنیا کے ہر معاملے، مسئلے یا موضوع پر مضمون قلم بند کیا جا سکتا ہے۔ مضمون کی ایک خاص ترتیب ہوتی ہے۔ سب سے پہلے موضوع کا تعارف کرایا جاتا ہے، پھر اس کی حمایت یا مخالفت میں دلائل دیے جاتے ہیں، بحث کی جاتی ہے اور آخر میں اس بحث کا نتیجہ پیش کیا جاتا ہے۔

مضمون عام طور پر مختصر ہوتا ہے اور موضوع کے چیدہ چیدہ پہلوؤں پر دل چسپ پیرائے میں اظہارِ خیال کیا جاتا ہے۔ یوں تو مضمون کی کئی قسمیں ہیں مثلاً: علمی، تاریخی، تنقیدی، سوانحی، فلسفیانہ، سائنسی، اصلاحی اور ادبی وغیرہ تاہم ادب میں ہلکے پھلکے انداز میں لکھی گئی اس تحریر کو مضمون کہا جاتا ہے جس میں کہانی نہ ہو، خیالات، تأثرات اور جذبات ہوں۔

سرگرمیاں:

۱۔ بچے اپنی کاپی میں پانچ مشہور ایجادات اور ان کے موجدوں کے نام لکھیں۔

۲۔ بچوں سے کمپیوٹر کی اہمیت پر ایک پیراگراف لکھوائیں۔

۳۔ جو بچے کمپیوٹر استعمال کرتے ہیں وہ جماعت میں بتائیں کہ وہ کمپیوٹر کیوں اور کیسے استعمال کرتے ہیں۔

برائے اساتذہ:

۱۔ اساتذہ بچوں کو بتائیں کہ سائنسی ایجادات نے انسانی زندگی کو پُر آسائش بنا دیا ہے۔ زندگی کا ہر شعبہ سائنسی ایجادات کی بدولت ترقی یافتہ ہوگیا ہے۔

۲۔ بچوں کو بتائیں کہ ہم سائنسی ایجادات کی وجہ سے تھوڑے وقت میں زیادہ کام اور زیادہ سفر کر سکتے ہیں۔

۳۔ انیسویں صدی کے آخر تک انسان کو موجودہ سہولیات میسر نہ تھیں۔ ہر کام انسانی ہاتھ سے انجام پاتا تھا۔ سائنسی ایجادات کی وجہ سے اب ہمارے زیادہ کام مشینوں سے ہوتے ہیں اور یوں مقدار اور معیار میں حیرت انگیز تبدیلیاں ہوئی ہیں۔

۴۔ بچوں کو سائنسی ایجادات کے مثبت استعمال کے فوائد اور منفی استعمال کے نقصانات سے آگاہ کریں۔

۱۳

صحت اور صفائی

تدریسی مقاصد:

ا۔ بچوں کو حفظانِ صحت کے اصولوں سے آگاہ کرنا۔
۲۔ بچوں کو بتانا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے کہ صفائی نصف ایمان ہے۔
۳۔ بچوں کو اپنے ماحول (گھر، محلّہ، سکول وغیرہ) کو صاف ستھرا رکھنے کے اصولوں سے روشناس کرانا۔

تاکید	متوازن	مخاطب	کراہت	حیاتین	آگاہ

مِس سعدیہ کے سکول میں ہفتۂ صفائی منانے کا فیصلہ ہوا۔

مِس سعدیہ نے اس میں حصہ لینے کے لیے طلبہ کو آگاہ کیا۔ اُنھوں نے طلبہ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا:

عزیز طلبہ! ہم سکول میں ہفتۂ صفائی منائیں گے۔ آج ہم اسی سلسلے میں بات کریں گے۔ کون سب سے پہلے اس بارے میں بات شروع کرے گا؟

حمیرا: (ہاتھ اُٹھا کر) مِس! میں بات شروع کروں؟

مِس: شاباش! بولو۔

حمیرا: صفائی ایمان کا حصہ ہے۔

مِس: بہت اچھے! سمیرا آپ کچھ کہیں گی؟

سمیرا: ایک صحت مند جسم ہی میں ایک صحت مند دماغ ہوتا ہے۔

مِس: خدیجہ! صحت اور صفائی کے بارے میں آپ کیا کہتی ہیں؟

خدیجہ: اپنے جسم اور لباس کو صاف رکھنے سے ہم صحت مند رہ سکتے ہیں۔

مِس: یٰسین! آپ کچھ بولیں۔

یٰسین: اپنے گھر، سکول اور گلی محلّے کی صفائی کا خیال رکھنا ہمارا فرض ہے۔

مِس: فاطمہ! گلی اور محلے کی صفائی کا خیال کیسے رکھا جاسکتا ہے؟

فاطمہ: گھر کا کُوڑا کرکٹ گلی میں نہ پھینکا جائے۔ اگر ہر گھر گلی کی صفائی کا خیال رکھے، تو پورا محلّہ صاف رہے گا۔

مِس: عالم! جسم اور لباس کی صفائی سے صحت کا کیا تعلق ہے؟

عالم: ہر روز تازہ یا ہلکے گرم پانی سے غسل کرنے سے جسم سے میل اُتر جاتا ہے۔ صاف جسم پر صاف لباس پہننے سے ہم فضا کے خطرناک جراثیم سے محفوظ رہتے ہیں۔

مِس: مریم! آپ بتائیں کہ صحت مند جسم کے لیے کیسی خوراک چاہیے؟

مریم: ایک متوازن غذا ہی جسم کو صحت مند رکھ سکتی ہے۔

مِس: سحاب! متوازن غذا سے کیا مُراد ہے؟

سحاب: ایسی غذا جس میں حیاتین صحیح مقدار میں شامل ہوں۔ کھانا نہ زیادہ پکا ہوا ہو اور نہ ہی بہت کچّا ہو۔

مِس: اقبال! آپ سحاب کی بات کی وضاحت کریں۔

اقبال: اگر ہم کھانا زیادہ دیر تک پکاتے ہیں، تو اس میں موجود حیاتین ضائع ہو جاتے ہیں اور اگر ہم اَدھ گلی خوراک کھائیں گے، تو ہمارے معدے کو ضرورت سے زیادہ کام کرنا پڑے گا، جو کہ نقصان دہ بات ہے۔

مِس: اختر! اس بارے میں آپ اور کچھ کہہ سکتے ہیں؟

اختر: کچے یا بہت زیادہ پکے ہوئے پھل بھی نقصان دیتے ہیں۔

مِس: رانی! ڈاکٹر کہتے ہیں کہ ہمیں کچی سبزیاں زیادہ کھانی چاہییں، اگر کچے پھل نقصان دہ ہیں، تو کچی سبزیاں کیوں نہیں؟

رانی: کچی سبزیوں سے مُراد سلاد ہے، جیسے: گاجر، مُولی، چقندر وغیرہ۔ ان کے کھانے سے دانت مضبوط ہوتے ہیں اور معدے کی صفائی ہوتی ہے۔ ہمارا جگر بھی زیادہ خون بناتا ہے۔

مِس: آمنہ! دانتوں کی صفائی کے کون سے طریقے ہیں؟

آمنہ: بہترین طریقہ تازہ مسواک ہے۔ یہ سُنّتِ رسول صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہے۔ منجن اور ٹوتھ پیسٹ سے بھی دانت صاف ہو سکتے ہیں۔

مِس: ہاجرہ! صاف دانتوں کا کیا فائدہ ہے؟

ہاجرہ: دانت صاف ہوں گے،تو ہر قسم کے جراثیم سے پاک خوراک ہمارے معدے میں جائے گی۔صاف دانت ہنسی کے وقت اچھے لگتے ہیں،جب کہ میلے کچیلے دانتوں سے کراہت آتی ہے۔

مس: شاباش! سعیدہ! آنکھوں ، کانوں ، دانتوں،مُنھ اور ہاتھ پاؤں کو صاف رکھنے کا کوئی بہترین سا طریقہ بتائیں؟

سعیدہ: وُضُو سب سے بہترین اور آسان طریقہ ہے۔

مس: شاباش !وُضُو سے ہمارے ہاتھ، کُہنیاں، ناخن، ناک، کان،حلق اور پاؤں صاف ہوجاتے ہیں۔جسم کے یہی حصے ہیں،جن پر خطرناک جراثیم آسانی سے حملہ آور ہوسکتے ہیں۔اگر ہم دن میں پانچ مرتبہ وضو کریں، تو ہمارا جسم صاف ہوجاتا ہے۔صفائی کے بارے میں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے بہت تاکید کی ہے۔آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے:

"اَلطُّهُورُ شَطْرُالْإِيْمَانِ"

صفائی اور پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔

مجھے یقین ہے کہ آپ لوگ نہ صرف خود اپنی صفائی اور صحت کا خیال رکھیں گے، بلکہ اپنے ماحول اور محلے کو بھی صاف ستھرا رکھنے میں اپنا حصہ ڈالیں گے۔ذمّے دار شہری ہوتے ہوئے اپنے ملک اور قوم کی بھلائی اور فائدے کے لیے کام کرنا ہم سب کا فرض ہے۔

مشق

ا۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) مکالمہ "صحت اور صفائی" میں کون کون سے کردار شامل ہیں؟

(ب) مس سعدیہ کے سکول میں کیا منانے کا فیصلہ ہوا؟

(ج) صحت مند دماغ کے لیے کون سی چیز ضروری ہے؟

(د) ہم کیسے صحت مند رہ سکتے ہیں؟

(ہ) صحت مند جسم کے لیے کیسی خوراک کی ضرورت ہے؟

(و) متوازن غذا سے کیا مُراد ہے؟

(ز) دانت صاف کرنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

۲۔ درجِ ذیل الفاظ کو جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ مفہوم واضح ہو جائے۔

آگاہ، بھلائی، فضا، کراہت، ذمّے دار

۳۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

متوازن، بہترین، صحت، خطرناک، میلے کچیلے

۴۔ سبق ''صحت اور صفائی'' کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) صفائی کس کا حصہ ہے؟

(i) زندگی کا (ii) ایمان کا (iii) دین کا (iv) مذہب کا

(ب) صحت مند دماغ کہاں ہوتا ہے؟

(i) ایک صحت مند انسان میں (ii) ایک صحت مند فرد میں

(iii) ایک صحت مند جسم میں (iv) ایک صحت مند بندے میں

(ج) کون سی غذا جسم کو صحت مند رکھ سکتی ہے؟

(i) اچھی (ii) خوش ذائقہ (iii) صاف (iv) متوازن

(د) دانت صاف کرنے کا بہترین طریقہ کون سا ہے؟

(i) ٹوتھ برش (ii) ٹوتھ پیسٹ (iii) منجن (iv) مسواک

(ہ) روزانہ غسل کرنے سے جسم سے کیا اُتر جاتا ہے؟

(i) مَیل (ii) تھکاوٹ (iii) جراثیم (iv) پسینہ

۵۔ سبق میں رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی ایک حدیث بیان کی گئی ہے۔ آپ اس حدیثِ مبارکہ کو خوش خط اپنی کاپی میں لکھیں اور اسے زبانی یاد کریں۔

٦۔ درست اور غلط بیانات کی نشاندہی کریں۔

(الف) اپنے ملک اور قوم کی بھلائی اور فائدے کے لیے کام کرنا ہمارا فرض ہے۔ درست / غلط

(ب) سلاد کھانے سے ہمارا دل زیادہ خون بناتا ہے۔ درست / غلط

(ج) صفائی اور پاکیزگی دین کا حصہ ہے۔ درست / غلط

(د) کھانا زیادہ پکانے سے حیاتین ضائع ہو جاتے ہیں۔ درست / غلط

٧۔ درجِ ذیل الفاظ کے معنی لکھیں۔

آگاہ کرنا، ضائع کرنا، بھلائی، کراہت، تاکید کرنا

٨۔ اِعراب کی مدد سے درجِ ذیل کا تلفّظ واضح کریں۔

وضو، ناخن، تاکید، لباس

٩۔ آپ اپنے الفاظ میں ''صحت اور صفائی'' کے موضوع پر ایک پیراگراف لکھیں۔

١٠۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
پانی	خوراک
متوازن	سنّت
کچی	جراثیم
مسواک	وضو
خطرناک	سبزیاں

متشابہ الفاظ:

ایسے الفاظ جن کی ظاہری شکل وصورت میں کوئی مشابہت ہو مگر اعراب، املا اور معانی میں مختلف ہوں، متشابہ الفاظ کہلاتے ہیں۔

متشابہ الفاظ کی درجِ ذیل صورتیں ہیں:

۱۔ ایسے الفاظ جن کا املا ایک سا ہو مگر اعراب میں فرق ہو، جیسے:

گُل، گل۔ دیر، دَیر۔ گِل، گُل۔ ہِل، ہَل

۲۔ ایسے الفاظ جن کی آواز ایک سی ہو مگر ان کے املا میں فرق ہو، جیسے:

ہامی، حامی۔ تاک، طاق۔ روزہ، روضہ۔ عام، آم۔ ہال، حال

سرگرمیاں:

۱۔ بچوں کی کاپیاں اور کتابیں دیکھیں اور انھیں ہدایت دی جائے کہ وہ ان پر خوبصورت کوَر چڑھائیں اور خوش خط نام لکھیں۔

۲۔ جن بچوں کی کاپیاں اور کتابیں صاف ستھری ہیں، ان کی کمرۂ جماعت میں بھرپور حوصلہ افزائی کی جائے اور دیگر بچوں کو ایسا رویّہ اختیار کرنے کی تلقین کی جائے۔

۳۔ بچوں کے بالوں، ناخنوں اور لباس کا جائزہ لیا جائے اور اگر ضرورت ہو تو انھیں ہدایت کی جائے کہ وہ اگلے دن بال کٹوا کر، ناخن تراش کے اور صاف ستھرا لباس پہن کر آئیں۔

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو بتائیں کہ اسلامی تعلیمات میں صفائی پر بہت زور دیا گیا ہے۔

۲۔ بچوں کو بتائیں کہ انسانی اعضا کو صاف ستھرا رکھنے کا بہترین طریقہ وضو ہے۔

۳۔ بچوں کو بتائیں کہ اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھنے سے نہ صرف انسان خود صاف اور صحت مند رہتا ہے بلکہ اردگرد کے لوگ بھی صحت منداور تندرست رہتے ہیں۔

۱۴

ہمارا وطن

تدریسی مقاصد:

۱۔ بچوں کو بتانا کہ ہر ملک کا ایک قومی ترانہ ہوتا ہے، جو اس ملک کی امنگوں، آرزوؤں اور خوابوں کی ترجمانی کرتا ہے۔

۲۔ بچوں کو بتانا کہ پاکستان کا قومی ترانہ شاعرِ پاکستان ابوالاثر حفیظ جالندھری نے لکھا ہے۔

۳۔ بچوں کو بتانا کہ اب کوئی بھی شاعر اپنے وطن کی عظمت، بلندی اور رفعت کے حوالے سے کوئی نظم لکھے گا تو اسے گیت، قومی نغمہ، ملّی ترانہ وغیرہ جیسے عنوانات سے موسوم کریں گے۔ کسی بھی ملکی ترانے کو قومی ترانہ نہیں کہا جاسکتا ہے۔

آرزو	کھیتیاں	لہلہاتی	ندیاں	رشکِ فردوس
بَن	جیالے	پاسباں	نگہبان	دل کش
	دل نشیں	انجمن	ارمان	

پیارا پیارا وطن ہے ہمارا وطن
آرزوؤں کا دلکش سہارا وطن
پیارا پیارا وطن ہے ہمارا وطن

اس کی سونا اُگاتی ہوئی کھیتیاں
پگھلی چاندی لٹاتی ہوئی ندیاں
ہے ہمارا وطن سب سے پیارا وطن
پیارا پیارا وطن ہے ہمارا وطن

سُرمئی وادیاں، لہلہاتے چمن
اس کے صحرا حَسیں، دل نشیں اس کے بَن
رشکِ فردوس ہے آج سارا وطن
پیارا پیارا وطن ہے ہمارا وطن

اس وطن کے جیالے بہادر جواں
اس حَسیں انجمن کے حَسیں پاسباں
جاں لٹا دیں جو کر دے اشارا وطن
پیارا پیارا وطن ہے ہمارا وطن

ملک و مِلّت کے سینے کا ارمان ہیں
ہم ہی تو اس وطن کے نگہبان ہیں
ہے یہ ہم سب کی آنکھوں کا تارا وطن
پیارا پیارا وطن ہے ہمارا وطن

(طفیلؔ ہوشیار پوری)

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) اس نظم میں ٹیپ کا مصرع کون سا ہے؟

(ب) وطن کے جیالے بہادر جواں کس کے اشارے سے جان لُٹا دیتے ہیں؟

(ج) شاعر نے کس کو رشکِ فردوس کہا ہے؟

(د) وطن کی کھیتیاں کیا اُگلتی ہیں؟

(ہ) وطن کی ندیاں کیا لُٹاتی ہیں؟

۲۔ درجِ ذیل مرکبات کا مفہوم واضح کریں۔

دلکش سہارا، سُرمئی وادیاں، دل نشیں، رشکِ فردوس، حسیں پاسبان

۳۔ درجِ ذیل الفاظ کے مترادف لکھیں۔

آرزو، سہارا، چمن، بَن، بہادر

۴۔ نظم ''ہمارا وطن'' کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) ہمارا سارا وطن کیا ہے؟

(i) جنت (ii) بہشت (iii) فردوس (iv) رشکِ فردوس

(ب) وطن کی کون سی چیز بہت دل نشیں ہے؟

(i) چمن (ii) دریا (iii) بَن (iv) جنگل

(ج) وطن کی ندیاں کیا لُٹاتی ہیں:

(i) تیل (ii) ہیرے (iii) چاندی (iv) سونا

(د) ہمارے وطن کی کھیتیاں کیا اگاتی ہیں؟

(i) گندم (ii) چاول (iii) چاندی (iv) سونا

(ہ) ہم حسین انجمن کے کیسے پاسبان ہیں؟

(i) حسین (ii) خوب صورت (iii) بہادر (iv) دلیر

۵۔ اشعار کے آخر میں استعمال ہونے والے ہم آواز الفاظ کو قافیہ کہتے ہیں مثلاً: ہمارا، سہارا وغیرہ۔ اس نظم کے آخری بند میں کون سے الفاظ قافیہ ہیں؟

۶۔ شاعر نے اس نظم میں وطن کے جیالے بہادر جوانوں کی کیا خوبیاں بیان کی ہیں؟

۷۔ اِعراب لگا کر تلفّظ واضح کریں۔

دلکش، ندیاں، دل نشیں، رشک فردوس، ملک وملت

۸۔ جمع کے واحد اور واحد کے جمع لکھیں۔

کھیتیاں، ندیاں، وادیاں، تارا، اشارا، مِلّت

۹۔ نظم ''ہمارا وطن'' کا مرکزی خیال تحریر کریں۔

۱۰۔ اس نظم کے دوسرے بند میں ''سونا اُگاتی ہوئی کھیتیاں'' سے کیا مُراد ہے؟

۱۱۔ مناسب الفاظ لگا کر مصرعے مکمل کریں۔

(الف) آرزوؤں کا دلکش .... وطن

(ب) .... کے سینے کا ارمان ہیں

(ج) سُرمئی وادیاں، .... چمن

(د) .... ہے آج سارا وطن

(ہ) جاں لُٹا دیں جو کر دے .... وطن

۱۲۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
سونا	رنگ
پھول	کھیت
سُرمئی	بہادر
لہلہاتے	چاندی
جیالے	چمن

سرگرمیاں:

۱۔ بچوں سے قومی ترانہ سنا جائے۔ جن بچوں کو آتا ہو، ان کی حوصلہ افزائی کی جائے اور باقی بچوں کو تلقین کی جائے کہ وہ قومی ترانہ یاد کریں۔ ۲۔ بچوں کو کہا جائے کہ پاکستان کا قومی ترانہ خوشخط اپنی کاپیوں میں لکھیں۔

۳۔ یہ مِلّی نغمہ کورس کی شکل میں بچوں سے پڑھوایا جائے۔

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو بتائیں کہ مِلّی ترانہ اس نظم کو کہتے ہیں، جس میں وطن کے مختلف پہلوؤں (عظمت، بلندی، رفعت وغیرہ) کا تذکرہ کیا جائے۔ ۲۔ بچوں کو بتائیں کہ یہ ملک ہم نے بڑی قربانیاں دے کر حاصل کیا ہے۔

۳۔ بچوں کو حصولِ پاکستان کی مختصر مگر جامع سرگزشت سنائیں۔

۱۵

انسان اور اس کا ماحول

تدریسی مقاصد:

۱۔ بچوں کو آلودگی کا مفہوم سمجھانا۔
۲۔ بچوں کو آلودگی کی اقسام سے آگاہ کرنا۔
۳۔ بچوں کو آلودگی سے بچنے کی تراکیب سے روشناس کرانا۔
۴۔ بچوں کو بتانا کہ وہ کس طرح اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھ سکتے ہیں۔

عکّاس	ہم کنار	آمیزش	سنگین	مدافعت	بنجر پن	ضرر رساں

انسان صدیوں سے اس زمین پر زندگی گزار رہا ہے۔ وہ اپنے اردگرد کے ماحول سے متأثر بھی ہوتا ہے اور اسے متأثر بھی کرتا ہے۔ زمین کے ساتھ انسان کا رشتہ اسی دوستانہ فضا کا عکّاس ہے، جو انسانی زندگی کو نِت نئے رنگوں میں ڈھالنے اور اس کے حُسن اور خوبصورتی میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ زمین کے ساتھ انسان کی وابستگی بڑی پرانی ہے۔ وہ اپنے اردگرد کے ماحول سے بے خبر ہو کر زندگی کی خوبصورتیوں کو حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی ماحول کی انسان سے وابستگی کے بغیر ماحول کا حسن و جمال برقرار رہ سکتا ہے۔ انسان اور زمین لازم و ملزوم ہیں۔ ایک کے بغیر دوسرے کا تصوّر ممکن نہیں۔

جدید دور سائنسی ایجادات کا دور ہے۔ جس قدر ایجادات پچھلی ایک آدھ صدی کے زمانے میں ہوئی ہیں اتنی ایجادات پچھلی تمام صدیوں میں مل کر بھی نہیں ہوئیں۔ سائنسی ایجادات نے جہاں انسانی زندگی پر مثبت اثرات مُرتّب کیے ہیں وہیں اس کے منفی اثرات سے انکار بھی ممکن نہیں۔ سائنسی ترقی کی بدولت صنعت و حرفت کے میدان میں بے پناہ انقلاب پیدا ہوا ہے۔ اس انقلاب اور ترقی کی بدولت ہماری زندگی بہت سی بنیادی سہولتوں سے آشنا ہوئی۔ مثال کے طور پر ہفتوں اور مہینوں میں کیا جانے والا سفر، دنوں اور گھنٹوں میں ہونے لگا۔ کام کے معیار اور مقدار میں اضافہ ہوا۔ انسانی سہولت کی ہزار ہا اشیا سامنے آئیں، جن کی بدولت انسانی زندگی بنیادی سہولتوں سے ہم کنار ہوئی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ سائنسی ایجادات نے کتنی ہی ایسی باتوں کو جنم دیا، جو انسانی زندگی پر منفی اثرات

مرتّب کرتی ہیں۔

صنعتی ترقی نے ہمارے لیے نت نئے مسائل کا اضافہ کیا ہے۔ان مسائل میں سے ایک اہم اور بنیادی مسئلہ آلودگی کا ہے۔آلودگی ہمارے ماحول کو خاموشی سے دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔یہ زمین،پانی اور ہوا کو ضرررساں بنارہی ہے جس کی وجہ سے نئی نئی بیماریاں انسانی زندگی کو اپنے گھیرے میں لے رہی ہیں۔

آلودگی پوری دنیا کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔یہ مسئلہ روز بروز خطرناک صورت اختیار کررہا ہے،جس کی وجہ سے انسان کو سنگین خطرات کا سامنا ہے۔

زمین، پانی اور ہوا اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتیں ہیں،لیکن جدید صنعتی ترقی اور سائنسی انقلاب نے ان نعمتوں کو خالص نہیں رہنے دیا۔کارخانوں اور فیکٹریوں سے نکلنے والے فاضل زہریلے مادے مٹی، پانی اور ہوا کو آلودہ کررہے ہیں۔اس وجہ سے انسانی زندگی کو عجیب وغریب مسائل کا سامنا ہے۔

فیکٹریوں اور کارخانوں کا آلودہ پانی مٹی اور زیرِ زمین پانی کو بُری طرح متاثر کررہاہے،اس وجہ سے آج ہیضہ، ٹائی فائیڈ، یرقان، اسہال اور کئی طرح کی دوسری بیماریاں عام ہیں۔صنعتی علاقوں کے زہریلے مادے زمین پر بکھر کر مٹی کی قوتِ نمو کو اپنے زہریلے پن کی وجہ سے بنجر بنارہے ہیں۔سونا اُگلنے والی زمین سیم ،تھور اور بنجر پن کا شکار ہوتی جارہی ہے۔اس وجہ سے نہ صرف ہماری زمین کی زرخیزی میں فرق آرہا ہے بلکہ ہماری فصلوں کے معیار اور مقدار میں بھی کمی واقع ہورہی ہے۔

فیکٹریوں اور کارخانوں سے نکلتا ہوا دھواں ہماری فضا کو آلودہ کررہا ہے۔اسی طرح دھواں چھوڑتی گاڑیاں فضائی آلودگی میں اضافے کا سبب بن رہی ہیں۔خالص ہوا میں زہریلی ہوا کی آمیزش سے فضائی پاکیزگی اور خالص پن میں بگاڑ پیدا ہورہا ہے، جو براہِ راست انسانی زندگی سے وابستہ ہے۔یوں انسان پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں اور کئی قسم کی بیماریاں مثلاً دمہ،کینسر اور دل کے عوارض عام ہیں۔

شور اعصابی نظام کو بُری طرح متاثر کرتا ہے۔شور کی آلودگی غیر ضروری اور بے ہنگم آوازوں سے پیدا ہوتی ہے۔یہ ہمارے اعصاب، ذہن اور جسم پر انتہائی بُرے اثرات مرتّب کرتی ہے۔شور کی آلودگی سے انسانوں میں بُردباری، متانت اور تحمّل کی قوت ختم ہوجاتی ہے اور کئی طرح کے نفسیاتی عوارض جنم لیتے ہیں۔قوتِ سماعت اور قوتِ مدافعت میں کمی واقع ہوجاتی ہے جو نفسیاتی بیماریوں کے ساتھ ساتھ بلڈ پریشر، چڑ چڑے پن اور دل کی بیماریوں کا

مُوجب ہے۔

یہ آلودگیاں انسانی زندگی کے لیے مُضر ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھیں تا کہ ہمارے اردگرد تیزی سے بڑھتی ہوئی ان آلودگیوں پر قابو پایا جا سکے۔ فیکٹریوں اور کارخانوں سے نکلنے والے زہریلے پانی اور فالتو مادوں کو ختم کرنے کا مناسب انتظام کرنا چاہیے تا کہ یہ نقصان دہ مادے پھیل کر ہماری زمین کو برباد نہ کریں۔اسی طرح زہریلے پانی کو آبی ذخائر سے نہیں ملنے دینا چاہیے تا کہ وہ اس نعمت کو خراب نہ کر سکے۔

ان آلودگیوں پر قابو پانے کے لیے ہمیں مؤثر تدابیر اختیار کرنی چاہییں۔معاشرے کے تمام طبقوں میں ان کا شعور پیدا ہونا چاہیے تا کہ لوگ اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے مثبت کردار ادا کرسکیں۔

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) گذشتہ صدی میں کتنی ایجادات ہوئی ہیں؟

(ب) سائنسی ایجادات نے انسانی زندگی پر کیسے اثرات مرتب کیے ہیں؟

(ج) سائنسی ترقی سے ہماری زندگی میں کون کون سی سہولتیں پیدا ہوئی ہیں؟

(د) سائنسی ترقی سے ہماری زندگی میں کون کون سے مسائل پیدا ہوئے ہیں؟

(ہ) آلودہ پانی سے کون سے مسائل جنم لے رہے ہیں؟

(و) دھواں ہماری فضا کو کس طرح متاثر کر رہا ہے؟

۲۔ ہم مختلف آلودگیوں پر کس طرح قابو پا سکتے ہیں؟

۳۔ اِعراب کی مدد سے درجِ ذیل کا تلفّظ واضح کریں۔

عکاس، وابستگی، ایجادات، سہولت، آمیزش

مدافعت، ضرررساں، قوتِ نمو، وابستگی

۵۔ سبق ''انسان اور اس کا ماحول'' کے مطابق درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) انسان اس زمین پر کب سے زندگی گزار رہا ہے؟

(i) روزِ ازل سے (ii) زمانۂ قدیم سے (iii) برسوں سے (iv) صدیوں سے

(ب) پوری دنیا کا بہت بڑا مسئلہ کیا ہے؟

(i) غربت (ii) بیماری (iii) آلودگی (iv) ایندھن

(ج) اللہ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں: زمین، پانی اور

(i) روشنی (ii) فصلیں (iii) خوراک (iv) ہوا

(د) شور سے کون سا نظام بُری طرح متاثر ہوتا ہے؟

(i) معاشی (ii) اعصابی (iii) معاشرتی (iv) ملکی

(ہ) بنجر پن اور سیم وتھور کا شکار ہوتی جا رہی ہے:

(i) سونا اُگلنے والی زمین (ii) چاندی اُگلنے والی زمین

(iii) فصلیں اُگلنے والی زمین (iv) گندم اُگلنے والی زمین

(و) شور کی آلودگی سے انسانوں میں ختم ہو جاتی ہے: بردباری، متانت اور

(i) برداشت (ii) تحمل (iii) رواداری (iv) صبر

٦۔ درست اور غلط بیانات کی نشاندہی کریں۔

(الف) انسان صدیوں سے اس زمین پر زندگی گزار رہا ہے۔ درست غلط

(ب) انسان اپنے اردگرد کے ماحول سے متاثر نہیں ہوتا۔ درست غلط

(ج) انسان ماحول سے بے خبر ہو کر زندگی کی خوب صورتیوں کو حاصل کر سکتا ہے۔ درست غلط

(د) سائنس کے منفی اثرات سے انکار ممکن نہیں۔ درست غلط

(ہ) صنعتی ترقی نے آلودگی کے مسائل میں کمی کی ہے۔ درست غلط

(و) آلودگی دنیا کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ درست غلط

(ز) شورمعاشی نظام کو بُری طرح متأثر کرتا ہے۔ درست غلط

(ح) انسان اور زمین لازم وملزوم نہیں ہیں۔ درست غلط

۷۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

بنجر، منفی، براہِ راست، شور، مضر

۸۔ درجِ ذیل واحد الفاظ کی جمع اور جمع کے واحد لکھیں۔

عوارض، معیار، تدبیر، اشیا، مسائل

۹۔ درجِ ذیل الفاظ کو جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے۔

عکاّس، وابستگی، مرتب، معیار، انقلاب

۱۰۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
حُسن	نظام
لازم	غریب
اعصابی	جمال
عجیب	ایجادات
سائنسی	ملزوم

۱۱۔ ''سائنسی ایجادات کے فائدے اور نقصانات'' کے موضوع پر ایک مضمون تحریر کریں۔

تجنیس:

مندرجہ ذیل مثالوں پر غور کریں:

۱۔ میں نے اس کو قلم دِیا۔
۲۔ اُس نے دِیا روشن کیا۔
۳۔ ہمیشہ اللّٰہ تعالیٰ سے مانگ۔
۴۔ اس نے اپنی مانگ میں سیندور بھرا۔
۵۔ کل سے میرے کان میں درد ہے۔
۶۔ یہاں کوئلے کی ایک کان ہے۔

ان جملوں میں دِیا، دِیا، مانگ، مانگ، کان اور کان کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جن کا املا اور اعراب ایک ہیں مگر معانی کے حوالے سے مختلف ہیں۔ الفاظ میں پایا جانے والا یہ رشتہ تجنیس کہلاتا ہے۔ تجنیس اور متشابہ الفاظ میں یہ فرق ہے کہ تجنیس میں الفاظ اعراب اور املا میں مکمل طور پر ایک جیسے ہوتے ہیں جب کہ متشابہ الفاظ میں اعراب اور املا کا فرق پایا جاتا ہے۔

سرگرمیاں:

۱۔ سکول میں صفائی کے دن کا انعقاد کیا جائے اور بچوں سے صاف ماحول کی اہمیّت پر تقاریر کرائی جائیں۔

۲۔ بچوں کو ہدایت کی جائے کہ وہ ماحول کو صاف رکھنے کے لیے کوئی سے پانچ اصول اپنی کاپی پر لکھیں۔

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو بتائیں کہ ماحول سے مُراد ہمارے اردگرد کی فضا ہے، جس میں ہم رہتے ہیں۔

۲۔ بچوں کو بتائیں کہ زمین کی آلودگی سے مُراد ہے مٹی اور پانی کا آلودہ ہونا۔

۳۔ بچوں کو بتائیں کہ فضائی آلودگی سے مُراد ہوا میں زہریلی گیسوں کا شامل ہونا ہے۔

۴۔ بچوں کو بتائیں کہ شور بھی آلودگی کی ایک قسم ہے، جو بے ہنگم اور غیر ضروری آوازوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

۱۶

محنت کی برکات

تدریسی مقاصد:

۱۔ بچوں کو محنت کے معنی و مفہوم سے آگاہ کرنا۔
۲۔ بچوں کو محنت کی اہمیت اور افادیت سے متعارف کرانا۔
۳۔ بچوں کو بتانا کہ اسلام نے محنت پر بہت زور دیا ہے۔

چُنگل	کاہلی	آسائش	عار	نہال	پائیداری	پیوند	پہلوتہی

دنیا میں ہر کام کے لیے حرکت، طاقت اور قوت کی ضرورت ہوتی ہے اور کام کی انجام دہی محنت کہلاتی ہے۔
دنیا کی تمام تر خوب صورتی، پائیداری محنت اور مشقت ہی کی بدولت ہے۔ محنت اس کائنات کا ایک ایسا اصول ہے جس پر عمل کی بنیاد پر انسان کو زندگی کے ہر شعبے میں ثمرات میسر آتے ہیں۔ خود خالقِ کائنات نے بھی بڑے واضح الفاظ میں فرما دیا ہے کہ انسان کو وہی کچھ ملے گا جس کے لیے وہ محنت کرے گا۔ گویا مذہبی اعتبار سے بھی ایک کاہل، سُست اور بے عمل انسان معاشرے کے لیے قابلِ قبول نہیں۔ اسلام کی تعلیمات میں کام کرنے والے کو اللہ کا دوست کہا گیا ہے۔ خود ہمارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اپنا ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں فخر محسوس کرتے، اپنے جُوتے خود گانٹھتے اور پھٹے کپڑوں کو پیوند بھی خود لگایا کرتے تھے۔ مسجدِ نبوی کی تعمیر میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر پتھر اُٹھائے اور غزوۂ خندق کے موقع پر خود بھی خندقیں کھودنے کا کام سرانجام دیا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ہمارے لیے ایک مثال اور نمونہ دیا کہ کوئی بھی کام خود کرنے میں

عار محسوس نہیں کرنی چاہیے۔

پاکستانی ہونے کی حیثیت سے اگر ہم غور کریں تو یہ بات واضح ہوگی کہ تحریکِ پاکستان میں شامل کئی شخصیات ایسی ہیں جن کی زندگی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ سر سید احمد خانؒ، قائداعظمؒ اور علامہ اقبالؒ سمیت دیگر قومی رہنما مُنھ میں سونے کا چمچ لے کر پیدا نہیں ہوئے تھے۔ انھوں نے حصولِ تعلیم اور پھر حصولِ مقصد کے لیے دن رات محنت کی۔ اسی محنت کا نتیجہ ہے کہ انھوں نے نہ صرف اپنا اور اپنے والدین کا نام روشن کیا بلکہ برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک الگ وطن کے خواب کو عملی صورت بھی دی۔ اگر یہ لوگ دن رات محنت نہ کرتے تو آج ہم سُکھ اور آزادی کا جو سانس لے رہے ہیں، وہ کبھی ممکن نہ ہوتا۔ ہم انگریزوں کی غلامی کے بعد ہندوؤں کی غلامی کے چُنگل میں ہمیشہ کے لیے پھنس گئے ہوتے۔

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کام کرنے والے بزرگانِ دین نے کئی سال حصولِ علم میں صرف کیے۔ ہزاروں میل سفر کر کے ہندوستان آئے اور لوگوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی روشنی سے منوّر کیا۔ ان کے پیشِ نظر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ گرامی تھی، جنھوں نے مشرکینِ مکہ کے ہر ظلم کو برداشت کیا اور طائف میں پتھر کھا کر لہولہان بھی ہوئے۔ یہ لوگ اگر محنت نہ کرتے، ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے، تو آج سارا عالم، اسلام کی تعلیمات سے محروم ہوتا۔ انسان کی حیثیت ایک پودے کی سی نہیں کہ ایک ہی جگہ پر کھڑے کھڑے تناور درخت بن جائے گا۔ انسانی زندگی میں نکھار، معیار اور وقار محنت ہی سے آتا ہے اور کوئی شخص ایسا نہیں جو بغیر محنت و مشقّت کے کامیابی و کامرانی کا دعویٰ کرے۔ دنیا میں جس نے بھی شہرت، عزت اور نام کمایا، وہ محنت ہی کا ثمر تھا۔ جس انسان نے محنت کو اپنا شعار بنایا اسی نے مقام و مرتبہ اور عظمت پائی۔

کسان کی مثال لے لیں، اگر وہ محنت کرنا چھوڑ دے، کھیتی باڑی نہ کرے تو خوراک کا بندوبست کیوں کر ممکن ہوگا؟ آج کا انسان اپنی زندگی میں جن آسائشات اور سہولتوں کے مزے لُوٹ رہا ہے، وہ سائنسی ایجادات کی بدولت ہیں اور سائنسی ایجادات انسان کی محنت ہی کا ثمر ہیں۔ جن افراد اور اقوام نے محنت کی وہ دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کی صف میں شامل ہوگئیں۔ جنھوں نے محنت اور مشقّت سے پہلوتہی کی، انھیں معاشرے اور دنیا میں کچھ بھی حاصل نہ ہوسکا۔

ایک طالب علم اگر سارا سال کچھ نہ پڑھے، وقت ضائع کرے اور پڑھائی کے لیے محنت نہ کرے تو سال کے آخر میں ناکامی کے سوا، اس کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے؟ اس کے مقابلے میں جو طالب علم سارا سال محنت کرتا رہتا ہے، کامیابی اس کے قدم چومتی ہے۔

دنیا میں کامیابی و کامرانی، عزت، نام اور شہرت کے لیے ہمیں سخت محنت اور مشقّت کرنی چاہیے۔ ہمارے قومی رہنما، قائدِاعظمؒ نے بھی کام، کام اور صرف کام کی ہی نصیحت کی تھی۔ گویا پاکستانی قوم کو انھوں نے کامیابی کا کُلیہ بتایا تھا کہ اگر ہمیں دنیا میں مضبوط اور طاقت ور قوم بننا ہے تو پھر محنت اور مشقّت کو اپنا شعار بنانا ہوگا۔ محنت ہی کی وجہ سے انسان میں ہمّت، حوصلہ اور اعتماد کی قوت پیدا ہوتی ہے، جو آگے چل کر کامیابی و کامرانی کا پیش خیمہ بنتی ہے۔ معاشرے میں ہماری حیثیت اور مقام کوئی بھی ہو، ہر سطح پر محنت اور مشقّت کو اپنی عادت بنانا چاہیے تاکہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر ترقی کرسکیں۔ مولانا الطاف حسین حاؔلی نے کیا خوب کہا ہے:

مشقّت کی ذِلّت جنھوں نے اُٹھائی
جہاں میں مِلی اُن کو آخر بڑائی
کِسی نے بغیر اس کے ہرگز نہ پائی
فضیلت، نہ عزت نہ فرماں روائی
نہال اس گلستاں میں جتنے بڑھے ہیں
ہمیشہ وہ نیچے سے اوپر چڑھے ہیں

مشق

ا۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) دنیا میں ہر کام کے لیے کِس چیز کی ضرورت ہوتی ہے؟
(ب) کام کی انجام دہی کیا کہلاتی ہے؟
(ج) کیسا انسان مذہبی اعتبار سے بھی قابلِ قبول نہیں؟
(د) اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کام کرنے والے کو کیا کہا گیا ہے؟
(ہ) ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اپنے کون کون سے کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے؟

(و) ہمارے لیے کن کی زندگی مشعلِ راہ ہے؟

(ز) انسانی زندگی میں نکھار کیسے آتا ہے؟

۲۔ اِعراب کی مدد سے درج ذیل کا تلفّظ واضح کریں۔

چنگل، ثمرات، مشقت، ذلت، ملکہ

۳۔ درجِ ذیل الفاظ و مرکبات کے معنی لغت سے تلاش کر کے لکھیں۔

مشعلِ راہ، پیشِ نظر، ثمرات، عار، نہال

۴۔ درجِ ذیل الفاظ کو جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کی تذکیر و تانیث واضح ہو جائے۔

کاہل، تبلیغ، شہرت، مثال، کائنات

۵۔ اس سبق میں سے پانچ اسم نکرہ تلاش کر کے لکھیں۔

۶۔ ہمیں تحریکِ پاکستان میں شامل شخصیات کی زندگی سے کیا سبق ملتا ہے؟

۷۔ بزرگانِ دین نے اپنی زندگی کس طرح بسر کی؟

۸۔ سبق "محنت کی برکات" کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) انسان کو وہی کچھ ملے گا، جس کے لیے وہ:

(i) کوشش کرے گا (ii) ہمت کرے گا (iii) محنت کرے گا (iv) عمل کرے گا

(ب) اسلام میں محنت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کا کیا کہا گیا ہے؟

(i) دوست (ii) حبیب (iii) بندہ (iv) مقرب

(ج) ہمارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم چھوٹے سے چھوٹا کام خود کرنے میں کیا محسوس کرتے تھے؟

(i) راحت (ii) عزت (iii) ناز (iv) فخر

(د) ہمارے دیگر قومی رہنما کیا لے کر پیدا نہیں ہوئے تھے؟

(i) ہاتھ میں سونے کی پلیٹ (ii) مُنھ میں سونے کا چمچ

(iii) مُنھ میں سونے کا نوالہ (iv) جسم پر سونے کا لباس

(ہ) مضبوط اور طاقت ور قوم بننے کے لیے ہمیں محنت اور مشقّت کو کیا بنانا ہو گا؟

(i) معیار (ii) شعار (iii) مشغلہ (iv) اصول

(و) کامیابی، محنتی طالب علم کے:

(i) قدم بڑھاتی ہے۔ (ii) قدم اُٹھاتی ہے۔

(iii) قدم چھوتی ہے۔ (iv) قدم چُومتی ہے۔

۹۔ درجِ ذیل الفاظ کی جمع لکھیں۔

عیب، مثال، ثمر، آسائش، فرد

۱۰۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

حرکت، طاقت، پائیداری، خالق، شہرت

۱۱۔ سبق ''محنت کی برکات'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

۱۲۔ محنت کے بارے میں مولانا حالؔی کے اشعار اپنی کاپی میں خوش خط لکھیں اور ان کا مفہوم بھی تحریر کریں۔

۱۳۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
ثمرات	سُست
کاہل	نتیجہ
مثال	چُنگل
غلامی	نمونہ

حروفِ فجائیہ:

وہ خاص الفاظ جو جوش یا جذبات کی شدّت میں بے ساختہ زبان سے ادا ہوتے ہیں، انھیں حروفِ فجائیہ کہا جاتا ہے۔ مختلف جذبات اور تأثرات کے لیے الگ الگ الفاظ ادا کیے جاتے ہیں، مثلاً:

(الف) پکارنے یا بُلانے کے لیے: ارے، اے، اجی، ابے، او۔

(ب) خوشی کے اظہار کے لیے: اہاہا، واہ وا، سبحان اللہ، ماشاءاللہ۔

(ج) افسوس کے لیے: ہائے ہائے، وائے، افسوس، حیف، آہ، اُف۔

(د) حیرت کے لیے: سبحان اللہ، افوہ، اللہ اللہ۔

(ہ) نفرت کے لیے: دُر دُر، تُف، تھو، استغفر اللہ، معاذ اللہ، چھی، لاحول ولاقوۃ۔

(و) تحسین اورآفرین کے لیے: شاباش، واہ وا، ماشاءاللہ، جزاک اللہ، چشمِ بددور۔

سرگرمیاں:

۱۔ بچوں سے کہیں کہ وہ کوئی ایسا واقعہ سنائیں جس سے محنت کی عظمت کا درس ملتا ہو۔

۲۔ جماعت میں بچوں کے درمیان ایک مکالمے کا اہتمام کیا جائے جس کا موضوع ''محنت کی عظمت'' ہو۔

برائے اساتذہ:

۱۔ اساتذہ بچوں کو بتائیں کہ اسلام نے محنت کی عظمت پر بہت زور دیا ہے اور محنت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کا دوست قرار دیا ہے۔

۲۔ بچوں کو بتائیں کہ زندگی کے کسی بھی شعبے میں محنت اور مسلسل محنت ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔

۳۔ بچوں کو بتائیں کہ کوئی بھی شخص محنت کے بغیر کامیابی و کامرانی سے ہم کنار نہیں ہوسکتا۔

۴۔ اساتذہ بچوں کو کچھ بڑے لوگوں کی زندگی کے چند واقعات سنائیں، جس سے محنت کی عظمت کا تصوّر اُجاگر ہوتا ہو۔

۱۷

خراب ہے

تدریسی مقاصد:

۱۔ بچوں کو سنجیدہ اور مزاحیہ شاعری سے متعارف کرانا۔
۲۔ بچوں کو بتانا کہ مزاحیہ شاعری معاشرے کے کسی کمزور، مضحکہ خیز یا ناہموار رویّے کی عکّاس ہوتی ہے۔
۳۔ بچوں کو مزاحیہ شاعری کے افادی پہلوؤں سے روشناس کرانا۔

خُو	آوا	اہلیہ	معدہ	غذا

کھانے کو مل رہا ہے جو کھانا خراب ہے
اس واسطے تو حال تمھارا خراب ہے

ہر اہلیہ کی خُو ہے کہ شوہر سے یہ کہے
بازار سے جو لائے ہو سودا خراب ہے

کہتے ہیں جب گوالے سے: ”پتلا ہے دودھ کیوں“
کہتا ہے ہم سے: بھینس کا چارا خراب ہے

وہ کھا گیا ہے میرے بھی حصے کی سب غذا
اور، یہ بھی کہہ رہا ہے کہ معدہ خراب ہے

کرنے لگا علاج مرا جب سے ڈاکٹر
پہلے سے میرا حال زیادہ خراب ہے

ہر چند حال ہی میں بنایا گیا ہے وہ
پھر بھی ہمارے گاؤں کا رستہ خراب ہے

ایسا کوئی نہیں جو کہے، میں ہُوں خود خراب
ہر شخص کہہ رہا ہے، زمانہ خراب ہے

دو ایک ہی مشین کے پُرزے نہیں خراب
اب تو نیاؔز آوے کا آوا خراب ہے

(نیاؔز سواتی)

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) آوے کا آوا خراب ہونے سے شاعر کی کیا مُراد ہے؟

(ب) ڈاکٹر کے علاج کرنے کا کیا نتیجہ نکلا؟

(ج) ہماری خوراک کیسی ہے اور اس کا کیا نقصان ہو رہا ہے؟

۲۔ درجِ ذیل الفاظ کے مترادف لغت سے تلاش کر کے لکھیں۔

اہلیہ، خُو، زمانہ، سودا، خراب

۳۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

پتلا، گاؤں، شوہر، خراب

۴۔ درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) دودھ اس لیے پتلا ہے کہ:

(i) موسم خراب ہے۔ (ii) چارا خراب ہے۔

(iii) گوالا خراب ہے۔ (iv) بھینس خراب ہے۔

(ب) بیوی شوہر سے کہتی ہے کہ:

(i) گوشت خراب ہے۔ (ii) آٹا خراب ہے۔

(iii) دودھ خراب ہے۔ (iv) سودا خراب ہے۔

(ج) ہر شخص کے نزدیک کون خراب ہے؟

(i) حکومت (ii) گوالا

(iii) زمانہ (iv) ماحول

(د) شاعر کا حال زیادہ خراب کیوں ہے؟

(i) ڈاکٹر کے علاج کی وجہ سے (ii) حکیم کے علاج کی وجہ سے

(iii) بیوی کے سلوک کی وجہ سے (iv) پتلے دودھ کی وجہ سے

(ہ) حال ہی میں گاؤں میں کیا بنایا گیا ہے؟

(i) سکول (ii) مدرسہ

(iii) ہسپتال (iv) رستہ

۵۔ درجِ ذیل شعر میں کس معاشرتی برائی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے؟

کہتے ہیں جب گوالے سے: ''پتلا ہے دودھ کیوں''
کہتا ہے ہم سے: بھینس کا چارا خراب ہے

۶۔ ہمارے ملک کے بد دیانت ٹھیکیدار، انجینئر اور مستری وغیرہ عموماً عمارتیں اور سڑکیں تعمیر کرتے وقت اچھا میٹریل استعمال نہیں کرتے۔ شاعر نے اس نظم کے کس شعر میں، کس طرح اس المیے کی نشاندہی کی ہے؟

۷۔ درجِ ذیل الفاظ کو جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کی تذکیر و تانیث واضح ہو جائے۔

حال، غذا، سودا، اہلیہ، معدہ

۸۔ مناسب الفاظ لگا کر مصرعے مکمل کریں۔

(الف) ہر اہلیہ کی............ہے کہ شوہر سے یہ کہے

(ب) پہلے سے میرا............زیادہ خراب ہے

(ج) اب تو نیاز............خراب ہے

(د) وہ کھا گیا ہے میرے بھی حصے کی سب............

(ہ) ایسا کوئی نہیں جو کہے، میں ہوں............خراب

۹۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
اہلیہ	دودھ
غذا	شہر
گوالا	شوہر
علاج	معدہ
گاؤں	ڈاکٹر

۱۰۔ اس نظم کا کون سا شعر آپ کو سب سے زیادہ پسند آیا ہے؟ وجہ تحریر کریں۔

۱۱۔ نظم ''خراب ہے'' کا خلاصہ تحریر کریں۔

۱۲۔ اس نظم سے کوئی سے پانچ اسمِ نکرہ تلاش کر کے لکھیں۔

سرگرمی:

۱۔ بچوں کو کہیں کہ اس نظم کے علاوہ کوئی دوسری مزاحیہ نظم اپنی کاپی پر لکھیں۔

۲۔ اس نظم میں جو شعر آپ کو سب سے زیادہ پسند ہو، اسے خوشخط اپنی کاپی پر لکھیں۔

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو بتائیں کہ مزاحیہ اور سنجیدہ شاعری کے مابین بہت فرق ہے۔ دونوں کے اپنے اپنے دائرہ کار ہیں لیکن دونوں کا مقصد تفریح کے ساتھ ساتھ معاشرتی زندگی کی اصلاح ہوتا ہے۔

۲۔ بچوں کو بتائیں کہ مزاحیہ شاعر زندگی کے مختلف رویّوں میں موجود بے ضابطگیوں کو ہلکے پھلکے انداز میں طنز اور تنقید کا نشانہ بناتا ہے، جس سے زندگی کی حقیقی صورت سامنے آتی ہے۔

۳۔ بچوں کو بتائیں کہ مزاحیہ شاعر معاشرتی خرابیوں کی براہِ راست نشاندہی کرنے کی بجائے اسے مزاحیہ رنگ میں بیان کرتا ہے۔ اس اندازِ فکر کی وجہ سے ہم نہ صرف ان خرابیوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں بلکہ سوچنے اور تبدیلی لانے کے لیے بھی کوشاں ہو جاتے ہیں۔

۱۸

کھیل

تدریسی مقاصد:

۱۔ بچوں کو انسانی زندگی میں کھیلوں کی اہمیت سے روشناس کرانا۔
۲۔ بچوں کو مختلف مقامی کھیلوں سے متعارف کرانا۔
۳۔ بچوں کو لڑکوں اور لڑکیوں کے چند نمایاں کھیلوں سے آگاہ کرنا۔

الاپنا	شیریں	وسیلے	مزیّن	معمول	چاق چوبند	مرغوب

کھیل، انسانی زندگی میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ جسمانی صحت کا دارومدار، جسمانی کام کاج، ورزش اور کھیل کود پر ہے۔ انسانی جسم کی نشو ونما میں کھیل کی اہمیّت سے انکار ممکن نہیں۔ کھیل کود کی بدولت انسانی وجود، مضبوط اور چاق چوبند رہتا ہے۔ کھیل کے ذریعے سے انسان میں نظم وضبط کی خوبیاں پیدا ہوتی ہیں۔ کھیل نہ صرف صبر وتحمل سکھاتے ہیں بلکہ اس سے حوصلہ مندی اور برداشت کے ساتھ مقابلہ کرنے کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ یہ انسان کو مل جُل کر زندگی بسر کرنے کا درس بھی دیتے ہیں۔ کھیلوں کے توسُّط سے پوشیدہ صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کا موقع ملتا ہے اور مستقبل کی منصوبہ بندی کی عادت بھی پیدا ہوتی ہے۔

دنیا کے تمام خطّوں میں کھیل کو انسانی زندگی میں بہت اہمیّت دی جاتی ہے۔ کچھ کھیل بچپن کی زندگی کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں اور کچھ کھیلوں کا تعلق لڑکپن اور جوانی کے زمانے سے ہوتا ہے۔ مختلف علاقوں کے رہنے والے لوگوں میں مختلف کھیل مقبول ہیں۔ کچھ کھیل دنیا کے تمام علاقوں میں کھیلے جاتے ہیں اور بعض کھیل کسی مخصوص علاقے یا خطے سے تعلق رکھتے ہیں۔ عالمی سطح پر مقبول کھیل فٹ بال، کرکٹ، ہاکی، ٹینس، بیڈمنٹن، رسّہ کشی، والی بال، تیراکی اور کُشتی وغیرہ ہیں۔

پاکستان کا قومی کھیل ہاکی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کرکٹ، فٹ بال، کبڈی اور کُشتی بھی ملک کے معروف کھیل ہیں، جنھیں بچے اور نوجوان بہت شوق سے کھیلتے ہیں۔ ان کھیلوں کے علاوہ بچوں کے کچھ علاقائی کھیل بھی ہیں، جن میں آنکھ مچولی، گلّی ڈنڈا، کوکلا چھپاکی، کِکلی کلیر دی، گِدّا، بول میری مچھلی، برف پانی، چندا کی چاندنی میں، کِھدّو کُھنڈی اور پِٹھو گرم وغیرہ خاص طور پر معروف ہیں۔ بعض کھیل دیہاتی بچوں میں بڑے معروف ہوتے ہیں اور اسی طرح بعض کھیل شہری بچوں کے لیے کشش کا باعث ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر ٹینس، بیڈمنٹن اور ہاکی وغیرہ شہری بچوں میں مقبول ہیں۔ دیہاتی بچے آنکھ مچولی، گلّی ڈنڈا، کوکلا چھپاکی، کبڈی، گِدّا اور کِکلی وغیرہ کو شوق سے کھیلتے ہیں۔

آنکھ مچولی

آنکھ مچولی ہمیشہ سے دیہاتی بچوں کا پسندیدہ کھیل رہا ہے۔ اس کھیل کو لکن میٹی اور چھپن چھپائی بھی کہتے ہیں۔ اس کھیل کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں۔ بچے رات اور دن کسی بھی وقت یہ کھیل، کھیل سکتے ہیں۔ کھیل کا آغاز ٹاس سے ہوتا ہے۔ ٹاس ہارنے والا بچہ اپنی آنکھیں بند کر کے کھڑا ہو جاتا ہے اور باقی بچے اِدھر اُدھر چُھپ جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد ٹاس ہارنے والا بچہ اپنی آنکھیں کھول کر، چُھپنے والے ساتھی بچوں کو تلاش کرتا ہے۔ وہ بچہ سب سے پہلے جس ساتھی کو تلاش کر کے چُھو لے، وہ ہار جاتا ہے اور اُسے باری دینی پڑتی ہے۔ یُوں یہ کھیل جاری رہتا ہے۔ تمام بچے کسی نہ کسی طرح اس کھیل میں شامل رہتے ہیں۔ یہ کھیل دیہاتی لڑکوں اور لڑکیوں، دونوں میں یکساں طور پر مقبول ہے۔

گلّی ڈنڈا

گلّی ڈنڈا، دیہاتی لڑکوں کا مرغوب کھیل ہے۔ اسے کم سے کم دولڑکے کھیل سکتے ہیں۔ اصولی طور پر یہ کھیل دوٹیموں کے مابین کھیلا جاتا ہے۔ ہرٹیم میں عام طور پر سات کھلاڑی ہوتے ہیں۔ زمین پر ایک چھوٹی سی نالی بنائی جاتی ہے، جس پر گلّی کو رکھ کر ڈنڈے کی مدد سے اُچھالا جاتا ہے۔ نالی کو پنجابی میں ''کُھتّی'' کہتے ہیں۔ کُھتّی کے سامنے مخالف ٹیم کے کھلاڑی کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ کھلاڑی اگر گلّی کو زمین پر گرنے سے قبل پکڑ لیں تو گلّی کو اچھالنے والے کھلاڑی کی باری ختم ہوجاتی ہے۔ اس کی جگہ دوسرا کھلاڑی آجاتا ہے، لیکن اگر گلّی زمین پر گرجائے اور مخالف ٹیم کے کھلاڑی اسے نہ پکڑ سکیں، تو ڈنڈے کو کُھتی کے اوپر رکھ دیا جاتا ہے۔ اب مخالف ٹیم کا کوئی کھلاڑی گلّی کو ڈنڈے کی طرف پھینکتا ہے۔ اگر گلّی ڈنڈے سے ٹکرا جائے تو کھیلنے والا کھلاڑِی آؤٹ ہوجاتا ہے۔ گلّی اگر ڈنڈے سے نہ ٹکرائے تو ٹیم کا کوئی کھلاڑی گلّی کی نوک پر ڈنڈا مار کر اسے ہوا میں اچھالتا ہے اور پھر اسے ہوا ہی میں ڈنڈے کی تیز ضرب سے دور پھینک دیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد گلّی کو کھتی سے زیادہ سے زیادہ دور پھینکنا ہوتا ہے۔ ہوا میں اچھال کر گلّی کو ضرب لگانے کے تین مواقع ہوتے ہیں۔ اگر تینوں مرتبہ ہوا میں اچھالی گئی گلّی کو ڈنڈے کی ضرب نہ لگ سکے تو اس کی بقیہ باری ختم ہو جاتی ہے۔ مخالف ٹیم کا کوئی کھلاڑی، اگر فضا میں اُڑتی ہوئی گلّی کو زمین پر گرنے سے پہلے پکڑلے تو اُس کھلاڑی کی باری ختم ہو جاتی ہے، وگرنہ حسبِ معمول ڈنڈا کھتی پر رکھ دیا جاتا ہے اور مخالف ٹیم کا کوئی کھلاڑی گلّی کو ڈنڈے کی طرف پھینکتا ہے، اگر گلّی ڈنڈے سے ٹکرا جائے تو اس کی باری ختم ہوجاتی ہے۔ بصورتِ دیگر پہلی ٹیم ہی یہ عمل دہراتی ہے اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔

کِکلی

جس طرح گلّی ڈنڈا صرف لڑکوں کا کھیل ہے، اسی طرح کِکلی صرف بچیاں کھیلتی ہیں۔ یہ کھیل پنجاب کے دیہاتوں میں بے حد مقبول ہے۔ چھوٹی چھوٹی بچیاں ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اور پاؤں سے پاؤں ملا کر ایک دائرے میں گھومتی ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ وہ یہ بول بھی الاپتی جاتی ہیں:

کِکلی کلیر دی

پگ میرے ویر دی

ان رسیلے اور شیریں بولوں سے بھائی بہن کی لازوال محبت اور مقدّس رشتے کی عکّاسی ہوتی ہے۔ یہ بول اس بات کا ثبوت ہیں کہ بہنوں کو اپنے بھائیوں سے بہت زیادہ محبت اور لگاؤ ہوتا ہے۔

یہ کھیل جہاں ایک طرف بچوں اور بچیوں کی جسمانی صحت اور تندرستی کے ضامن ہیں، وہیں پنجاب کی ثقافتی زندگی کی ترجمانی بھی کرتے ہیں۔ صدیوں سے کھیلے جانے والے یہ مقبول اور دلچسپ کھیل، آج بھی ہماری دیہاتی زندگی میں اپنا مقام رکھتے ہیں۔ یہ اور ان جیسے دوسرے کئی کھیل ہماری تہذیبی اور ثقافتی زندگی کے مختلف رنگوں سے مزیّن ہیں۔ ان کھیلوں کے ساتھ جہاں ہمارے بچوں کی معصومیت جھلکتی ہے، وہیں یہ اپنے علاقے کی ثقافت کا اظہار بھی کرتے ہیں۔

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) کھیل کے ذریعے انسان میں کون سی خوبیاں پیدا ہوتی ہیں؟

(ب) کوئی سے پانچ دیہاتی کھیلوں کے نام لکھیں۔

(ج) بین الاقوامی (انٹرنیشنل) سطح پر کھیلے جانے والے کوئی سے پانچ کھیلوں کے نام لکھیں۔

(د) انسانی جسم کے لیے کھیل کیوں ضروری ہیں؟

(ہ) کِکلی کھیلتے وقت بچیاں کیا بول اَلاپتی ہیں؟

۲۔ درجِ ذیل الفاظ کے معنی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

رسیلے، لازوال، مقدّس، مقبول، مزیّن

۳۔ اِعراب لگا کر تلفّظ واضح کریں۔

حیثیت، مسلک، ثقافت، صبر، تحمل

۴۔ سبق ''کھیل'' کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) پاکستان کا قومی کھیل ہے:

(i) کرکٹ (ii) فٹ بال

(iii) کبڈی (iv) ہاکی

(ب) ''گلّی ڈنڈا'' کِن کا مرغوب کھیل ہے؟

(i) شہری لڑکوں کا (ii) شہری لڑکیوں کا

(iii) دیہاتی لڑکوں کا (iv) دیہاتی لڑکیوں کا

(ج) کھیل کس کا اظہار کرتے ہیں؟

(i) عادت کا (ii) ثقافت کا

(iii) فارغ وقت کا (iv) امارت کا

(د) کھیل ''آنکھ مچولی'' مقبول ہے:

(i) شہری لڑکوں میں (ii) شہری لڑکوں اور لڑکیوں میں

(iii) دیہاتی لڑکیوں میں (iv) دیہاتی لڑکوں اور لڑکیوں میں

(ہ) کس وقت ''آنکھ مچولی'' کا کھیل کھیلا جاتا ہے؟

(i) کسی بھی وقت (ii) شام کے وقت

(iii) دن کے وقت (iv) رات کے وقت

۵۔ درجِ ذیل الفاظ میں مذکر اور مؤنث الگ الگ کریں۔

کھیل، صحت، حوصلہ، طبیعت، وقت، رات

۶۔ واحد کے جمع اور جمع کے واحد لکھیں۔

جذبہ، خطّے، صلاحیّت، عمل، معمول، بچے

۷۔ درست اور غلط بیانات کی نشاندہی کریں۔

(الف) کھیل انسانی زندگی میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ درست غلط

(ب) پاکستان کا قومی کھیل کرکٹ ہے۔ درست غلط

(ج) ٹینس، بیڈمنٹن اور ہاکی دیہاتی بچوں میں مقبول ہیں۔ درست غلط

(د) ''گلّی ڈنڈا'' کے کھیل کو کم سے کم دو لڑکے کھیل سکتے ہیں۔ درست غلط

(ہ) ''کِکلی'' کا کھیل صرف بچیاں کھیلتی ہیں۔ درست غلط

۸۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

شیریں، معروف، شہر، قومی، محبت

۹۔ ''آنکھ مچولی'' کا کھیل کس طرح کھیلا جاتا ہے؟

۱۰۔ آپ کو کون سا کھیل پسند ہے؟ پسندیدگی کی وجہ بھی لکھیں۔

۱۱۔ کھیلوں کی اہمیّت اور فوائد پر ایک پیراگراف لکھیں۔

۱۲۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
چاق چوبند	ہاکی
قومی کھیل	ٹینس
شہری کھیل	چست
بچوں کا کھیل	برداشت
بچیوں کا کھیل	کِکلی
صبر و تحمل	گلّی ڈنڈا

حروفِ بیان:

کسی بات کو بیان کرنے یا اس کی وضاحت کے لیے جن حروف کا استعمال کیا جاتا ہے وہ حروفِ بیان کہلاتے

ہیں۔ اُردو میں صرف ''کہ'' حرفِ بیان ہے۔ مثال کے طور پر یہ جملے دیکھیں:

(الف) اسلم نے کہا کہ وہ ہماری دعوت کرے گا۔

(ب) مجھے علم نہیں کہ وہ آئے گا یا نہیں۔

(ج) اس نے مجھے بتایا کہ وہ کامیاب ہو گیا ہے۔

(د) تم آؤ کہ کوئی بات ہو۔

(ہ) ایسا نہ کرو کہ بعد میں تمھیں پچھتانا پڑے۔

سرگرمیاں:

۱۔ دنیا کے کوئی سے پانچ ملکوں کے قومی کھیلوں کے نام لکھیں۔

۲۔ آپ جو کھیل کھیلتے ہیں، ان کے نام لکھیں۔

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو بتائیں کہ صحت مند ذہن کے لیے تندرست جسم کی ضرورت ہوتی ہے۔

۲۔ بچوں کو بتائیں کہ دنیا کے ہر علاقے میں کوئی نہ کوئی کھیل کھیلا جاتا ہے۔ کچھ کھیل مقامی ہوتے ہیں اور کچھ کھیل عمومی۔

۳۔ بچوں کو بتائیں کہ ہر علاقے کے اپنے کچھ مخصوص کھیل بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً پنجاب میں کھیلے جانے والے کھیلوں میں سے چند کھیل ایسے ہیں جو صرف پنجاب سے مخصوص ہیں۔

۴۔ بچوں کو بتائیں کہ متوازن زندگی کے لیے کھیل اور پڑھائی دونوں ضروری ہیں۔ صرف پڑھائی یا محض کھیل انسانی زندگی کو غیر متوازن بنا دیتے ہیں۔

۱۹

اسلامی ممالک کی تنظیم (OIC)[ل]

تدریسی مقاصد:

۱۔ بچوں کو اتحاد اور بھائی چارے کے مفہوم سے آگاہ کرنا۔
۲۔ بچوں کو بتانا کہ اسلام نے مسلمانوں کے باہمی تعلق کو بہت اہمیّت دی ہے۔
۳۔ بچوں کو اسلامی ممالک کی تنظیم کے پس منظر اور پیش منظر سے متعارف کرانا۔

نیک فال	فقدان	تنازع	ذخائر	مُقتدر	تاکید	ازسرِنو

مسلمان قوم دنیا کی واحد قوم ہے جو ایک کلمے سے بندھی ہوئی ہے۔ ایک خدا، ایک رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور ایک کتاب کے ماننے والوں کو ہمیشہ سے ایک ہی قوم بننے کی تاکید کی گئی ہے۔ علّامہ اقبالؒ نے کہا تھا:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

بیسویں صدی کے آغاز اور پہلی جنگ عظیم کے بعد اسلامی ممالک کے اتحاد کی اشد ضرورت محسوس کی گئی۔ اس اتحاد کے مقصد کے حصول کے لیے اسلامی کانفرنس کی تنظیم کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اس تنظیم کے قیام کی تجویز سعودی حکمران شاہ عبدالعزیز نے پیش کی تھی اور اس کا پہلا اجلاس ۱۹۲۶ء میں مکّہ مکرّمہ میں بُلایا گیا۔ دوسرا اجلاس ۱۹۳۱ء میں ہوا اور بیت المقدّس کو اسلامی تنظیم کا صدر دفتر بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ بعض وجوہات کی بنا پر یہ تنظیم زیادہ عرصے تک متحرک اور فعال نہ رہ سکی۔ تاہم ۱۹۶۵ء میں حج کے مبارک موقع پر ۳۵۔ اسلامی ممالک کی ۱۶۵ مقتدر شخصیات نے اس تنظیم یعنی اسلامی ممالک کی تنظیم (OIC) کو ازسرِنو قائم کیا اور یہ طے ہوا کہ اس تنظیم میں اسلامی ممالک کے سربراہوں کو بھی شامل کیا جائے تاکہ عالمِ اسلام کے باہمی اختلافات کے حل اور علاقائی تنازعات کا جائزہ لیا جاسکے۔ اسی دور میں مصر، شام، اردن جیسے اسلامی ممالک اسرائیل کی اور پاکستان اپنے ہمسایہ ملک بھارت کی جارحیّت کا نشانہ بن چکے تھے۔ عراق اور ایران کے تنازعے کے ساتھ ساتھ قبرص کا مسئلہ بھی درپیش تھا۔ چنانچہ مکّہ مکرّمہ میں ہونے والا یہ اجلاس پوری مسلمہ اُمّہ کے لیے نیک فال ثابت ہوا۔

ل Organization of Islamic Countries

دنیا میں پائے جانے والے مسلم ممالک کے اتحاد کے لیے کوششیں جاری تھیں کہ اسی دوران میں ایک غیرمعمولی سانحہ پیش آیا۔ اگست ۱۹۶۹ء میں، یہودیوں نے مقبوضہ بیت المقدّس میں مسجدِ اقصیٰ کو آگ لگانے کی شرمناک حرکت کی۔ اس المناک سانحے نے پورے عالمِ اسلام کو غم و غصّے کی کیفیّت میں مبتلا کر دیا۔ چنانچہ مسلمانوں میں یہ احساس شدّت اختیار کر گیا کہ دنیا کے تمام مسلم ممالک کا ایک پلیٹ فارم پر متحد اور یکجا ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

۱۹۶۹ء میں مراکش کے شہر رباط میں مراکش کے شاہ حسین کی صدارت میں اسلامی ممالک کی تنظیم کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں چوبیس (۲۴) اسلامی ممالک کے سربراہان شریک ہوئے تھے، اس لیے اس کانفرنس کو پہلی اسلامی سربراہی کانفرنس کہتے ہیں۔ اس تنظیم کا دوسرا اجلاس ۱۹۷۴ء میں وزیرِ اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹّو کی صدارت میں لاہور (پاکستان) میں منعقد ہوا۔ پنجاب اسمبلی ہال، لاہور میں منعقد ہونے والے اس اجلاس میں چالیس اسلامی ممالک نے شرکت کی۔ اب تک اس کانفرنس کے متعدد اجلاس منعقد ہو چکے ہیں۔

اقوامِ متحدہ کے بعد، اسلامی ممالک کی یہ تنظیم دنیا کی دوسری سب سے بڑی تنظیم ہے۔ دنیا میں پائے جانے والے تمام مسلم ممالک اس تنظیم کے رکن ہیں۔

اسلامی ممالک کی تنظیم کا مرکزی دفتر سعودی عرب کے شہر جدّہ میں ہے۔ اس تنظیم کا جھنڈا سبز رنگ کا ہے، جس کے وسط میں سفید دائرہ ہے۔ اس سفید دائرے میں سرخ ہلال ہے اور اس کے اوپر "اللہ اکبر" لکھا گیا ہے۔

اس تنظیم کے تمام اجلاسوں میں، عالمِ اسلام کو درپیش مسائل اور آپس کے تنازعات کے معاملے میں باہمی اتحاد اور یک جہتی پر زور دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مسلم اقتصادی برادری کی بنیاد ڈالنے، سائنسی تحقیق، تعلیم کے فروغ اور جدید ٹیکنالوجی کی ترقی کے لیے اشتراکِ عمل پیدا کرنے کی ضرورت بھی محسوس کی گئی۔

مسلم ممالک ایشیا، افریقہ اور یورپ کے برِاعظموں میں موجود ہیں۔ دنیا کے اہم ترین برّی، آبی اور ہوائی راستوں کے علاوہ دنیا کی خوب صورت وادیاں، نہایت اہمیّت کے حامل بڑے بڑے پہاڑی سلسلے اور معدنی ذخائر، ان اسلامی ممالک میں موجود ہیں۔ پوری دنیا میں پائے جانے والے زیرِ زمین تیل کا ۷۵ فیصد حصّہ مسلم ممالک کی ملکیّت میں ہے۔

اس تنظیم کے پاس وسائل کی کمی نہیں، اگر کمی اور فقدان ہے تو مکمل یک جہتی اور اتحاد کا ہے۔ اگر اس تنظیم کے پلیٹ فارم پر تمام مسلم ممالک جمع ہو جائیں اور باہمی اختلافات اور رنجشوں کو ختم کر ڈالیں تو کوئی شک نہیں کہ اسلامی ممالک دنیا کے طاقتور ترین بلاک کی صورت میں سامنے آئیں گے۔ اسلامی ممالک کی تنظیم اس مقصد کے حصول کے لیے کوشاں ہے کہ مسلمان ممالک کے مابین معاشرتی، تجارتی، معاشی اور اقتصادی رشتوں کو مضبوط بنا کر افہام و تفہیم کی فضا اور ماحول پیدا کیا جائے۔ مسلمان نوجوانوں کو باعمل مسلمان بنانا، مسلم اُمّت کو متحد کرنا، کمزور اور مظلوم مسلمانوں کی حمایت کرنا اور مسلمانوں میں معاشرتی اور معاشی توازن پیدا کرنا، اسلامی ممالک کی تنظیم (OIC) کے اہم ترین مقاصد ہیں۔

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) اسلامی ممالک کے اتحاد کی اشد ضرورت کب محسوس کی گئی؟

(ب) اسلامی کانفرنس کے قیام کی تجویز کس نے پیش کی؟

(ج) اسلامی کانفرنس کا پہلا اجلاس کب اور کہاں بلایا گیا؟

(د) اسلامی کانفرنس ازسرِنو کب قائم کی گئی؟

(ہ) یہودیوں نے مسجدِ اقصیٰ کو آگ لگانے کی شرمناک حرکت کب کی؟

(و) مراکش میں ہونے والی پہلی اسلامی سربراہی کانفرنس کی صدارت کس نے کی؟

(ز) لاہور میں ہونے والی دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس کی صدارت کس نے کی؟

۲۔ علامہ اقبالؒ کے اس شعر کی تشریح خوش خط اپنی کاپی میں لکھیں۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

۳۔ اِعراب کی مدد سے درج ذیل کا تلفّظ واضح کریں۔

تنظیم، بیت المقدس، متحرک، فعال، جارحیت

۴۔ درجِ ذیل الفاظ کے معنی لغت سے تلاش کر کے لکھیں۔

یک جہتی، سانحہ، جارحیت، تنازع، فقدان

۵۔ سبق ''اسلامی ممالک کی تنظیم'' کے متن کو پیش نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) لاہور میں ہونے والی دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس میں کتنے ممالک نے شرکت کی؟

(i) چوبیس (ii) چالیس

(iii) ستاون (iv) پچپن

(ب) زیرِ زمین تیل کا کتنے فیصد حصّہ مسلم ممالک کی ملکیّت ہے؟

(i) اسّی فیصد (ii) پچھتّر فیصد

(iii) ستاون فیصد (iv) چھیاسٹھ فیصد

(ج) پہلی جنگِ عظیم کے بعد اسلامی ممالک کے اتحاد کی محسوس کی گئی:

(i) شدید ضرورت (ii) شدّت سے ضرورت

(iii) زیادہ ضرورت (iv) اشد ضرورت

(د) دنیا کے کتنے اسلامی ممالک اس تنظیم کا حصّہ ہیں؟

(i) چالیس (ii) چوبیس

(iii) نصف (iv) تمام

(ہ) اسلامی ممالک کی تنظیم کا مرکزی دفتر سعودی عرب کے کس شہر میں ہے؟

(i) مکّہ مکرّمہ (ii) مدینہ منوّرہ

(iii) جدّہ (iv) ریاض

(و) مسلمان قوم دنیا کی واحد قوم ہے جو بندھی ہوئی ہے:

(i) ایک نظریے سے (ii) ایک خلافت سے

(iii) ایک دین سے (iv) ایک کلمے سے

۶۔ اسلامی ممالک کی تنظیم کا جھنڈا کیسا ہے اور کن رنگوں پر مشتمل ہے؟

۷۔ اس سبق سے کوئی سے چار اسمِ نکرہ تلاش کر کے لکھیں۔

۸۔ درجِ ذیل الفاظ کی جمع لکھیں۔

تنازع، سانحہ، تجویز، وجہ، ذخیرہ

۹۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
ایک خدا	کعبہ
حرم	ساحل
نیل	ایک رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم
متحرک	تنازعات
اختلافات	معدنیات
ذخائر	فعال

۱۰۔ سبق ''اسلامی ممالک کی تنظیم'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

۱۱۔ ''مسلم اتحاد'' کے عنوان پر ایک مضمون تحریر کریں۔

حروفِ علّت:

ایسے حروف جو کسی بات کا سبب، وجہ یا باعث بیان کرنے کے لیے استعمال ہوں، حروفِ علت یا

حروفِ تعلیل کہلاتے ہیں، جیسے: آخر، کیوں کہ، اس لیے، اس واسطے، اس باعث، لہٰذا، چونکہ وغیرہ۔

(الف) محنت کرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔

(ب) چونکہ وہ غریب ہے اس لیے فیس ادا نہیں کر سکتا۔

(ج) مجھ پر رحم کرو آخر میں تمھارا بھائی ہوں۔

(د) میں اس لیے جاؤں گا کہ اس سے ملاقات ہو جائے۔

(ہ) تم نے وعدہ توڑا لہٰذا اب میں بھی پابند نہیں۔

ان جملوں میں تاکہ، اس لیے، آخر، اس لیے، لہٰذا بالترتیب حروفِ علت ہیں۔

سرگرمیاں:

۱۔ اسلامی ممالک کی تنظیم کے جھنڈے کی تصویر اپنی کاپی پر چسپاں کریں۔

۲۔ OIC میں شامل کوئی سے پانچ ممالک کے نام اور ان کے دارالحکومتوں کے نام لکھیں۔

برائے اساتذہ:

۱۔ اساتذہ بچوں کو بتائیں کہ قرآنِ پاک درس دیتا ہے کہ اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقے میں نہ پڑو، لہٰذا مسلم اقوام کا اتحاد، مُسلم اُمّہ پر فرض ہے۔

۲۔ اساتذہ بچوں کو بتائیں کہ عالمی سطح پر تمام اقوامِ عالم کی ایک تنظیم موجود ہے، جسے اقوامِ متحدہ (UNO) کہتے ہیں۔ پاکستان بھی اس تنظیم کا رکن ہے۔

۳۔ بچوں کو بتائیں کہ اسلامی ممالک کی تنظیم (OIC) صرف مسلمان ملکوں کے سیاسی، سماجی اور معاشرتی اتحاد کے لیے بنائی گئی ہے۔

۴۔ بچوں کو بتائیں کہ دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس جو ۱۹۷۴ء میں لاہور میں منعقد ہوئی، بڑی بے مثال کانفرنس تھی۔ اس سے اسلامی ممالک کے باہمی اتحاد و یگانگت کے لیے کی جانے والی کوششوں میں بڑا تحرک آیا۔

۲۰

اتفاق

تدریسی مقاصد:

۱۔ بچوں کو اتحاد و اتفاق کے معنی و مفہوم سے آگاہ کرنا۔
۲۔ اتفاق اور اتحاد کی برکات سے متعارف کروانا۔
۳۔ عملی زندگی کی کامیابی و کامرانی میں اتحاد اور اتفاق کی اہمیّت کو واضح کرنا۔

نااتفاقی	بربادی	ملاپ	بُوندیں	مَثَل	لُطف	ایکا

ہمیشہ مِل کے رہنے کے نتیجے نیک ہوتے ہیں
وہیں کچھ لُطف ہوتا ہے جہاں دِل ایک ہوتے ہیں

یہی ایکا تو رستہ کامیابی کا دِکھاتا ہے
یہی ایکا تو ہر مُشکل میں اپنے کام آتا ہے

جو ہوں آپس میں دُشمن، رحم اُن قِسمت کے ماروں پر
مَثَل مشہور ہے دو مِل کے بھاری ہوں ہزاروں پر

وہ بوندیں جو بِکھر کر ایک دَم میں سُوکھ جاتی ہیں
جو مِل جاتی ہیں آپس میں تو پِھر طُوفاں اُٹھاتی ہیں

نہیں کچھ ڈر اگر مِل بیٹھنے کی شان باقی ہے
وہیں ہوتی ہے بربادی جہاں نااِتّفاقی ہے

سبق دیتی ہے ہر شَے زندگی کے کارخانے میں
مِلاپ آپس کا ہے سب سے بڑی طاقت زمانے میں

(نسیم امروہوی)

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) ہمیشہ مِل کے رہنے کے نتیجے کیسے ہوتے ہیں؟

(ب) کامیابی کا رستہ کون دکھاتا ہے؟

(ج) کونسی مَثل مشہور ہے؟

(د) کمزور بوندیں کیسے طوفان اُٹھاتی ہیں؟

(ہ) بربادی کہاں ہوتی ہے؟

۲۔ مناسب الفاظ کی مدد سے خالی مصرعے مکمل کریں۔

(الف) ہمیشہ مل کے رہنے کے نتیجے .... ہوتے ہیں

(ب) یہی ایکا تو رستہ .... کا دکھاتا ہے

(ج) مَثل مشہور ہے دو مِل کے بھاری ہوں ...... پر

(د) جو مل جاتی ہیں آپس میں تو پھر .... اُٹھاتی ہیں

(ہ) وہیں ہوتی ہے بربادی جہاں .... ہے

۳۔ درجِ ذیل الفاظ کے مترادف لکھیں۔

کامیابی	....
بوند	....
قوت	....
لُطف	....
جھگڑا	....
ایکا	....
زندگی	....

۴۔ نظم ''اتفاق'' کے متن کے مطابق درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) مِل جُل کر رہنے کے کیا نتائج ہوتے ہیں؟

(i) اچھے (ii) بُرے
(iii) نیک (iv) مفید

(ب) جہاں دل ایک ہوں، وہاں کیا ہوتا ہے؟

(i) مزہ (ii) ایکا
(iii) اتحاد (iv) حوصلہ

(ج) مشکل وقت میں کیا کام آتا ہے؟

(i) خدا (ii) روپیا
(iii) دوست (iv) ایکا

(د) کتنے مِل کر ہزاروں پر بھاری ہوتے ہیں؟

(i) دو (ii) تین
(iii) گیارہ (iv) دس

(ہ) ایکا ہمیں کون سا راستہ دکھاتا ہے؟

(i) نجات کا (ii) خوشی کا
(iii) آخرت کا (iv) کامیابی کا

(و) آپس میں مِل کر طوفان اٹھاتی ہیں:

(i) نہریں (ii) بوندیں
(iii) لہریں (iv) موجیں

۵۔ درجِ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کریں۔

ملاپ، لُطف، نشان، قسمت، نا اتفاقی

۶۔ اس نظم میں کن لوگوں کو ’’قسمت کے مارے‘‘ کہا گیا ہے؟

۷۔ ’’اتفاق میں برکت‘‘ کے موضوع پر کوئی کہانی تحریر کریں۔

۸۔ نظم ’’اتفاق‘‘ کا خلاصہ تحریر کریں۔

۹۔ نظم ’’اتفاق‘‘ کو سامنے رکھتے ہوئے کالم (الف) کے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
ناکامی	تباہی
بد	فیکٹریاں
بوندیں	نیک
بربادی	کامیابی
کارخانے	قطرے

حروفِ تاکید:

ایسے حروف جو جملے کے بیان کی اس طرح تائید و توثیق کریں کہ شک وشبہ باقی نہ رہے، حروفِ تاکید کہلاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل جملوں کو دیکھیں:

(الف) حامد نہیں جائے گا۔

(ب) حامد ہرگز نہیں جائے گا۔

پہلے جملے میں یہ احتمال رہتا کہ شاید وہ کسی کے کہنے پر چلا جائے مگر دوسرے جملے میں حرفِ تاکید کی وجہ سے یہ احتمال ختم ہو گیا۔ اُردو میں ہی، تو اور ہرگز حروفِ تاکید ہیں۔ بعض کلمات بھی بہ طور حروفِ تاکید استعمال ہوتے ہیں جیسے: ضرور، مطلق، لازماً، کل، سربہ سر، تمام، یقیناً، قطعاً وغیرہ۔

(الف) یہ خط میں نے ہی آپ کو لکھا تھا۔

(ب) آپ تو وہاں تھے ہی، کئی اور بھی وہاں دیکھے۔

(ج) میں ہرگز جھوٹ نہیں بولوں گا۔

(د) وہ ضرور ہمارے گھر آئے گا۔

(ہ) میں یقیناً تمھیں وہاں ملوں گا۔

ان جملوں میں ہی، تو، ہرگز، ضرور، یقیناً حروفِ تاکید ہیں۔

سرگرمیاں:

۱۔ پاکستان کے نقشے کی صحیح تصویر اپنی کاپی پر چسپاں کریں۔

۲۔ پاکستان کے پانچوں صوبوں کے نام اور ان کے دارالحکومتوں کے نام اپنی کاپی میں لکھیں۔

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو بتائیں کہ قرآنِ کریم نے اتحاد و اتفاق کو بہت اہمیت دی ہے۔

۲۔ بچوں کو کوئی ایسی کہانی یا واقعہ سنائیں جس سے مل کر رہنے کا سبق ملتا ہو۔

۳۔ بچوں کو قائدِ اعظمؒ کے فرمان ''ایمان، اتحاد اور تنظیم'' کے بارے میں بتائیں اور اس کی وضاحت کریں۔

۴۔ بچوں کو نا اتفاقی کے بُرے انجام پر مبنی کوئی واقعہ / کہانی سنائیں۔

۲۱

زراعت وصنعت

تدریسی مقاصد:

۱۔ بچوں کو زراعت وصنعت کے مفہوم اور طریقہ ہائے کار سے آگاہ کرنا۔
۲۔ بچوں کو بتانا کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور زراعت اس کی اکثریتی آبادی کا ذریعۂ معاش ہے۔
۳۔ بچوں کو اس بات سے متعارف کرانا کہ کسی بھی ملک کی ترقی کے لیے زراعت کے ساتھ ساتھ اس کی صنعتی ترقی بھی نہایت اہم ہوتی ہے۔
۴۔ بچوں پر زراعت وصنعت کی اہمیّت واضح کرنا۔

ضیاع	محظوظ	سیراب	افادیت	دستیابی	ہارویسٹر	ششدر

کسی بھی ملک کی ترقی وخوشحالی کا انحصار اس کی زراعت وصنعت سے وابستہ ہے۔ زراعت وصنعت انسانی زندگی کے دو ایسے شعبے ہیں، جن کی بدولت زندگی کا نظام قائم ہے۔ پاکستان بھی دنیا کے ان ممالک میں سے ایک ہے، جو زرعی اور صنعتی اعتبار سے ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔ بنیادی طور پر ہمارا ملک، ایک زرعی ملک ہے، جو اپنی مختلف فصلوں، پھلوں اور سبزیوں کے حوالے سے دنیا کے اہم زرعی ملکوں میں شمار ہوتا ہے۔

قدیم زمانے میں دوسرے ملکوں کی طرح ہمارے ہاں بھی زراعت کے پرانے طریقے رائج تھے۔ اس طرح وقت اور محنت کا ضیاع بھی ہوتا تھا اور فصلوں کا معیار اور مقدار بھی تسلّی بخش نہ تھی۔ زمانے کے بدلتے ہوئے حالات اور سائنسی ترقی کی بدولت، زرعی دنیا میں ایک انقلاب آیا، جس کی وجہ سے کم وقت اور تھوڑی محنت سے زیادہ پیداوار کا تصوّر سامنے آیا۔ پیداواری اجناس میں خاصی ترقی دیکھنے میں آئی۔ نئے نئے آلات، جدید طریقہ ہائے کار، بیج، کھادوں اور جراثیم کش ادویات کی بدولت، زراعت کے شعبے نے ایک نیا انداز اختیار کیا۔ اسی طرح سائنسی ترقی کے طفیل، پانی کی عدم دستیابی کا مسئلہ بھی کافی حد تک حل ہو گیا ہے۔ مثلاً ابتدا میں کسان صرف بارش کے پانی پر انحصار کرتے تھے، لیکن آج نہری نظام، ٹیوب ویل اور کاریز وغیرہ کی وجہ سے پانی کی عدم دستیابی، مسئلہ نہیں رہی۔

استاد صاحب نے جب یہ باتیں بچوں کو بتائیں تو انھوں نے اصرار کیا کہ ہمیں کسی زرعی فارم کی سیر کرائی جائے تاکہ ہم آپ کی بتائی ہوئی ان باتوں کی روشنی میں عملی طور پر مشینوں کو کام کرتے ہوئے دیکھ سکیں۔ بچوں کے

شوق کو دیکھتے ہوئے استادِ محترم نے ہیڈ ماسٹر صاحب سے اجازت لی اور شاداب زرعی فارم کے منیجر کو خط لکھا۔ خط میں اس خواہش کا اظہار کیا گیا کہ ہم آپ کے زرعی فارم کے مطالعاتی دورے پر آنا چاہتے ہیں۔

ہفتے عشرے میں زرعی فارم کے منیجر کی جانب سے دعوت نامہ مل گیا۔ زرعی فارم کی سیر کے لیے ایک تاریخ مقرر کی گئی۔ بچے فارم دیکھنے کے لیے بے چین ہو گئے۔

مقررہ دن کو چھٹی جماعت کے طلبہ اپنے استاد کی رہنمائی میں زرعی فارم دیکھنے روانہ ہو گئے۔ ایک گھنٹے کے سفر کے بعد طلبہ فارم کے دروازے پر تھے۔ زرعی فارم کے دروازے پر منیجر اور ان کی ٹیم نے بچوں کو خوش آمدید کہا اور انھیں فارم کے اندر لے گئے۔ منیجر صاحب نے دس منٹ تک بچوں کو فارم میں اُگنے والی فصلوں، پھلوں اور سبزیوں سے آگاہ کیا۔ انھوں نے بچوں کو زرعی آلات کے ماڈل بھی دکھائے جو مختلف فصلوں کی بوائی سے لے کر ان کی کاشت اور کٹائی تک کے مراحل میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ منیجر صاحب نے جدید زرعی اصولوں کی وضاحت نہایت آسان اور دلچسپ انداز میں کی۔ اس تعارفی نشست کے بعد دو رہنماؤں کی نگرانی میں طلبہ کو فارم میں بھیجا گیا۔ ان رہنماؤں نے بچوں کو دکھایا کہ ٹریکٹر زمین میں کس طرح ہل چلا رہے ہیں اور بوائی کر رہے ہیں۔ ساتھ ساتھ وہ بچوں کو پُرانے طریقہ کار سے بھی آگاہ کرتے رہے کہ جب کسانوں کو ٹریکٹر میسّر نہیں تھا تو وہ بیلوں کی جوڑی کی مدد سے خود ہل چلایا کرتے تھے۔ اس طرح دن بھر کی بہت زیادہ مشقّت کے بعد وہ بہت تھوڑا کام کر پاتے تھے، لیکن اب ٹریکٹر کی بدولت مہینوں کا کام دنوں میں کرنے پر قادر ہیں۔ ایک طرف ہارویسٹر مشین گندم کی فصل کاٹنے کے ساتھ ساتھ دانے علیحدہ کرنے میں مصروف تھی۔ ایک رہنما نے بچوں کو اس مشین کی افادیّت سے آگاہ کرتے ہوئے اس کے کام کرنے کے تمام مراحل سے متعارف کرایا۔ بچے رہنما کی باتیں سُن کر حیران رہ گئے کہ یہ مشین کس طرح سیکڑوں آدمیوں کا کام کر رہی ہے۔ بچوں نے ٹیوب ویل کے ذریعے فصلوں کو سیراب کرنے کے عمل کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

اسی طرح بچوں کو ایک کھیت میں ایسی سبزیاں دکھائی گئیں، جن کا موسم گزر چکا تھا۔ بچے ان سبزیوں کو دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ ایک رہنما نے انھیں بتایا کہ کیمیائی کھاد، پانی کی فراہمی، درجہ حرارت کو کنٹرول کر کے اور سائنسی آلات

کے استعمال کی بدولت اب ہر موسم میں ہر سبزی کو اُگایا جاسکتا ہے۔ بچے نت نئے آلات اور جدید طریقہ ہائے کار کو دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے۔

خاصی دیر فارم میں زراعت کاروں کے درمیان رہ کر انھوں نے انسانوں کی جگہ مشینوں کو کام کرتے دیکھا اور ان کے طریقہ کار سے آگاہی حاصل کی۔ وہ اتنے خوش تھے کہ انھیں وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا۔ اب وہ تھک چکے تھے، لہٰذا انھوں نے واپسی کا پروگرام بنایا۔ منیجر نے بچوں کو کھانے کے لیے لنچ باکس دیے۔ مزیدار کھانا کھانے کے بعد وہ واپسی کا پروگرام بنا رہے تھے کہ منیجر نے استاد صاحب کو بتایا کہ جب آپ نے بچوں کو زرعی فارم کی سیر کرائی ہے تو ساتھ ہی میرے بڑے بھائی کی شوگر مل کی سیر بھی کرتے چلیے۔ استاد صاحب نے بچوں سے پوچھا کہ کیا وہ شوگر مل کی سیر کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ بچوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ وہ شوگر مل دیکھنے چلیں گے۔

زرعی فارم سے شوگر مل کا فاصلہ کچھ زیادہ نہ تھا، لہٰذا بس میں جانے کی بجائے بچے منیجر اور استاد صاحب کی نگرانی میں پیدل روانہ ہوئے۔ چند منٹ کی مسافت کے بعد انھوں نے اپنے آپ کو شوگر مل کے سامنے پایا۔ منیجر نے اپنے بڑے بھائی کے بارے میں پوچھا تو ایک ملازم نے بتایا کہ وہ تو شہر گئے ہیں۔ منیجر نے اس ملازم سے کہا کہ یہ بچے شوگر مل دیکھنے آئے ہیں۔ انھیں دکھایا جائے کہ کس طرح گنے سے چینی بنائی جاتی ہے۔ بچوں نے دیکھا کہ ایک طرف گنے کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور مشینیں اپنے کام میں رواں دواں ہیں۔ بچوں کو بتایا گیا کہ ٹرکوں کے ذریعے زرعی فارم سے گنے کو یہاں لایا جاتا ہے اور اسے جدید مشینوں میں ڈالا جاتا ہے جو بڑی تیزی اور صفائی سے گنے کا پھوک اور رس الگ الگ کر دیتی ہیں۔ پھوک کو سوکھنے کے لیے ایک طرف ڈال دیا جاتا ہے، جو بعد میں ایندھن

کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔رس کو جدید ترین پلانٹ کے ذریعے چینی میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ بچے یہ منظر دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

بچوں کو گھومتے پھرتے، مشینوں کو دیکھتے اور کارندوں سے سوال جواب کرتے خاصی دیر ہو چکی تھی۔ اب واقعی وہ بہت زیادہ تھک چکے تھے۔ جب استاد صاحب نے واپسی کا اعلان کیا تو وہ خوش دلی سے بس میں بیٹھ گئے۔

استاد صاحب نے منیجر کا شکریہ ادا کیا کہ ان کے تعاون سے بچوں کو نہ صرف زرعی فارم بلکہ شوگر مل دیکھنے کا بھی موقع مل گیا، جس سے بچوں کی معلومات میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) سائنسی ترقی کی بدولت پانی کی عدم دستیابی کا مسئلہ کیسے حل ہوا ہے؟

(ب) کسی بھی ملک کی ترقی کا انحصار کن دو شعبوں پر ہے؟

(ج) بچے زرعی فارم کی سیر کیوں کرنا چاہتے تھے؟

(د) زرعی شعبے میں ٹریکٹر کی آمد سے کیا تبدیلی آئی ہے؟

(ہ) بغیر موسم کی سبزیاں کیسے اُگائی جاتی ہیں؟

(و) گنے سے چینی کیسے بنائی جاتی ہے؟

۲۔ درجِ ذیل الفاظ کے معنی لکھیں۔

گامزن، ضیاع، سیراب، محظوظ، انحصار

۳۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

ترقی، خوشحالی، ابتدا، افادیت، عدم دستیابی

۴۔ اِعراب کی مدد سے درج ذیل کا تلفّظ واضح کریں۔

مسافت، مشقت، افادیت، انقلاب، مقدار

۵۔ درجِ ذیل کو جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کی تذکیر و تانیث واضح ہو جائے۔

زراعت، صنعت، مسافت، انحصار، پیداوار

٦۔ سبق ''صنعت و زراعت'' کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) قدیم زمانے میں زراعت کے پرانے طریقے:

(i) مستعمل تھے۔ (ii) رائج تھے۔

(iii) جاری تھے۔ (iv) قائم تھے۔

(ب) سائنسی ترقی کی بدولت کس میں انقلاب آیا؟

(i) زرعی میدان میں (ii) زرعی دنیا میں

(iii) زرعی شعبے میں (iv) زرعی فارم میں

(ج) فارم کی سیر کرنے کے لیے ایک مقرر کی گئی:

(i) کمیٹی (ii) ٹیم

(iii) گاڑی (iv) تاریخ

(د) بچے کن کو دیکھ کر ششدر رہ گئے؟

(i) بغیر موسم کی سبزیوں کو (ii) بغیر موسم کے پھلوں کو

(iii) جدید زرعی مشینوں کو (iv) سرسبز کھیتوں کو

(ہ) ہارویسٹر مشین کتنے آدمیوں کا کام کرتی ہے؟

(i) دو آدمیوں کا (ii) درجنوں آدمیوں کا

(iii) بیسیوں آدمیوں کا (iv) سیکڑوں آدمیوں کا

(و) بچے نت نئے آلات اور جدید طریقہ ہائے کار کو دیکھ کر:

(i) خوش ہوئے (ii) محظوظ ہوئے

(iii) حیران ہوئے (iv) مسرور ہوئے

(ز) ابتدا میں کسان صرف بارش کے پانی پر کرتے تھے:

(i) بھروسا (ii) امید

(iii) انحصار (iv) اعتبار

۷۔ درست اور غلط بیانات کی نشاندہی کریں۔

(الف) ملکوں کی ترقی وخوشحالی کا انحصار زراعت وصنعت سے وابستہ ہے۔ درست غلط

(ب) بنیادی طور پر پاکستان ایک صنعتی ملک ہے۔ درست غلط

(ج) ہمارے ہاں زراعت کے پرانے طریقے رائج ہیں۔ درست غلط

(د) گنے سے چینی، گُڑ، میدہ اور سُوجی بنائی جاتی ہے۔ درست غلط

(ہ) سائنسی ترقی کی بدولت، پانی کی عدم دستیابی کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو گیا ہے۔ درست غلط

۸۔ گنے سے چینی کیسے بنائی جاتی ہے؟ تفصیل سے لکھیں۔

۹۔ اس سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

۱۰۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
زراعت	ادویات
جراثیم کش	رہنمائی
زرعی فارم	ایندھن
استاد	صنعت
پھوک	ماڈل

درخواست:

درخواست یا عرضی ایسی تحریر کو کہتے ہیں جس میں کسی چیز کو حاصل کرنے یا کسی کام کی استدعا یا گزارش کی جاتی ہے۔ درخواست کے اہم اجزا/ عناصر مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ سرنامہ ۲۔ القاب ۳۔ نفسِ مضمون ۴۔ خاتمہ

درخواست کا مضمون سادہ اور عام فہم ہونا چاہیے۔ چھوٹے چھوٹے جملوں میں درخواست لکھی جائے۔ بیماری کی وجہ سے چُھٹی لینے کی ایک درخواست نمونے کے طور پر ملاحظہ ہو:

بخدمت جناب ہیڈ ماسٹر، گورنمنٹ ہائی سکول، طارق کالونی، ماموں کانجن۔

جناب عالی!

مؤدبانہ گزارش ہے کہ فدوی کل شام سے موسمی بخار میں مبتلا ہے۔ ڈاکٹر نے کم از کم دو دن مکمل آرام کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ اس لیے دو روز بتاریخ ۱۲، ۱۳ مئی ۲۰۱۲ء کی چُھٹی عنایت کی جائے۔

نوازش ہوگی۔

العارض

شہر یار احمد فتیانہ

جماعت ششم، رول نمبر ۱۴

مورخہ: ۱۲، مئی ۲۰۱۲ء

سرگرمیاں:

۱۔ بچوں کو کسی مثالی زرعی فارم اور کارخانے کی سیر کرائیں۔

۲۔ اگر کسی بچے نے کوئی کارخانہ / فیکٹری دیکھی ہے تو اس کا آنکھوں دیکھا حال دوسرے بچوں کو بھی سُنائے۔

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو بتائیں کہ پاکستان کی اکثریتی آبادی کے روزگار کا انحصار زراعت پر ہے۔

۲۔ بچوں کو بتائیں کہ ترقی یافتہ ممالک کی طرح اب پاکستان میں بھی جدید مشینری کے ذریعے زرعی پیداوار میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔

۳۔ بچوں کو بتائیں کہ زراعت کے ساتھ ساتھ صنعتی میدان میں بھی ترقی لازمی ہے کیونکہ ان دونوں میدانوں میں یکساں ترقی کی بدولت ہی کوئی ملک ترقی یافتہ کہلا سکتا ہے۔

۴۔ بچوں کو بتائیں کہ جن ممالک میں زراعت و صنعت کے میدان میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر کوششیں کی جارہی ہیں، وہ ترقی پذیر ممالک کہلاتے ہیں۔

۵۔ بچوں کو بتایا جائے کہ ہمارا ملک پاکستان، ایک ترقی پذیر ملک ہے۔

۲۲

میری پیاری سائیکل

تدریسی مقاصد:

١۔ بچوں کو مزاحیہ ادب کے معنی و مفہوم سے روشناس کرانا۔
٢۔ بچوں کو سنجیدہ اور مزاحیہ ادب کے بنیادی فرق سے آگاہ کرنا۔
٣۔ بچوں کو بتانا کہ مزاحیہ نثر پارہ کسی بھی صنفِ ادب میں لکھا جاسکتا ہے۔اس کے لیے کوئی ایک صنف مخصوص نہیں۔

آشکار	مفارقت	واثق	کارآمد	سنگین	ماجرا	اوّلین	کایاپلٹنا

آج میں پہلی بار پیدل آیا ہوں تو مجھے احساس ہوا ہے کہ اپنی معمولی سے معمولی چیز بھی کتنی کارآمد ہوتی ہے۔ واقعی وہ تمام اشیا جو ہمارے پاس ہوتی ہیں ہم ان کی قدر نہیں کرتے، لیکن جب وہ داغِ مفارقت دے جاتی ہیں تو پھر ہم ان کے سوئم اور چہلم مناتے ہیں۔ آج میں یہ ''حق سچ کا اعلان'' اس لیے کر رہا ہوں کہ مجھے اس سائیکل کی یاد ستا رہی ہے جو میرے پاس بزرگوں کا ایک بیش قیمت ورثہ ہے۔ اس پر مجھے فخر ہے۔ میں ہی کیا، میرے تمام گھر والے، تمام اہلِ وطن بھی اس پر بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں کہ اُن کے پاس دُنیا کی ''اوّلین'' سائیکل موجود ہے۔

یہ سائیکل میرے ہاتھ کیسے لگی؟ یہ ماجرا بھی بڑا دلچسپ ہے۔ میں تیسری جماعت کا طالب علم تھا۔ سارا دن گلّی ڈنڈا اور پتنگ بازی میں گزار دیتا۔ اس میدان میں، مَیں یکتا و لاثانی تھا۔ والدِ محترم کو میرے یہ ''لچھن'' ایک آنکھ نہ بھاتے تھے۔ انھوں نے اپنے تمام تر حقوق و اختیارات مجھ پر آزما ڈالے لیکن میں نے بھی ہار مانی نہ وتیرہ بدلا۔

اُن کا ایک حربہ مجھ پر نہ جانے کس طرح اثر انداز ہوگیا۔شاید نا سمجھی و کم سنی کی وجہ سے میں ان کی باتوں میں آ گیا۔ وہ حربہ اور دلاسا بلکہ چکمایہ تھا کہ بیٹے اگر تم جماعت میں اوّل آ جاؤ تو میں تمھیں اسی وقت ایک نئی سائیکل خرید دوں گا۔ بچہ تھا، لالچ میں آ گیا۔ دن رات محنت کی، کچھ ''ٹیوشن کی رقم'' نے اثر دکھایا اور میں جماعت میں اوّل آ گیا۔اب تو میں اُٹھتے بیٹھتے ،سوتے جاگتے ،خیالوں ہی خیالوں میں سائیکل پر ''روڈ ماسٹری'' کر رہا ہوتا،لیکن جب میں نے دیکھا کہ ابّا جان ٹال مٹول اور حیلوں بہانوں سے کام لے رہے ہیں،تو میں نے بھی احتجاج شروع کر دیا، مثلاً توڑ پھوڑ، ہڑتال پھر بھوک ہڑتال، یہاں تک کہ چھوٹے بھائیوں کی مرمّت۔جب انتظامیہ پر یہ حقیقت آشکارا ہوگئی کہ نئی نسل کو دبانا کوئی آسان کام نہیں تو انھوں نے مجھ سے مذاکرات شروع کر دیے۔میرے دادا جی نے مجھے میرا حق دلانے کا ذِمّہ لیا۔اب تو میں ہر وقت دادا کے ساتھ سائے کی طرح چپکا رہتا۔ڈاکٹر کی دوا کی طرح ہر تین گھنٹے کے بعد دادا جی کو ان کا وعدہ یاد دلاتا اور دادا جی بھی ہر بار ''یاد ہے بیٹے ہمیں سب یاد ہے،کل ہی تمھیں سائیکل لے کر دیں گے۔'' کہ کر ٹرخا دیتے،لیکن وہ خوش قسمت کل نہ آیا۔

آخرِ کار دادا جی نے اپنے کسی ہم عصر عزیز سے زمانہ قبل مسیح کی ایک عدد سائیکل میرے لیے خرید ڈالی۔ سائیکل کو غور سے دیکھا تو میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ میں چیختا چلاتا سائیکل کو گھسیٹتا والدِ محترم کے حضور پیش ہوگیا اور شکایت کی کہ دادا جی نے میرے ساتھ سنگین مذاق کیا ہے۔انھوں نے مجھے جان بوجھ کر اپنے دادا سے بھی زائدالعُمر یہ سائیکل خرید دی ہے۔ مجھے یہ سائیکل نہیں چاہیے۔لیکن لکھے ہوئے مقدّر کی طرح چارو نا چار یہ سائیکل قبول کرنا ہی پڑی، کیونکہ والدِ محترم نے نہایت مشفقانہ انداز میں مجھ سے کہا: ''بیٹے پھر کیا ہوا اگر یہ پرانی ہے۔ میں ابھی اسے 'خالد سائیکل ورکس' والوں کو دے آتا ہوں۔ وہ اس کی مکمل اوور ہالنگ کر دیں گے اور کسی کو شک بھی نہیں ہوگا کہ یہ نئی ہے یا پُرانی۔''

یہ سُن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ابّا جی نے سائیکل اُٹھائی اور ''خالد سائیکل ورکس'' والوں کو دے آئے۔ انھوں نے دو دن بعد دینے کا وعدہ کیا۔ یہ دو دن میں دیواروں، کرسیوں اور میزوں پر بیٹھ کر پیڈل گھمانے کے انداز میں ٹانگیں چلاتا رہا۔مقررہ دن شام کو جب ابّو دفتر سے لوٹے تو اُن کے پاس میری سائیکل بھی تھی۔اب تو اُس کی کایا ہی پلٹ چکی تھی یعنی بڑھاپے میں بھی جوانی کا عالم تھا۔اُس میں کئی اضافے ہو چکے تھے مثلاً گھنٹی،سٹینڈ، کیریئر......

ROAD PRINCE - 007 کی نمبر پلیٹ وغیرہ وغیرہ۔رات ساری میں اس پر کاغذ چڑھاتا رہا تاکہ دوستوں کو بتا سکوں کہ یہ نئی خریدی ہے۔اس سے فارغ ہو کر میں نے دو تین چکر صحن ہی میں لگائے اور اسے سرہانے کھڑا کر کے سو گیا۔

صبح سویرے اُٹھتے ہی میں نے سائیکل نکالی اور محلّے میں گھومنا شروع کر دیا۔اب تو دُور و نزدیک یہاں تک کہ پڑوسیوں کے گھر بھی کوئی کام ہوتا تو میں سائیکل پر ہی جاتا۔

میرے پاس یہی اُس کی مختصر سی جوانی تھی۔چند ہی روز بعد سائیکل سے صدائے احتجاج ''نہ چڑھ......نہ چڑھ......نہ چڑھ......'' بلند ہونا شروع ہوگئی۔گویا پرانے پُرزے بالآخر پُرانے ہی نکلے۔اُن کی بظاہر ''ٹیپ ٹاپ'' بے سُود نکلی۔اب میں نے اس کے آگے سفید جھنڈا لگا دیا تاکہ دُور سے آنے والا یہ سمجھ جائے کہ اس امن پسند سے ٹکر لینا مہنگا پڑے گا۔ویسے تو دُور دُور تک یہ خود ہی اپنی آمد کی اطلاع پہنچا دیتی ہے تاکہ لوگ محترمہ کے لیے خود بخود راستہ بناتے جائیں۔اگر کوئی پھر بھی نہ ہٹے تو مجھے طرح طرح کی گردانیں دہرانا پڑتی ہیں مثلاً: میرا ذِمّہ لوٹ پوٹ، میرا ذِمّہ لوٹ پوٹ یا پھر بریکوں بغیرای، بریکوں بغیرای۔

وقت کے ساتھ ساتھ اب یہ سائیکل صرف ہینڈل، پیڈل، دو پہیوں اور چند سریوں پر مشتمل رہ گئی ہے۔باقی چیزیں شاید کباڑیوں کے پاس پہنچ چکی ہیں۔ذرا وہ نقشہ تو آنکھوں کے سامنے لائیں، ایک اچھا بھلا شریف آدمی تین چار سریوں پر چڑھا کیسا لگتا ہوگا؟ (یقیناً بازیگر) کیا لوگ اُس کے احترام میں خود ہی راستہ نہ چھوڑ دیتے ہوں گے کہ کہیں یہ ہمارے سر ہی نہ چڑھے۔یہی وجہ ہے کہ آج تک مجھے کوئی حادثہ پیش نہیں آیا۔یہ الگ بات ہے کہ راستے میں ہم ایک دوسرے سے الجھ جاتے ہیں۔یہ ہمارا خانگی معاملہ ہے اس سے بھلا دوسروں کو کیا مطلب؟

ویسے اکثر ہی یہ ہوتا ہے کہ جاتی دفعہ میں اس پر سوار ہوتا ہوں اور آتی دفعہ یہ، کیونکہ خراب ہو جائے تو آدمی سمجھتا ہے چلو یار پیدل ہی چلتے ہیں لیکن یہ ایسی ضدّی ہے کہ پیدل بھی نہیں چلنے دیتی اور پھر چھوٹے بچوں کی طرح مجبوراً اسے گودی اٹھانا پڑتا ہے۔

اس پر بیٹھا آدمی لگتا بھی ایسے ہی ہے جیسے موٹر سائیکل چلا رہا ہو۔اس کی وجہ یہ ہے کہ گدی ہینڈل سے کافی بلند اور دور ہے۔پھر اس کے کھڑا ہونے اور بریکیں لگانے کا بھی انوکھا ہی طریقہ ہے۔پہلے تو پچھلی بریک سرے سے ہی غائب ہے اور اگلی جو لگتی ہے اسے ہینڈل سے بھی اوپر لے جانا پڑتا ہے تب کہیں جا کر رفتار میں کچھ کمی واقع

ہوتی ہے۔ اگر ہنگامی (فوری) بریک لگانا مقصود ہو تو پاؤں تاروں میں دینا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ بریکیں لگانے کا کوئی اور حل مَیں ہُنوز دریافت نہیں کر سکا۔

پچھلے موسمِ سرما کا ذکر ہے میں کالج سے گھر آ رہا تھا۔ راستے میں اسے پتا نہیں کیا سُوجھی کہ یہ ایک سے دو بن بیٹھی گویا ''یک نہ شُد دو شُد''۔ میں سرکس میں کام تو کرتا نہیں تھا جو ایک ہی پہیے پر چڑھ کر گھر پہنچ جاتا۔ وہاں سے گھر بھی کافی دُور تھا اور پھر راستے میں کوئی واقف بھی نہ تھا جس کی دکان پر اسے بطور امانت رکھ آتا، چنانچہ مجھے مجبوراً دونوں حصے الگ الگ ہاتھوں میں پکڑ کر گھر آنا پڑا۔ اہلِ محلّہ میری طرف تعجب کی نگاہوں سے دیکھتے اور از راہِ ہمدردی فرماتے ''طاہر اگر پڑھائی چھوڑ دی تھی تو پھر کوئی اور اچھا سا کام کرتے یہ بھی کوئی کام ہے۔''

اب تو اپنی بے عزتی میں کوئی کسر باقی نہ رہی تھی، چنانچہ میں نے قسم کھائی کہ آج کے بعد اس پر سواری کرنا میرے لیے حرام ہے۔ گھر والوں نے اسے دوبارہ ویلڈ کروا کر میرے حوالے کر دیا لیکن میں اب اسے کالج لے کر نہیں جاتا، لہٰذا میرے ساتھی بلاناغہ اس کی صحت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ بعض دل جلے تو اس قسم کی سرگوشیاں کرتے سُنے جاتے ہیں۔

''طاہر نے اس کا 'لُون' لے لیا ہے۔''

یا از راہِ مذاق آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں:

> ''اگر کسی کو بھوک نہ لگتی ہو، موٹاپا، گیس اور بدہضمی کی شکایت ہو یا کسی کے پٹھوں وغیرہ میں درد رہتا ہو تو طاہر کا 'ہنڈا' پانچ منٹ تک چلائے تو اُسے یقیناً اس 'امرت دھارا' کے استعمال سے سیکڑوں بیماریوں سے نجات مل جائے گی۔''

لوگ اب مجھے اس کی وجہ سے پہچانتے ہیں لیکن میں اسے ہاتھ تک نہیں لگاتا۔ ایک خاص مقصد کے لیے رکھ چھوڑا ہے یعنی جب بھی کوئی گھر میں سائیکل پڑا دیکھتا ہے تو تھوڑی دیر کے لیے مانگنے آ جاتا ہے تو ہم اُسے یہ بصد خوشی عنایت کر دیتے ہیں۔ جب وہ واپس کر کے جاتا ہے تو شکریے کے ساتھ ساتھ سائیکل کی شان میں اس طرح قصیدہ گوئی کرتا ہے:

جناب آپ کی سائیکل نے بہت تنگ کیا ہے، کئی بار تو اسے پنکچر لگوایا لیکن دو گام نہ چلنے پایا تھا کہ پھر ٹائر نے صدا لگائی:

تھم اے رہرو کہ شاید پھر کوئی مشکل مقام آیا

شاید اس کی ٹیوبیں کاغذ کی ہیں جو ذرا سا دباؤ بھی برداشت نہیں کر سکتیں۔

یہ اس قدر پُرانی ہے کہ نہ تو اسے کوئی خریدنے کو تیار ہوتا ہے اور نہ ہی میرا جی اس کو رکھنے کو کرتا ہے۔ ہزار بار کوشش کر چکا ہوں۔ حُسن بھی نکھارا ہے اور خود بھی سمجھایا بجھایا ہے کہ ''میری پیاری اب کسی اور سے گزارہ کر لو'' لیکن ظالم کو اس قدر محبت و عقیدت ہو چکی ہے کہ جانے کا نام ہی نہیں لیتی۔ جب کوئی گاہک غلطی سے پھنس ہی جاتا ہے تو یہ دورانِ آزمائش ہی اس سے گلے شکوے شروع کر دیتی ہے۔ ہر جوڑ سے ایسی ایسی دردناک صدائیں نکالتی ہے کہ اُسے رحم آ جاتا ہے اور وہ شام کا وعدہ کر کے چلا جاتا ہے۔ لیکن اس کی رخصتی کی شام ابھی تک نہیں آئی اور اب یہ مشرقی سہاگن کی طرح جس گھر میں آئی تھی اسی کی ہو کر رہ گئی ہے اور امید واثق ہے کہ کسی دن اس کا جنازہ ہی ہمارے گھر سے اُٹھے گا۔ اب تو میں اسے بلا قیمت ہی کسی کے ''سر منڈھنے'' کو تیار ہوں۔ اس مقصد کے لیے کئی بار اسے بغیر تالے کے باہر بھی چھوڑا ہے لیکن کوئی اس حسینۂ عالم کو اغوا بھی نہیں کرتا۔

(کھٹّی میٹھی باتیں: ڈاکٹر محمد صالح طاہرؔ)

مشق

ا۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) ہم اپنی معمولی اشیا کی قدر کب اور کیسے کرتے ہیں؟

(ب) مصنف کو کس شرط پر سائیکل دلانے کا وعدہ کیا گیا؟

(ج) دادا جی نے کیسی سائیکل لے کر دی؟

(د) سائیکل کو بریک کس طرح لگائی جاتی تھی؟

(ہ) سائیکل کے بارے میں ساتھی کیا سرگوشیاں کرتے تھے؟

(و) مصنف نے سائیکل سے جان چھڑانے کا کیا حربہ استعمال کیا اور اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

۲۔ سبق ''میری پیاری سائیکل'' کو پیش نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) مصنف کو کس کی یاد ستا رہی تھی؟

(i) گھر کی (ii) سائیکل کی (iii) دوستوں کی (iv) والدین کی

(ب) والد صاحب نے سائیکل کی حالت بہتر بنانے کے لیے کیا کِیا؟

(i) رنگ و روغن کرایا (ii) نئے ٹائر ڈلوائے

(iii) اوور ہالنگ کرائی (iv) نئی گدی اور بریکیں لگوائیں

(ج) پہلی مرتبہ سائیکل دیکھ کر مصنف کی کیا کیفیت ہوئی؟

(i) خوشی سے قہقہے لگائے (ii) دل ہی دل میں خوش ہوا

(iii) پریشان ہو گیا (iv) آنکھوں میں آنسو آ گئے

(د) وقت کے ساتھ ساتھ سائیکل کی کیا حالت ہو گئی؟

(i) خوب رواں ہو گئی (ii) چند سریے رہ گئے

(iii) رنگ و روغن کر دیا گیا (iv) ناکارہ ہو گئی

(ہ) دادا جی نے کیا دلانے کا ذِمّہ لیا؟

(i) جائز مقام (ii) حق (iii) رقم (iv) دوا

۳۔ درجِ ذیل الفاظ کے معنی لکھیں۔

ماجرا، یکتا، لاثانی، ہم عصر، کارآمد

۴۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

عزیز، اوّلین، آشکارا، بے سود

۵۔ درجِ ذیل محاورات و مرکبات کی وضاحت کریں۔

کایا پلٹنا، داغِ مفارقت دینا، حقیقت آشکارا ہونا، دورانِ آزمائش، امید واثق

۶۔ درجِ ذیل الفاظ کو جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کی تذکیر و تانیث واضح ہو جائے۔

کاغذ، حسن، آزمائش، امید، بھوک

۷۔ اس کہانی کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

خط:

ہم سب دوسروں سے بہت کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ اپنے خیالات، اپنے حالات اور اپنے جذبات میں دوسروں کو شریک کرنے کے خواہش مند رہتے ہیں، اگر اس خواہش کی تکمیل لکھ کر کی جائے تو اسے خط نویسی کہا جائے گا۔

خط دو قسم کے ہوتے ہیں: رسمی اور غیر رسمی

رسمی خط، وہ خط ہوتے ہیں جو کسی صاحبِ اختیار کو بھیجے جاتے ہیں اور ان میں عام طور پر اپنے حالات و مسائل سے اسے آگاہ کیا جاتا ہے اور ان مسائل کے حل کے لیے ایک طرح سے درخواست کی جاتی ہے۔ اسی لیے رسمی خط اور درخواست میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہوتا۔ اخبارات کے مدیروں کو لکھے گئے خطوط بھی رسمی خطوط کہلاتے ہیں۔

جب کہ غیر رسمی خطوط وہ ہیں جو اپنے دوستوں، عزیزوں، والدین اور بے تکلّف جاننے والوں کو بھیجے جاتے ہیں۔ چوں کہ ان خطوط میں اپنے جذبات اور خیالات کا بے ساختہ ذکر ہوتا ہے، اس لیے انھیں آدھی ملاقات بھی کہا گیا ہے۔

ایک اچھے خط کے لیے ضروری ہے کہ خط اس طرح لکھا جائے جیسے مکتوب الیہ آپ کے سامنے بیٹھا ہے اور آپ اس سے باتیں کر رہے ہیں۔ ایک اچھے خط میں بے تکلّفی سے مگر مکتوب الیہ کے مرتبے اور اس سے اپنے رشتے کا لحاظ رکھ کر باتیں لکھی جاتی ہیں۔ تحریر کے حُسن کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔

خط کے درج ذیل حصّے ہوتے ہیں:

۱۔ مقامِ روانگی اور تاریخ	۲۔ القاب و آداب
۳۔ خط کا مضمون	۴۔ اختتامِ مکتوب
۵۔ مکتوب نگار کا نام	۶۔ مکتوب الیہ کا پتا

مقامِ روانگی اور تاریخ کاغذ کی پیشانی پر انتہائی دائیں جانب درج ہوتے ہیں۔ القاب و آداب، مکتوب الیہ سے اپنے تعلق اور مکتوب الیہ کے مرتبے و منصب کی نسبت سے لکھے جاتے ہیں۔ اپنے والدین کے لیے احترام و عقیدت کے القاب اختیار کیے جاتے ہیں۔ جب کہ دوستوں سے بے تکلّفی کا اظہار ہوتا ہے۔ اختتامِ مکتوب کسی دعا پہ کرنا چاہیے اور اپنا نام خط کے آخر میں بائیں جانب صفحے پر لکھنا چاہیے۔ صفحے کے آخر پر دائیں جانب خالی جگہ پر مکتوب الیہ کا پورا پتا درج آنا چاہیے۔

خط کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

اٹک کینٹ

۱۲۔مئی ۲۰۱۲ء

پیارے سرمد!

السّلامُ علیکم! خدا کرے تم خیریت سے ہو۔کل امّی جان کا خط ملا، جس میں انھوں نے تمھاری لاپروائی اور غفلت کی شکایت کی ہے۔ یہ پڑھ کر دُکھ ہوا ہے کہ تم اب پڑھائی میں دل چسپی نہیں لے رہے ہو۔امّی جان نے ششماہی امتحان میں تمھارے فیل ہونے کی اطلاع بھی دی ہے۔تمھاری یہ ناکامی تمھاری لاپروائی کا نتیجہ ہے۔

سرمد! تمھیں پتا ہے کہ ہمارے ماں باپ کتنی مشکل سے ہماری پڑھائی کا خرچ اٹھاتے ہیں۔اگر تم اس طرح کی حرکتیں کروگے تو ان کا دل کتنا دُکھے گا۔اب بھی تمھارے پاس وقت ہے۔اپنی پڑھائی پر توجّہ دو اور روز کا کام روز کرو تاکہ سالانہ امتحان میں کامیاب ہو جاؤ۔پڑھنے لکھنے میں تمھاری ہی بھلائی ہے۔مجھے اُمید ہے کہ تم میری اس بات کو پلّے باندھو گے اور پڑھائی پر پوری توجّہ دو گے۔امّی جان کی خدمت میں سلام، فائزہ کو پیار۔

تمھارا بھائی

فہد حسن

۲۵۔بی، خیابانِ سرسیّد، ملتان

سرگرمیاں:

۱۔ بچوں سے کہیں کہ وہ اپنی کاپی پر کسی کارٹون کی تصویر چسپاں کریں۔

۲۔ بچے خود کوئی کارٹون بنائیں اور اس میں رنگ بھریں۔

۳۔ بچے اپنا پسندیدہ لطیفہ کاپی پر لکھیں۔

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو بتائیں کہ مزاحیہ ادب لکھنے والا مزاح نگار کہلاتا ہے۔

۲۔ بچوں کو بتائیں کہ مزاحیہ ادب اپنے ظاہری رویّوں میں سنجیدہ ادب سے بالکل مختلف ہوتا ہے، لیکن ہر دو طرح کے ادب کا مقصد معاشرے کی اصلاح ہے۔

۲۳

محنت

تدریسی مقاصد:

۱۔ بچوں کو محنت کی عظمت سے روشناس کرانا۔
۲۔ بچوں کو بتانا کہ محنت کے بغیر، کوئی بھی آدمی عظمت کی بلندیوں تک نہیں پہنچ سکتا۔
۳۔ بچوں کو بتانا کہ دنیا کی خوبصورتی محنت کشوں کے دم قدم سے ہے۔

برگد	کہسار	کوہ و بیاباں	نوعِ بشر
پھانکنا	رعنائی	کوکھ	

محنت: پتھریلی، پیاسی مٹی سے پھول کھلاتی ہے
کھیت کی ہریالی، ڈالی بن جاتی ہے، پھَل پاتی ہے

محنت: میدانوں کا سونا، چاندی ہے کُہساروں پر
محنت، ہی سے آج بَشَر کا ہاتھ ہے چاند ستاروں پر

محنت: صَحرا، کوہ و بیاباں پاٹ کے شہر بَساتی ہے
بھاری پتھر، سَخت چٹانیں کاٹ کے نہریں لاتی ہیں

ہل ہتھی کے پیچھے پیچھے کتنی مٹی پھانکی ہے
تب گندم کی کوئی بالی اپنی کوکھ سے جھانکی ہے

جانے کتنے کانٹے ٹوٹے اِن کے ننگے پاؤں میں
گاؤں والے تب بیٹھے برگد کی ٹھنڈی چھاؤں میں

نوعِ بشر کو عزّت، عظمت، قُوّت دینے والے ہیں
جن چہروں پہ گرد جمی ہے، جن ہاتھوں پر چھالے ہیں

دانہ دانہ چُن کر لایا جاتا ہے انباروں میں
جلتا ہے انسان تو پھر جلتے ہیں دِیے بازاروں میں

(سیّد ضمیرؔ جعفری)

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) اس نظم میں انسان کے جلنے سے کیا مُراد ہے؟
(ب) نوعِ بشر کو عزّت، عظمت اور قوت کون دیتا ہے؟
(ج) گاؤں والوں کو برگد کی ٹھنڈی چھاؤں کیسے نصیب ہوئی؟
(د) میدانوں کا سونا اور کُہساروں کی چاندی کیا ہے؟
(ہ) پیاسی مٹّی سے کون پھول کھلاتا ہے؟
(و) شہر کیسے بستے ہیں؟

۲۔ نظم ''محنت'' کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) محنت سے کھیت کی ہریالی کیا پاتی ہے؟
(i) عزت (ii) پھل
(iii) حُسن (iv) چمک

(ب) کس کا ہاتھ محنت کی وجہ سے چاند ستاروں پر ہے؟
(i) مزدور کا (ii) انسان کا
(iii) بشر کا (iv) سائنسدان کا

(ج) محنت میدانوں کا:

(i) سونا ہے	(ii) چاندی ہے
(iii) ہیرا ہے	(iv) حُسن ہے

(د) کس کے جلنے سے بازاروں میں دیے جلتے ہیں؟

(i) کوئلے کے	(ii) لکڑی کے
(iii) تیل کے	(iv) انسان کے

۳۔ درجِ ذیل الفاظ کے معانی لکھیں۔

بالی، ڈالی، کُہسار، بشر، کوہ و بیاباں، رعنائی، کوکھ، نوعِ بشر

۴۔ مناسب الفاظ لگا کر مصرعے مکمل کریں۔

(الف) محنت: پتھریلی، .... سے پھول کھلاتی ہے

(ب) محنت: میدانوں کا سونا، چاندی ہے .... پر

(ج) گاؤں والے تب بیٹھے .... کی ٹھنڈی چھاؤں میں

(د) .... کو عزت، عظمت، قوت دینے والے ہیں

(ہ) تب گندم کی کوئی بالی اپنی .... سے جھانکی ہے

۵۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
پتھریلی	چاندی
برگد	سخت
سونا	پھول
بالی	چھاؤں
کانٹے	ڈالی

۶۔ شاعر نے اس نظم میں محنت کی کون کون سی مثالیں دی ہیں؟

۷۔ نظم ''محنت'' کا خلاصہ تحریر کریں۔

۸۔ درجِ ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کریں۔

کہسار، بسانا، عظمت، چھالے، پھانکنا، انبار

۹۔ نظم ''محنت'' پڑھنے کے بعد ''محنت کی عظمت'' کے عنوان پر ایک مضمون تحریر کریں اور مضمون میں اس نظم کے اشعار بھی شامل کریں۔

۱۰۔ درجِ ذیل کا مفہوم واضح کریں۔

پھل پانا، چاند ستاروں پر ہاتھ ہونا، انسان کا جلنا، ننگے پاؤں میں کانٹے ٹوٹنا

۱۱۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

پیاسی، بسانا، عزت، قوّت، چھاؤں

حروفِ استفہامیہ:

وہ الفاظ جو کسی سے کوئی بات پوچھنے یا سوال کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں، انھیں حروفِ استفہام کہا جاتا ہے، جیسے:

(الف) یہ کون ہے؟

(ب) وہ کیا کرتا ہے؟

(ج) تم کیوں آئے ہو؟

(د) وہ کب لاہور جائے گا؟

(ہ) اس بات کو کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے؟

ان جملوں میں کون، کیا، کیوں، کب اور کس طرح حروفِ استفہامیہ ہیں۔ ان کے علاوہ کیسے، کہاں، کدھر، کتنا بھی حروفِ استفہامیہ ہیں۔

سرگرمیاں:

۱۔ یکم مئی (یومِ مزدور) کے حوالے سے سکول میں تقریب کا اہتمام کیا جائے اور بچوں سے محنت کے موضوع پر تقریریں کرائی جائیں۔

۲۔ محنت و عمل کی تلقین کے ضمن میں ایک آیت اور ایک حدیث درج کی گئی ہے۔ آپ انھیں کاپی میں خوش خط لکھیں اور زبانی یاد کریں۔

لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا ما سَعٰی (القرآن)

(انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے محنت کی۔)

اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ (الحدیث)

(محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہے)

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو بتائیں کہ حدیثِ مبارکہ میں محنت کرنے والوں کو اللہ کا دوست قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ بچوں کو بتائیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو بہت اہمیّت دیتے تھے۔

۳۔ بچوں سے مزدوروں کے عالمی دن کے حوالے سے گفتگو کریں اور اس دن کی اہمیت واضح کریں۔

۴۔ بچوں کو اپنے چھوٹے چھوٹے کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی تلقین کریں۔

۵۔ بچوں کو اس کہاوت کے معنی و مفہوم سے آگاہ کریں کہ ''محنت میں عظمت ہے۔''

۲۴

ریاضی کا علم

تدریسی مقاصد:

۱۔ بچوں کو ریاضی کے معنی و مفہوم اور دائرہ کار سے آگاہ کرنا۔
۲۔ بچوں کو ریاضی کی پیش رفت سے روشناس کرانا۔
۳۔ بچوں کو بتانا کہ ریاضی علمی اور عملی طور پر زندگی کے تمام شعبوں میں شامل ہے۔

حجم	پیمائش	اشکال	ناگزیر	مستحکم	عبور

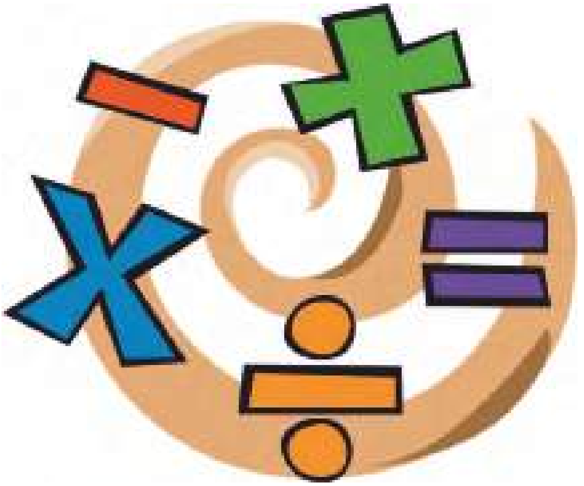

مقدار، ڈھانچے، حجم، تبدیلی اور نقشے وغیرہ کے مطالعے کو علم الحساب یا ریاضی کا علم کہتے ہیں۔ اسے آپ ضروری حساب کتاب کا سائنسی علم بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس حساب کتاب میں گنتی اور پیمائش، دو بنیادی عمل ہوتے ہیں۔ ان میں ہندسے اور نقطے اہم علامات کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ علم الحساب میں اشکال اور حرکات کا مطالعہ بھی کیا جاتا ہے۔

علم الحساب اتنا ہی پُرانا ہے جتنا کہ خود بنی نوع انسان۔ عملی ریاضی کو قبل از تاریخ کے لوگ بھی استعمال کرتے تھے۔ ان لوگوں کی ریاضی اتنی اچھی تھی کہ وہ غیر مادی چیزوں مثلاً دنوں، موسم اور سالوں وغیرہ کا حساب بھی رکھتے تھے۔ تاہم آغاز میں لوگ اشیا کو شمار کرنے کے لیے دھاگوں، رسیوں اور کنکر وغیرہ کو استعمال کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ گنتی کا نظام سب سے پہلے وادیِ سندھ کے لوگوں نے متعارف کرایا تھا۔ ابتدا میں ریاضی کو صرف تجارت کے مقصد اور اراضی کی پیمائش کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔

جدید دور میں اس علم کا استعمال سائنسی اور غیر سائنسی تمام میدانوں میں ناگزیر ہو چکا ہے۔ دنیا کے کسی بھی

کونے میں پائے جانے والے ہر تعلیمی ادارے میں بچوں کو بنیادی جماعتوں ہی سے ریاضی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ حالیہ دور میں اَن پڑھ لوگ بھی ہندسوں اور سادہ جمع تفریق کی سُوجھ بُوجھ رکھتے ہیں۔ درحقیقت یہ ایک ایسا عملی علم ہے، جس کی ہر انسان کو ہر قدم پر ضرورت پڑتی ہے۔ اگر کسی شخص کو گنتی نہیں آتی، تو اسے زندگی کے ہر ہر موڑ اور ہر ہر قدم پر دوسروں کی مدد کا محتاج رہنا پڑتا ہے۔

کیمیا، طبیعیات، فلکیات، ارضیات اور حیاتیات ہو یا لسانیات اور ادبیات، علم الحساب ہر جگہ کسی نہ کسی اساسی صورت میں موجود ہوتا ہے۔ یہ علم اتنی وسعت اختیار کر گیا ہے کہ اسے مزید کئی قسموں اور شاخوں میں تقسیم کرنا پڑا۔ جیسا کہ ریاضی، عملی ریاضی، الجبرا، جیومیٹری، ٹریگنومیٹری، شماریات اور کمپیوٹر سائنس وغیرہ۔

ریاضی کے علم کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے، اس کے ارتقا اور اس کی ترقی میں مسلمان ریاضی دانوں کا بڑا اہم اور شان دار کردار رہا ہے۔ مثال کے طور پر محمد بن موسیٰ خوارزمی اور عمر خیام نے الجبرا اور لوگرتھم ایجاد کیا۔ لوگرتھم ایسا علم ہے جو موجودہ کیلکو لیٹر اور کمپیوٹر میں بنیادی اور مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ البیرونی نے ضلع جہلم کی تحصیل پنڈ دادن خان کے مقام پر بیٹھ کر زمین کا قطر دریافت کیا۔ اگر ماضی کے بڑے ریاضی دانوں کے نام لیے جا توان میں فیثا غورث، عمر خیام، محمد بن موسیٰ خوارزمی، البیرونی، جمشید الکاشی، ولیم ردرفورڈ، آئن سٹائن اور آئزک نیوٹن وغیرہ شامل ہیں۔

تمام علوم میں ریاضی کے وسیع استعمال کی بدولت اسے ''تمام سائنسی علوم کی ماں'' اور ''تمام سائنسی علوم کی ملکہ'' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ علم آج کل کے زمانے میں بہت ترقی کر چکا ہے۔ تمام حساب کتاب مشینی ہو جانے کی وجہ سے انسان کو طویل رقوم یاد نہیں رکھنا پڑتیں۔ اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ ہمارا کام بالکل ختم ہو گیا ہے البتہ ہم یہ ضرور کَہ سکتے ہیں کہ جدید دور کے طلبہ کے لیے کیلکو لیٹر اور کمپیوٹر کی سہولتوں کی بنا پر علم الحساب آسان اور تیز تر ہو گیا ہے۔ تاہم اس کے لیے نہ صرف کیلکو لیٹر اور کمپیوٹر کے استعمال میں تربیت یافتہ ہونا لازمی ہے بلکہ ریاضی کے قواعد اور قوانین پر عبور اور دسترس ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔

ریاضی علم کے ساتھ ساتھ دلچسپ کھیل بھی ہے۔ آیئے آپ کو ریاضی کے چند کھیل بتائیں کہ کس طرح یہ علم کھیل میں بھی ہماری معاونت کرتا ہے:

۲۵۹ اور ۳۹ دو ایسے حیران کن اعداد ہیں کہ آپ ان دونوں کو ضرب دے کر ان کے حاصلِ ضرب کو کسی بھی عدد سے ضرب دیں تو اس کا جواب تین بار وہی ہوگا جس سے ۲۵۹ اور ۳۹ کے حاصلِ ضرب کو ضرب دی گئی ہوگی۔

مثلاً: آپ کی عمر ۱۰ سال ہے تو آپ پہلے ۲۵۹ کو ۳۹ سے ضرب دیں اب اس حاصلِ ضرب کو ۱۰ سے پھر ضرب دیں۔ تو اس کا جواب کچھ یوں آئے گا ۱۰۱۰۱۰۔ اسی قاعدے کے مطابق آپ سب کی عمروں کا حساب کر کے دوستوں کو حیران کر سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

کوئی بھی عدد لیں۔ اس کو چار گنا کریں، اس حاصلِ ضرب میں دو جمع کریں اور پھر اسے پانچ سے ضرب دیں۔ حاصلِ ضرب کو بیس سے تقسیم کریں جو باقی بچے اسے نو سے ضرب دیں۔ حاصلِ ضرب میں دو جمع کریں جواب ہمیشہ ۹۲ ہوگا۔

اگر بحسابِ ابجد نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے اسم مبارک محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے اعداد لیے جائیں تو ان کا مجموعہ ۹۲ ہوتا ہے۔ چونکہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ذات تمام جہانوں کے لیے رحمت اور سرا پا ہدایت ہے اس لیے ہر چیز یا شخص کے نام کے اعداد اسی نامِ مبارک کے اعداد کے گرد گھومتے ہیں۔

مشق

ا۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) ریاضی کا علم کسے کہتے ہیں؟

(ب) حساب کتاب کے بنیادی عمل کون سے ہیں؟

(ج) علم الحساب کتنا پرانا ہے؟

(د) آغاز میں اشیا کو شمار کرنے کے لیے کیا استعمال کیا جاتا تھا؟

(ہ) گنتی کا نظام سب سے پہلے کس علاقے کے لوگوں نے متعارف کرایا؟

(و) زمین کا قطر کس نے دریافت کیا؟

(ز) کس علم کو سائنسی علوم کی ماں کہا جاتا ہے؟

(ح) کیسا شخص ہر قدم پر دوسروں کی مدد کا محتاج رہتا ہے؟

۲۔ خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) مقدار، ڈھانچے، حجم، تبدیلی اور نقشے وغیرہ کے مطالعے کو............یا ریاضی کا علم کہتے ہیں۔

(ب) علم الحساب میں............اور حرکات کا مطالعہ بھی کیا جاتا ہے۔

(ج) ابتدا میں ریاضی کو صرف تجارت کے مقصد اور اراضی کی............کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔

(د) حالیہ دور میں............لوگ بھی ہندسوں اور سادہ جمع تفریق کی سوجھ بوجھ رکھتے ہیں۔

(ہ) ....ایسا علم ہے جو موجودہ کیلکو لیٹر اور کمپیوٹر میں بنیادی اور مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

(و) ....نے ضلع جہلم کی تحصیل پنڈ دادن خان کے مقام پر بیٹھ کر زمین کا قطر دریافت کیا۔

۳۔ درجِ ذیل الفاظ کے معانی لکھیں۔

اراضی، ناگزیر، مستحکم، استوار، معاونت

۴۔ درجِ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کریں۔

حجم، پیمائش، علامات، اشکال، غیر مادی

۵۔ درست جواب کی نشاندہی (✓) سے کریں۔

(الف) زمین کا قطر کس نے دریافت کیا؟

(i) خوارزمی (ii) البیرونی

(iii) فیثا غورث (iv) عمر خیام

(ب) ریاضی کا علم اتنا ہی پرانا ہے:

(i) جتنا یہ آسمان (ii) جتنی یہ زمین

(iii) جتنی تجارت (iv) جتنا خود انسان

(ج) ہر میدان میں ریاضی کے عمل دخل اور وسعت کی بنا پر اسے کیا کہا جاتا ہے؟

(i) تمام سائنسی علوم کی بنیاد (ii) تمام سائنسی علوم کا مرکز

(iii) تمام سائنسی علوم کی ماں (iv) تمام سائنسی علوم کا محور

(د) گنتی کا نظام سب سے پہلے کہاں کے رہنے والوں نے متعارف کرایا؟

(i) سندھ کے (ii) پنڈ دادن خان (ضلع جہلم) کے

(iii) عرب کے (iv) یونان کے

٦۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
گنتی	زمین کا قطر
اشکال	جیومیٹری
اساسی	تصاویر
الجبرا	اعداد
البیرونی	بنیادی

٧۔ علمِ ریاضی کی کوئی سی پانچ قسموں کے نام لکھیں۔

سرگرمی:

١۔ پانچ مسلمان ریاضی دانوں کے نام اپنی کاپی میں لکھیں۔

٢۔ ریاضی کا کوئی اور کھیل، کسی بچے کو آتا ہو تو جماعت میں باقی بچوں کو بتائے۔

برائے اساتذہ:

١۔ اساتذہ بچوں کو بتائیں کہ تمام علوم کی بنیاد ریاضی پر استوار ہے۔مشہور ریاضی دان فیثا غورث نے کہا ہے کہ کائنات عدد سے بنی ہے۔بچّوں کے لیے اِس کی وضاحت کریں۔

٢۔ بچوں کو مثالیں دے کر بتائیں کہ مسلمان ریاضی دانوں نے حساب کی ترویج اور ترقی میں نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔

٣۔ بچوں کو بتائیں کہ پرانے زمانے کے علمائے دین قرآن وسنّت کے ساتھ ساتھ سائنسی علوم مثلاً علمِ ریاضی، علمِ فلکیات، علمِ ارضیات، علمِ ہیئت وغیرہ پر بھی دسترس رکھتے تھے۔

٤۔ بچوں کو بتائیں کہ ریاضی بنیادی طور پر مسلمانوں کا علم ہے لیکن بد قسمتی سے مسلمان آج اس علم سے بے بہرہ ہیں۔

۲۵

پاکستان

تدریسی مقاصد:

۱۔ بچوں کو وطن کی اہمیّت سے روشناس کرانا۔
۲۔ بچوں کو نظریہ کے معنی و مفہوم سے متعارف کرانا۔
۳۔ بچوں کو بتانا کہ وطن سے محبت ایمان کی علامت ہے۔
۴۔ بچوں کو آزادی کی نعمت سے آگاہ کرنا۔

مُسکانا	کھلیان	سرافراز	محو	تگ و تاز	سرخرو

تُو رہے آزاد اے میرے وطن!
تُو رہے آباد اے میرے وطن!

تیرا پرچم یُونہی لہراتا رہے
گوشہ گوشہ نُور برساتا رہے
تیرا ذرّہ ذرّہ مُسکاتا رہے
اے وطن تو جُھومتا، گاتا رہے

تُو رہے آزاد اے میرے وطن!
تُو رہے آباد اے میرے وطن!

تیرے کھیتوں، تیرے کھلیانوں کی خیر
تیرے باغوں، تیرے میدانوں کی خیر
تیرے شہروں، تیرے ایوانوں کی خیر
تیری عظمت کے نگہبانوں کی خیر

تُو رہے آزاد اے میرے وطن !
تُو رہے آباد اے میرے وطن !

تُو رہے ہردم سرافراز اے وطن !
تُو رہے عالم سے ممتاز اے وطن !
تُو رہے، محوِ تگ و تاز اے وطن !
سُرخرو ہوں تیرے شہباز اے وطن !

تُو رہے آزاد اے میرے وطن !
تُو رہے آباد اے میرے وطن !

(ڈاکٹر محمد صالح طاہرؔ)

مشق

۱۔ سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) عظمت کے نگہبانوں سے کیا مُراد ہے؟
(ب) قومی پرچم کے لیے شاعر نے کیا دُعا کی ہے؟
(ج) شاعر نے وطن کی جن چیزوں کی خیر مانگی ہے، ان میں سے کسی دو کے نام لکھیں۔
(د) شاعر نے اپنے شہبازوں کے لیے کن جذبات کا اظہار کیا ہے؟

۲۔ درجِ ذیل الفاظ کے معنی لغت سے تلاش کر کے لکھیں۔

ممتاز، سرافراز، محو، مسکانا

۳۔ درجِ ذیل الفاظ کو جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کی تذکیر و تانیث واضح ہو جائے۔

وطن، پرچم، عظمت، عالم، نور

۴۔ درجِ ذیل کے متضاد لکھیں۔

آزاد، نور، نگہبان، آباد

۵۔ مناسب الفاظ کی مدد سے مصرعے مکمل کریں۔

(الف) تیری عظمت کے .... کی خیر

(ب) گوشہ گوشہ .... برساتا رہے

(ج) تو رہے عالم سے .... اے وطن

(د) تیرا پرچم یونہی .... رہے

(ہ) تو رہے آزاد اے میرے ....

۶۔ درجِ ذیل الفاظ کا مفہوم واضح کریں۔

ذرّہ ذرّہ مسکانا، محوِ تگ و تاز، نور برسانا، عالم سے ممتاز

۷۔ درجِ ذیل واحد الفاظ کی جمع لکھیں۔

وطن، نور، ذرّہ

۸۔ نظم ''پاکستان'' کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کالم (الف) کے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
پرچم	برسنا
نور	لہرانا
ذرّہ	کھلیان
عظمت	مسکانا
کھیت	سرفرازی

۹۔ اس نظم کے پہلے بند میں جو ہم آواز الفاظ استعمال ہوئے ہیں، ان کو ترتیب سے لکھیں۔

سرگرمیاں:

۱۔ ۲۳ مارچ/ ۱۴۔ اگست کے حوالے سے سکول میں تقریب کا اہتمام کریں اور بچوں کو اس دن کی اہمیت سے آگاہ کریں۔ علاوہ ازیں بچوں سے کہیں کہ وہ اس تقریب کی روداد اپنی کاپی میں لکھیں۔

۲۔ قائدِ اعظمؒ، علامہ اقبالؒ اور پاکستان کے قومی پرچم کی تصاویر اپنی کاپی پر چسپاں کریں۔

برائے اساتذہ:

۱۔ بچوں کو بتائیں کہ ریاستِ مدینہ کے بعد پاکستان دنیا کی دوسری ریاست ہے، جو ایک نظریے کی بنیاد پر حاصل کی گئی۔

۲۔ بچوں کو تحریکِ پاکستان کے مشاہیر کا تعارف کرائیں۔

۳۔ حصولِ پاکستان کے لیے ہمارے بزرگوں نے جو بے پناہ قربانیاں دی ہیں، ان کی تفصیل بچوں کو بتائیں۔

۴۔ بچوں کو بتائیں کہ زندہ قومیں اپنی قومی زبان، قومی لباس، قومی ترانے اور قومی پرچم کا بے حد احترام کرتی ہیں اور یہی احترام ان کی آزادی کا ضامن ہوتا ہے۔

فرہنگ

۱۔ حمد

بالی: خوشہ، گندم یا جو وغیرہ کا سِٹّا
بسانا: آباد کرنا
پرند: پرندہ، اُڑنے والا
پھدکنا: اُچھلنا کودنا
حکمت: دانائی
خوشنمائی: خوب صورتی
ڈالی: ٹہنی، شاخ
عطر: خوشبو
قادر: قدرت والا، غالب
قوی: مضبوط
نادر: نایاب، عمدہ، کمیاب
نرالی: انوکھی

۲۔ نعت

آن: عزت، مرتبہ، شان
بداندیش: بُرا چاہنے والا
برلانا: پوری کرنا
بیڑا: ناؤ، کشتی
جہل: جہالت
درگزر کرنا: معاف کرنا
زیروزبر کرنا: تہ و بالا کرنا
سوئے قوم: قوم کی طرف
شیروشکر ہونا: بہت دوستی ہونا
غم کھانا: فکر کرنا
مفاسد: فساد، جھگڑے
ملجا: جائے پناہ

موجِ بلا: مصیبتوں کی کثرت
مولیٰ: آقا، مالک
نسخۂ کیمیا: سونا بنانے کا طریقہ، یہاں قرانِ پاک مُراد ہے۔
والی: مددگار، سرپرست، آقا

۳۔ مادرِ ملّت فاطمہ جناحؒ

آبِ زر: سونے کا پانی
آمادہ کرنا: تیار کرنا
امتیازی نمبر: نمایاں حیثیت
اہلیہ: بیوی
پیروکار: پیروی کرنے والا، اتباع کرنے والا
ترویج: اشاعت کرنا، جاری کرنا
تعلیمِ نسواں: عورتوں کی تعلیم
تنظیم: مجلس، ادارہ، منظّم جماعت
خیر باد کہنا: رخصت کرنا، چھوڑنا، ترک کرنا
دستگیری: مدد
دُوراندیش: عقل مند، دور کی بات سوچنے والا
شانہ بشانہ: ساتھ ساتھ، کندھے سے کندھا ملا کر چلنا
شرمندۂ تعبیر: جس کی کوئی تعبیر ہو، تکمیل
کنارہ کش ہونا: کنارا کرنا، دُور ہونا، چھوڑنا
لوہا منوانا: شجاعت اور دلیری دکھانا
مادرِ ملت: قوم کی ماں
مشیر: مشورہ دینے والا
معاون: مددگار، اعانت کرنے والا
معتمد: قابلِ اعتبار

۴۔ ملکۂ کہسار ـــ مری

آغوش: گود، پہلو

تانتا بندھنا: آمدورفت شروع ہونا
توسُّط سے: وسیلے سے
خنک: ٹھنڈا، سرد
سامراج: وہ نظامِ حکومت جو نوآبادیات پر اپنا تسلط برقرار رکھنے کے لیے قائم کیا جائے۔
سحر انگیز: جادو کا اثر پیدا کرنے والا
سہانا: دل پسند، پیارا
سیّاح: سیر کرنے والا، سفر و سیاحت کرنے والا
لبھانا: مائل کرنا، لالچ دینا، اچھا لگنا
مبہوت: حیران، ہکّابکّا
محور: مرکز، دُھرا جس پر پہیا گردش کرتا ہے
مسافت: دُوری، فاصلہ
ملکۂ کوہسار: پہاڑوں کی ملکہ
نبرد آزما: لڑنے کے لیے تیار، مقابلہ کرنا
یخ بستہ: سردی سے برف کی طرح جما ہوا

۵۔ ہم ایک ہیں

تلے: نیچے
چمن: باغ
راہی: مسافر، راہرو
ساجھی: مشترکہ
گگن: آسمان، موج، لہر

٦۔ اشتہارات ''ضرورت نہیں ہے'' کے

اوباش: بدمعاش، آوارہ
پلّے باندھنا: گرہ میں باندھنا، سبق لینا
حاذق: قابل، سمجھدار، ماہر
دانست: علم، سمجھ
دوراندیش: عقل مند، دور کی بات سوچنے والا
دوشیزہ: کنواری لڑکی
عاق کرنا: فرزندی سے الگ کرنا، بے تعلق کرنا
غسّال: مردے کو نہلانے والا

گورکن: قبر تیار کرنے والا
مشتاق: آرزو مند، شوق رکھنے والا، چاہنے والا
ہانک لگانا: آواز لگانا، پکارنا

۷۔ یومِ دفاع

اِمسال: اس سال
اُمنگ: جوش، ولولہ
جرّی: بہادر
جوق در جوق: گروہ در گروہ
چھکّے چُھڑانا: بدحواس کرنا
حیرت انگیز: حیرانی پیدا کرنے والا
دادِ تحسین دینا: حوصلہ افزائی کرنا، شاباش دینا
دھمک: آہٹ، بھاری چیز گرنے کی آواز
سحر انگیز: جادو کا اثر پیدا کرنے والا
سرمستی: بے خودی، نشے کا عالم
سِکّہ بٹھانا: رُعب قائم کرنا

۸۔ پرانا کوٹ

جاڑا: سردی، موسم سرما
جامہ: پوشاک، لباس
خستہ: بدحال، پریشان، خراب
عبرت: نصیحت، خوف
غنیمت: عمدہ، کافی ہونا
قلیل: تھوڑا، کم
نیلام: بول بول کر بیچنا، بولی لگانا
وضع: شکل، صورت

۹۔ گلِ صنوبر کی کہانی

آدم زاد: انسان، آدم کی اولاد
آغوش: گود، بغل
آہٹ: پاؤں کی آواز، چلنے کی آواز
الغوزہ: ایک ساز، ایک قسم کی بانسری
بے تاب: بے چین، بے قرار

بے ساختہ: فی البدیہہ، فوراً، بے ارادہ
بے گور و کفن: جسے نہ کفن دیا جائے اور نہ دفن کیا جائے
پختہ: پکا
تدبیر: تجویز، بندوبست
تمتما اُٹھنا: چمک، دُھوپ کی گرمی یا بخار کے باعث منھ یا گال کا سُرخ ہو جانا
حفظ و امان: حفاظت اور امن
سریلی: خوش گلو، خوش آواز
سنّاٹا: خاموشی
سنسان: ویران، خالی، خاموش
طاعون: ایک متعدی مرض جو عموماً چوہوں سے پھیلتا ہے۔
عزم: ارادہ، قصد، نیّت
عنایت: مہربانی، شفقت
عیب: نقص، خرابی
فرشتۂ اجل: موت کا فرشتہ
کفارہ: کسی خطا یا گناہ کا عوض، تاوان
مارگزیدہ: سانپ کا ڈسا ہوا
مانوس: جانا پہچانا، شناسا، واقف
مسہری: چھپر کھٹ، ایک قسم کا پلنگ
مشغول: مصروف
مکین: صاحبِ خانہ، مکان میں رہنے والا
ویران: اُجڑا ہوا، غیر آباد

۱۰۔ شیخ سعدیؒ کے اقوال

ادبِ عالیہ: اعلیٰ ادب، مستند ادب
حاسد: حسد کرنے والا، دشمن، بدخواہ
حق شناس: حق کو پہچاننے والا، خدا شناس، سچ کا ساتھی
حکمت: دانائی
حکیمِ مشرق: مشرق کا دانا
دانش: عقل
دسترخوان: وہ کپڑا جس پر کھانا چنتے ہیں۔
لقب: وہ نام جو کسی وصف کے سبب لوگوں نے دیا ہو۔
مردار: مرا ہوا
مشعل: بہت موٹی بتی، چراغ
معلّم: اُستاد

۱۱۔ بادل کا گیت

آفت: مصیبت
بلبلانا: تڑپنا، بے قراری سے رونا چلانا
پٹخنی دینا: زمین پر دے مارنا، گرانا
پربت: پہاڑ
دمکا: چمکا
دُھن: طرز، لے، خیال
سیپیاں: صدف
شعاعیں: سورج کی کرنیں، روشنی، چمک
کائی: پھپھوندی، ایک قسم کا سبزہ جو پانی پر جم جاتا ہے۔
گتھی: پیچیدگی، گانٹھ، گرہیں جو دھاگے میں پڑ جاتی ہیں۔
نشیلی: سرشار، مخمور، مست کر دینے والی

۱۲۔ سائنس کے کرشمے

بیش بہا: قیمتی
پیچیدہ: اُلجھا ہوا، مشکل
تسخیر: فتح کرنا، تابع کرنا
ثمرات: فائدے، نتائج
رسائی: پہنچ، مہارت، واقفیت
ساعت: گھڑی، پل
سربستہ راز: چھپا ہوا راز، مخفی راز
سہل: آسان
صعوبت: مصیبت
فلاح و بہبود: بھلائی، بہتری
قبل از تاریخ: بہت قدیم زمانہ
گوشہ: پہلو، کنارا
مرہونِ منت: احسان مند، ممنون
ورطۂ حیرت: بہت زیادہ حیرانی

۱۳۔ صحت اور صفائی

آ گاہ کرنا: مطلع کرنا، بتانا
تاکید کرنا: بار بار کہنا، اصرار کرنا
حیاتین: غذا کے اجزا Vitamins کا اردو ترجمہ
کراہت: بیزاری، نفرت
مخاطب: بات کرنے والا

۱۴۔ پیارا وطن

آرزو: خواہش
ارمان: تمنا، خواہش
انجمن: محفل
بَن: جنگل، ویران جگہ
پاسبان: محافظ، نگہبان
جیالے: بہادر، دلیر، جرأت مند
فردوس: باغ، بہشت، جنت
رشک: کسی کے برابر ہونے کی خواہش
چمن: باغ

۱۵۔ انسان اور اس کا ماحول

آشنا ہونا: واقف ہونا
آمیزش: ملاوٹ
بنجر زمین: ناقابل کاشت زمین
تدبیر: تجویز، علاج، چارہ
سنگین: وزنی، بھاری، سخت، مضبوط
ضرررساں: نقصان دہ
عکاس: مصوّر، ظاہر کرنے والا
قوتِ سماعت: سننے کی قوت
قوتِ مدافعت: روکنے کی قوت، دفاع کی قوت
قوتِ نمو: افزائش کی قوت
لازم وملزوم: ایک دوسرے سے وابستہ
مثبت اثرات: خوشگوار اثرات

مضر: نقصان دہ
منفی اثرات: غلط اثرات، نقصان دہ اثرات
ہم کنار: بغل گیر

۱۶۔ محنت کی برکات

آسائش: آرام
اشاعت: شائع کرنا
بندوبست: انتظام
پائیداری: مضبوطی
پہلوتہی کرنا: اجتناب کرنا، ٹال مٹول کرنا، بچنا
پیش خیمہ: ہراول دستہ
پیوند: جوڑ
تناور: مضبوط
چُنگل: گرفت
شعار: چلن، طریقہ
عار: عیب، نقص، شرم
فرماں روائی: حکمرانی
فضیلت: بڑائی، عظمت
کاہلی: سُستی
نکھار: اُجلاپن، صفائی، آرائش
مشعلِ راہ: راستے کی روشنی، راہبر، راہنما
منوّر کرنا: روشن کرنا
نہال: پودا
وقار: متانت، قدرومنزلت

۱۷۔ خراب ہے

آوے کا آوا بگڑنا: مکمل طور پر خراب ہونا
اہلیہ: بیوی
خُو: عادت
سودا: مال واسباب، خریدی ہوئی چیز
غذا: خوراک
ہرچند: کیسا ہی

۱۸۔ کھیل

الاپنا: گانا شروع کرنا
توسط سے: ذریعے سے
چاق چوبند: چست اور پھرتیلا
دارومدار: انحصار
رسیلے: رس بھرے
شیریں: میٹھا
ضامن: ضمانت دینے والا
عکاسی: تصویرکشی، عکس لینا
کشش: رغبت، دلربائی، اپنی طرف کھینچنا
مرغوب: پسندیدہ
مزیّن: آراستہ
معمول: دستور
ہشّاش بشّاش: تروتازہ، خوش

۱۹۔ اسلامی ممالک کی تنظیم

از سرِنو: دوبارہ، نئے سرے سے
اشتراک عمل: حصہ داری، ساجھا
اشد: شدید، نہایت ضروری
افہام و تفہیم: صلح صفائی، باہمی صلاح مشورے سے
برّی: زمینی
تاکید: اصرار، تقاضا، بار بار کہنا
تنازع: جھگڑا، فساد، رنجش
جارحیت: ناجائز حملہ
ذخائر: گودام، خزانہ، کوئی چیز جمع کرنا، ذخیرہ کی جمع
فعال: مؤثر
فقدان: کمی
کیفیت: حالت

۲۰۔ اتفاق

ایکا: ایک ہونا، اتفاق، سلوک
بوند: قطرہ

سوکھ جانا: خشک ہو جانا
لطف: مزہ
مثل: کہاوت، مثال
ملاپ: میل جول، اتفاق

۲۱۔ زراعت و صنعت

افادیت: فائدہ، نفع
پھوک: کسی چیز کو نچوڑنے کے بعد بچنے والا فضلہ جیسے رس نکلا ہُوا گنا
جراثیم کش: جراثیم کو مارنے والی
دستیابی: حاصل، میسّر
رائج: جاری، رواں
سیراب: پانی سے بھرا ہوا، سرسبز و شاداب
ششدر: حیران
طفیل: ذریعہ، وسیلہ، سبب
قادر: قدرت والا، طاقت والا، غالب
کاریز: کھیتوں کو پانی دینے والی بند نالی
محظوظ: لُطف اٹھانا
مسافت: دُوری، فاصلہ، سفر
میسّر: دستیاب، حاصل

۲۲۔ میری پیاری سائیکل

آشکارا: ظاہر، عیاں، واضح
اوّلین: پہلا
داغِ مفارقت: جدائی کا داغ
سنگین: سخت، بھاری
کارآمد: مفید، فائدہ مند
کایا پلٹنا: قسمت بدلنا، صورت حال کا بالکل بدل جانا
ماجرا: معاملہ
واثق: پختہ، پکّا

۲۳۔ محنت

انبار: ڈھیر
بالی: خوشہ، گندم، جو وغیرہ کا سِٹّا

برگد: بڑا درخت
بشر: انسان، اولادِ آدم
پاٹنا: بھرنا، عبور کرنا، پُر کرنا
پھانکنا: کسی خشک چیز کو ایک ہی دفعہ منھ میں ڈالنا
ڈالی: شاخ، ٹہنی
رعنائی: خوب صورتی
کوکھ: پیٹ، پہلو
کوہ و بیاباں: پہاڑ اور جنگل
کہسار: پہاڑ
نوع: قسم

۲۴۔ ریاضی

اساسی: بنیادی
پیمائش: ناپ، اندازہ
حجم: جسامت، ضخامت، موٹائی
دسترس: رسائی
عبور: مہارت
قواعد: اُصول، قوانین
مستحکم: مضبوط
ناگزیر: لازمی، ضروری

۲۵۔ پاکستان

ایوان: مکان، محل، قصر
تگ و تاز: دوڑ دھوپ، کوشش، جستجو
جھومنا: سر ہلانا، مستانہ چال چلنا
سرافراز: بلند، اُونچا
سرخرو: کامیاب
عظمت: بڑائی